

www.Ahle-haq.net.tc
www.Truth-khan001.net.tc
www.Al-islamia.net.tc
Www.Ahlehaq.Com

يَا لِّلّٰه



باکھڑ سرکانہ

مناظرہ عظیم
حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم

وَعْدَةُ الْهَي

سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُولِيَتِ الدُّبُورُ

حق کے مقابلے میں ہل کی جماعت شکست خوردہ ہوگی اور پیچھے پھیر کر بھاگ جائے گی!

باگڑسر گانہ ضلع ملتان کا قابل دید و لائق شہید

بے نظیر لاجواب مناظرہ

مناظر اعظم علامہ تونسوی زندہ باد

یہ مناظرہ ہے جو متواتر تین دن تک اہل شیعہ اور اہل سنت کے درمیان ضلع ملتان میں بمقام باگڑسر گانہ ہوتا رہا جس میں حضرت علامہ مولانا عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی مناظر اعظم تنظیم اہل سنت پاکستان نے پاکستان کے تہرانی شیعہ مناظر محمد اسماعیل گوجرہ کو نہایت لاجواب مہموت کر دیا و الفضل ما شہدت بہ الاعداء علاقہ باگڑسر گانہ کے خود شیعہ حضرات سے حقیقہ انصاف پر بھیجیے اس کے مطالعہ سے علماء و علماء عوام مسلمان بھی شیعوں کے عہدوں کو لاجواب کر سکتے ہیں و ما توفیقی الا باللہ

Www.Ahlehaq.Com

مرتبہ

تلمیذ حضرت علامہ تونسوی حافظ احمد مظفر گڑھی

40 چالیسویں اشاعت قیمت 50 روپے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

قائدہ حلیہ

شیعہ مذہب میں عقیدہ تحریفِ قرآن یعنی موجودہ قرآن ناقص و زائد اور اصلی قرآن کے خلاف ہے عقیدہ امامت کی طرح بلکہ اس سے کچھ زائد روایات متواترہ سے ثابت ہے۔

(۱) کتب معتبرہ شیعہ میں تحریفِ قرآن کی روایتیں زائد از دو ہزار ہیں اور روایات امامت سے بھی زیادہ ہیں۔

(۲) شیعہ محدثین نے روایات تحریف کو ائمہ معصومین سے روایت

لیا ہے۔

(۳) یہ زائد از دو ہزار روایتیں بقول محدثین شیعہ متواتر اور مستفیض

ہیں جیسا کہ اہل سنت کے نزدیک قرآن مجید کا صحیح اور کامل و مکمل غیر محرف ہونا متواتر ہے۔

(۴) یہ زائد از دو ہزار روایتیں علماء شیعہ کی تصریح کے مطابق تحریف

قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں

(۵) موجودہ قرآن کے کامل و مکمل اور غیر محرف ہونے کی کوئی ایک روایت بھی کتب شیعہ میں کسی ایک امام معصوم سے بھی نہیں ملتی۔ گویا کہ موجودہ قرآن مجید شیعوں کے نزدیک خبر واحد صحیح معتبر کے برابر بھی نہیں۔

(۶) شیعہ مشائخ و مجتہدین کا ان روایات زائد از دو ہزار کے مطابق قرآن مجید کے حرب اور ناسخ نئے کا بڑے شد و مد سے انتقاد ہے۔

(۷) روایات تحریف قرآن شیعہ کی بڑی بڑی معتبر کتابوں میں ہیں جن کتابوں پر شیعہ مذہب کا دار و مدار ہے۔

(۸) شریف مرتضیٰ، شیخ صدوق، ابو جعفر طوسی، ابو علی طبرسی۔ ان گنتی کے چار اشخاص کے سوا تمام شیعہ تحریف قرآن کے عقیدہ میں متفق اور متحد ہیں۔

(۹) :- مگر ان چار اشخاص کا قول حضرات ائمہ معصومین کے بے شمار اقوال تحریف کے مقابلے میں کیسے قابل اعتبار ہو سکتا ہے ؟

ب :- ان چاروں کا انکار تحریف بھی ازراہ تقیہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی تائید میں کوئی روایت ائمہ معصومین کی پیش نہیں کی۔

ج :- زائد از دو ہزار روایات تحریف کا کوئی جواب نہیں دیا۔

د :- روایات تحریف کو اگرچہ ضعیف تو کہہ دیا مگر وجہ ضعف کی کچھ بھی بیان نہیں کی۔

ک :- موجودہ قرآن مجید کے کامل و مکمل ہونے کی دلیل ان چاروں نے سخا بہ کلام کی۔ شری اور ان کی مسابیحی جمیلہ کو بنایا ہے۔ مگر سوچنے کا

بات ہے کہ جب شیعہ مذہب میں صحابہ کرام نہ نعوذ باللہ فاسق و فاجر اور مرتد و منافق اور دشمنانِ دین اور دشمنانِ اہل بیت تھے تو ان کی دین اری اور حفظِ قرآن کی مساعی جمیلہ پر کیسے اعتبار ہو سکتا ہے ؟

(۱۰) شیعہ علماء میں سے جو لوگ اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم موجودہ قرآن کو غیر محرف اور کامل و مکمل مانتے ہیں تو ان کا اہل سنت کی طرح یہ فرض تھا کہ قائلینِ تحریف کو کافر کہتے اور سمجھتے، مگر شیعہ علماء میں سے کوئی بھی قائلینِ تحریف کو کافر نہیں کہتا۔

جب شیعہ علماء اپنا ایمان موجودہ قرآن کے کامل و مکمل اور غیر محرف ہونے پر ثابت نہیں کر سکتے تو اہل سنت کو کہتے ہیں کہ اگر ہماری کتابوں میں روایاتِ تحریف ہیں تو تمہاری کتابوں میں بھی روایاتِ تحریف موجود ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں کتبِ اہل سنت سے نسخِ تلاوت یا اختلافِ قرأت کی روایات کو خواہ مخواہ تحریف کی روایات قرار دے کر پیش کرتے ہیں۔ مگر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح ہم نے تمہاری روایاتِ تحریف ان اقراروں کے ساتھ پیش کی ہیں کہ یہ روایاتِ تحریف متواتر ہیں اور تحریف پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں اور ائمہ معصومین کی روایات ہیں اور تمہارے مشائخ و علماء کا ان روایات کے مطابق تحریفِ قرآن کا اعتقاد ہے اسی طرح تم بھی کوئی روایت ہمارے علماء و مشائخ کی ان اقراروں کے ساتھ پیش کر دیا ہمارے مشائخ میں سے کسی ایک متنفس کا عقیدہ پیش کر و کہ وہ تحریفِ قرآن کا معتقد ہو تو مہوت ہو جاتے ہیں

اور زبان و قلم پر مہر لگ جاتی ہے۔ اہل سنت میں سے آج تک کوئی ایک متنفس بھی تحریفِ قرآن کا قائل و معتقد نہیں ہوا۔ تمام اہل سنت بالاتفاق معتقد تحریف کو کافر کہتے ہیں۔

مسئلہ خلافت میں چونکہ شیعہ عقیدہ میں جناب علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل توحید رسالت و قیامت کی طرح اصول دین میں سے ہے جس کا منکر کافر و مرتد ہے۔ لہذا ایسے اصول دین کے لیے صحیح نص

قرآن کا ہونا ضروری ہے۔ بنا علیہ شیعہ علماء سے ہمیشہ یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ خلافت بلا فصل حضرت علیؑ بلکہ تمام بارہ ائمہ کی امامت کو توحید رسالت و قیامت کی طرح قرآن مجید کی نص صریح سے واضح اور صاف الفاظ سے ثابت کر دجیسا کہ توحید رسالت اور قیامت کے متعلق متعدد صریح اور واضح نصوص موجود ہیں مثلاً ۱ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۲ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۳ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۴ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۵ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۶ إِنْ السَّاعَةُ آتَيْنَا لَرَيْبَ فِيهَا ۷ لَا أَقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَمَةِ وَغَيْرِ غَيْرِهِ۔ مگر قیامت تک شیعہ اس قسم کی کوئی نص پیش نہیں کر سکتے۔ جب وہ

خلافت بلا فصل حضرت علیؑ اور باقی ائمہ کی امامت کو نص صریح سے ثابت کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اہل السنۃ الجماعۃ کو کہتے ہیں کہ تم اصحاب ثلاثہ کی خلافت منصوص من اللہ ثابت کرو حالانکہ اہل سنت کے نزدیک خلافت اصول دین سے نہیں بلکہ دینی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے کہ اہل اصول دین توحید رسالت

قیامت اور کہاں دینی مسائل اور فروعات ہیں ان دنوں چیزوں کو برابر سمجھنا انتہائی جہالت حماقت ہے کیونکہ شیعہ خلافت اور امامت کے منصوص من اللہ اور اصولین میں سے ہونے کے مدعی ہیں اور بارہ اماموں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر مانتے ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں۔ تو جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت قرآن میں واضح اور منصوص بالاسم کی طرح اماموں کی امامت بھی منصوص بالاسم قرآن مجید سے ثابت کریں کیونکہ ائمہ شیعہ کے نزدیک حضور کے مثل ہیں اور خلفاء کی خلافت کا اہل سنت کے نزدیک منصوص بالاسم ہونا ضروری نہیں کیونکہ تمام خلفاء غلامانِ محمد ہیں نہ کہ مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن اب شیعہوں کا بارہ ائمہ کی خلافت امامت کا منصوص بالاسم قرآن مجید میں ہونا تو بجائے خود صرف ایک حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل بھی قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے تو کہتے ہیں کہ حضورؐ نے غدیر خم (جنگل کے تالاب) پر منکنت مولاؑ فہذا علی مولاؑ کا اعلان فرمایا تھا۔ جب ان کو پوچھا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل اصول دین میں سے ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ اس کا اعلان نہ قرآن میں نہ حدیث متواتر میں نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ بیت اللہ میں نہ مسجد نبوی میں اور نہ عرفات و منیٰ میں جہاں ہزاروں کا مجمع تھا بلکہ ایسا ضروری اعلان ایک جنگل کے تالاب پر اور وہ بھی گول مول الفاظ میں جن کے معنی خلافت بلا فصل قطعاً نہیں ہو سکتے تو اس کے جواب میں سر اسیمہ ہو کر قص حیل کرنے لگتے ہیں۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

رُوسیداد مُناظرہ

باگڑسرگانہ ضلع ملتان

سیدناظرہ: باگڑسرگانہ ضلع ملتان میں ایک معروف مقام ہے جہاں ایک شریف اور معزز قوم سرگانہ آباد ہے جو اہل سنت ہے۔ اس مقام کے ارد گرد کچھ زمیندار جو سرگانہ برادری کے ہیں وہ اہل تشیع سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپس کے برادرانہ تعلقات اور میل جول کے باعث دونوں پارٹیوں میں شیعہ سنی مذاکرات ہو جایا کرتے تھے۔ چونکہ شیعہ حضرات کو عموماً مذہبی تعصب زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے سپہم اصرار پر دونوں فریق کے درمیان طے پایا کہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے باگڑسرگانہ میں برادرانہ محبت سے ایک مجلس مناظرہ قائم کی جائے۔ چنانچہ ہر دو پارٹیوں کے نمائندے سید گل شاہ صاحب عالم شیعہ ساکن شہر ملتان کے ساتھ مل کر حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے پاس آئے اور شرائط مناظرہ تقریباً دو ماہ پہلے طے کیں۔ پھر ۱۳ اکتوبر ۱۳۵۶ء کو ہر فریق اپنے اپنے علماء و مناظرین کو باگڑسرگانہ لے آیا اور تین دن تک نہایت امن و امان سے مناظرہ ہوتا رہا۔

شرائط مناظرہ

جن پر دونوں فریق نے دو ماہ پہلے دستخط کر دیے تھے
موضوع مقررہ من جانب اہل السنۃ والجماعۃ۔

(۱) تحریفِ قرآن از روئے کتبِ شیعہ (۲) حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل
بنص قرآن و حدیث متواتر صحیح از کتب اہل السنۃ والجماعۃ۔

موضوع مقررہ از جانب اہلِ شیعہ۔ (۱) حقانیت خلافتِ اصحاب
ثلاثہ بقرآن کریم و حدیثِ رسول اللہ ص و کتبِ شیعہ (۲) مسئلہ فدک۔

یہ لطیفہ بھی ذکر کر دینا خالی از لطف نہیں کہ دو ماہ پہلے شرائط طے کرتے
وقت نہایت سوچ بچار کے بعد دوسرا موضوع شیعہ حضرات نے

مسئلہ فدک مقرر کیا تھا، مگر جب عین مناظرہ کی حالت میں شیعہ

مناظر مولوی محمد اسماعیل تحریفِ قرآن کے دلائل میں لاابواب اور مبہوت

ہوا تو اس نے مسئلہ فدک کے موضوع کو چھوڑ کر اس قسم کا دعوائے

باطل کر دیا کہ اہل سنت کے نزدیک بھی قرآن اہلِ شیعہ کی طرح محرف

ہے۔ اس لیے میں مسئلہ فدک کی بجائے اہلِ شیعہ کی طرف سے دوسرا

موضوع اہل سنت کے نزدیک قرآن کا محرف و مغیر ہونا مقرر کرتا ہوں۔

چنانچہ مناظر اہل سنت نے نہایت فراخ دلی سے اس کو اجازت دے دی کہ

تم اپنا دوسرا موضوع جو نسا رکھ لو مجھے منظور ہے۔ اس لیے دوسرا موضوع

مسئلہ فدک کی بجائے مسئلہ تحریفِ قرآن اہل سنت کے نزدیک عین مناظرہ

میں مقرر ہوا جس سے عام پبلک کے علاوہ خود شیعہ حضرات پر یہ

حقیقت بالکل عیاں ہو گئی کہ شیعہ مناظر اہل سنت کے مناظر کے مقابلے میں

لاجواب ہو کہ اب اس قسم کے فرار کی راہیں اختیار کر رہا ہے۔

شرائطِ مناظرہ میں یہ ایک اصولی شرط لکھی گئی کہ کسی فریق کے مناظر کو ایک موضوع بحث کے درمیان دوسرا کوئی موضوع چھیڑنے کی اجازت نہ ہوگی اور کوئی مناظر خلطِ مباحث نہ کرے گا، ورنہ اس کی شکست تصور ہوگی۔ نیز یہ ضروری ہوگا کہ ایک موضوع ختم ہونے کے بعد دوسرا موضوع شروع کیا جائے۔ کیونکہ خلطِ ملط کرنے سے حق پوری طرح عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

اسماءِ گرامی علماء و مناظرین سرِ پستانِ مناظرہ ہر دو فریق
اسماءِ اہل السنۃ الجماعۃ!

مناظر: مناظرِ اعظم حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب
تونسوی مدظلہ۔

صد: فاتحِ اعظم حضرت مولانا اشدریا خاں صاحب آف چکڑالہ۔
معین: امامِ پاکستان علامہ سید احمد شاہ صاحب بخاری چوکیروی۔

ان حضرات کے علاوہ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم
اعلیٰ مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان اور حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر
رحمہم اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔

سرپرست: محترم حاجی مہر شوق محمد صاحب سرگانہ۔

اسماء اہل تشیع

مناظر :- مولوی محمد اسماعیل صاحب صد دار التبلیغ، گوجرہ۔
 صد :- مولوی امیر محمد صاحب قریشی۔
 معین :- ہر دو تلمیذ مولوی محمد اسماعیل صاحب سید ضمیر الحسن و
 سید گلاب شاہ صاحب ملتانی و مولوی مشتاق احمد صاحب دیروی
 مولوی شیخ اللہ صاحب جعفری اور مولوی غلام محمد صاحب محمودی
 بھی تھے۔

سرپرست :- محترم مہر حق نواز صاحب سرگانہ۔
 نیز یہ طے پایا کہ دونوں مناظرین کی پہلی تقریریں پندرہ پندرہ منٹ
 ہوں گی اور بعد میں دس دس منٹ ہوں گی۔
تفصیل مناظرہ مناظرہ کا مدعی اہل السنۃ والجماعت کہ اہل
 تشیع کے نزدیک ائمہ معصومین کی روایات
 سے موجودہ قرآن کریم محرف و مبدل ہے۔

مناظر اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی
 الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی
 محمد علی آلہ الصلوٰۃ جمعین۔ اَقْبَعُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ
 الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَکَ خَفِیُّوْنَ ۝۱۱۱ حضرت! جس مبارک

کتاب کی محافظت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود دعوہ داری اٹھائی ہے اور جس کو
 اں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کرام اور صحابہ عظام نے بڑی
 جان فشانی و قربانی سے ہم تک پہنچایا ہے اس کے متعلق شیعہ مذہب یہ کہتا ہے
 کہ اس میں کفر کے ستون قائم کیے گئے ہیں۔ کمی بیشی، تحریف و تبدیل اور جناب
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں احتجاج طبری
 شیعہ کا ۱۳۷ ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؑ نے زندیق کو فرمایا :-

ثُمَّ دَفَعَهُمُ الْإِضْطِرَارُ بِرُؤُودِ الْمَسَائِلِ عَلَيْهِمْ عَمَّا لَا يَعْلَمُونَ
 تَأْوِيلًا إِلَى جَمْعِهِ وَتَالِيفِهِ وَتَغْمِيْنِهِ مِنْ تِلْقَائِهِمْ مَا يُقِيمُونَ بِهِ
 دَعَائِمَ كُفْرِهِمْ۔

(ترجمہ) پھر جب ان منافقوں سے وہ مسائل پوچھے جانے لگے جن کو
 وہ نہ جانتے تھے تو مجبور ہوئے کہ قرآن کو جمع کریں اور اس کی تاویل کریں
 اور قرآن میں وہ باتیں بڑھائیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو
 قائم کریں۔

غور کیجیے حضرت علی المرتضیٰؑ (امام معصوم) کے قول سے ثابت ہو
 رہا ہے کہ موجودہ قرآن میں کفر کے ستون قائم کر دیے گئے۔

(تفسیر صافی ص ۱۱) عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ لَا أَنَّهُ
 زِيدَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَنُقِصَ مَا خَفِيَ حَقُّهُ عَلَى
 ذِي رُحَى۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اگر قرآن میں بڑھایا

نہ گیا ہوتا اور گھٹایا نہ گیا ہوتا تو ہمارا حق کسی عقل مند پر پوشیدہ نہ ہوتا۔

خیال فرمائیے امام معصوم محمد باقر علیہ السلام کے اس قول سے معلوم ہوا کہ قرآن میں کمی بیشی کمرہ دی گئی ہے

(اصول کافی ص ۲۶۲) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِي وَلايَةِ عَلِيٍّ وَالاِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا هَكَذَا نَزَلَتْ -

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِي وَلايَةِ عَلِيٍّ وَالاِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔

موجودہ قرآن میں فِي وَلايَةِ عَلِيٍّ وَالاِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ کے الفاظ نہیں ہیں۔ معاذم ہو کہ موجودہ قرآن ناقص ہے۔

احتجاج طبرسی ص ۱۳۱، حضرت علیؑ نے زندقہ کو فرمایا :-

اِنَّهُمْ اَشْبَثُوْا فِي الْكِتَابِ مَا لَمْ يَقُلْهُ اللّٰهُ لِيَلْبِسُوْا عَلٰى الْخَلِيْقَةِ -

(ترجمہ) ان منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں بڑھا دیں جو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں، تاکہ مخلوق خدا کو فریب دیں۔

دوستو! حضرت علیؑ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جامعین قرآن نے ایسی چیزیں دمج کر دی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی۔

تفسیر صافی ص ۱۱۰ وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ طُرِحَ مِنْهُ
أَيُّ كَثِيرَةٍ وَلَمْ يَزِدْ فِيهِ إِلَّا حُرُوفٌ -

ترجمہ :- امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے :-
تہ تحقیق قرآن سے بہت سی آیتیں گرا دی گئیں۔ مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ
کہیں کہیں حرف بڑھا دیا گیا ہے۔

دیکھیے امام معصوم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی
بہت سی بے شمار کثیر آیات گرا دی گئیں۔

(فصل الخطاب شیعہ مک) عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ
أَنَّ لَمَّا تُوُفِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُمِعَ عَلَى عَلَيْهِ
السَّلَامِ الْقُرْآنَ وَجَاءَ بِهِ إِلَى الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ عَرْضَهُ عَلَيْهِمْ
لِمَا قَدْ أَوْصَاهُ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَتَحَهُ
أَبُو بَكْرٍ خَرَجَ فِي أَوَّلِ صَفْحَةٍ فَتَحَهَا فَضَائِحُ الْقَوْمِ
فَوَثَبَ عُمَرُ - فَقَالَ يَا عَلِيُّ أُرِدُّ ذَهَبًا فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ
فَأَخَذَهُ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَانْصَرَفَ شَرًّا أُخْضِرَ زَيْدُ
ابْنُ شَابِثٍ وَكَانَ قَارِئًا لِلْقُرْآنِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنَّ
عَلِيًّا جَاءَنَا بِالْقُرْآنِ وَفِيهِ فَضَائِحُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
وَقَدْ رَأَيْنَا أَنْ نُوَلِّفَ الْقُرْآنَ وَنُسْقِطَ مِنْهُ مَا كَانَ
فَضِيحَةً وَهَتَكًا لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَأَجَابَهُ زَيْدُ
إِلَى ذَلِكَ -

ترجمہ :- ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو حضرت علیؓ نے قرآن کو جمع کیا اور اس کو مہاجرین و انصار کے پاس لئے اور ان پر پیش کیا کیونکہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے متعلق وصیت تھی۔ جب ابو بکر نے قرآن کا پہلا صفحہ لکھا تو اس پر قوم کی برائیاں تھیں۔ پس عمرؓ کو دیے اور کہنے لگے اے علیؓ اس کو لے جا۔ ہم کو اس کی حاجت نہیں۔ پس حضرت علیؓ اس قرآن کو لے کر واپس چلے گئے۔ اس کے بعد زید بن ثابتؓ کو بلایا گیا۔ وہ قرآن کے قاری تھے۔ تو عمرؓ نے اس کو کہا کہ علیؓ ہمارے پاس قرآن لئے تھے اس کے اندر مہاجرین و انصار کی ہتک اور معائب تھیں اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ قرآن جمع کریں اور اس میں سے مہاجرین و انصار کی ہتک کی آیتیں گرا دی جائیں تو زید بن ثابتؓ نے کہا میں ایسا کر دیتا ہوں۔

حضرات غور کیجئے یہ روایت کھلم کھلا ثابت کرتی ہے کہ حضرت علیؓ کا قرآن اور تھا جس میں مہاجرین و انصار کی ہتک اور معائب تھیں، اب موجودہ قرآن میں تو مہاجرین و انصار کی تعریف ہے۔ تو ثابت ہوا کہ موجود قرآن شیعہ کے نزدیک محرف و مبدل ہے جو کہ حضرت علیؓ والا نہیں ہے۔
(مرآة العقول ص ۱ جلد اول) قال جعفر بن محمد الصادق اما والله لو قرئ القرآن كما انزل لا لفيتمو نافية مستئين۔

ترجمہ :- حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم، اگر

قرآن اُسی طرح پڑھا جائے جس طرح کہ نازل کیا گیا تو یقیناً تم سہارا نام پاؤ گے قرآن میں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ اصلی اور صحیح قرآن میں اماموں کے نام لکھے ہوئے تھے مگر اس موجودہ قرآن میں ائمہ کے نام نہیں تو موجودہ قرآن محرف ہوا۔

ترجمہ مقبول ص ۴۲ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت نے فرمایا کہ یوں نہیں ہے بلکہ التَّائِبِينَ الْعَابِدِينَ ہے۔ غور کیجئے اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ قرآن میں التائبون العابدون غلط ہے۔

تفسیر قمی ص ۱۲۹ پر امام جعفر صادق نے فرمایا :-
نَزَلَتْ فَإِنْ تَنَزَّعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ إِلَى الرَّسُولِ وَ
إِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔

مگر موجودہ قرآن میں وَ إِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ موجود نہیں ہے، تو شیعہ کے نزدیک امام معصوم کے قول سے ثابت ہوا کہ موجودہ قرآن میں یہ آیت غلط و محرف ہے۔

اصول کافی ص ۶۷ پر مرقوم ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اپنا قرآن جمع کر کے مہاجرین انصار کے پاس لائے تھے مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، تو حضرت علیؑ نے فرمایا وَاللَّهِ مَا تَرَوْنَ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هَذَا أَبَدًا۔

خدا کی قسم آج کے بعد اس قرآن کو کبھی نہیں دیکھو گے۔ تو غور کیجیے میں نے ائمہ
 معصومین کے یہ دس احوال شیعہ کی معتبر کتابوں سے پیش کیے ہیں۔ اگر
 شیعہ مناظر کو سمجھت ہے تو میری ہر ایک دلیل کا جواب دے اور اپنی کسی معتبر
 کتاب سے بارہ امانوں میں سے کسی ایک امام معصوم کا کوئی ایک معتبر تفصیلی قول
 پیش کرے جس میں موجود ہو کہ موجودہ قرآن مجید بغیر کسی تحریف و تبدیلی اور کمی
 بیشی کے کامل مکمل ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ شیعہ مناظر دنیا بھر کی اپنی معتبر کتب سے
 کسی ایک امام معصوم کا قیامت تک معتبر قول اس قسم کا پیش نہیں کر سکتا۔
 نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
 یہ بازو مرے آڑے ہوئے ہیں

تقریر مناظر اہل تشیع مولوی محمد اسماعیل صاحب گوجروی

بعد از خطبہ۔ مومنو! قرآن مجید میں ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا
 لَءَلْفُظُوْنَہُمْ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔ تو
 جب اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے کون اس کو محرف و مبدل کر سکتا ہے اور
 اس نص قرآنی کے مقابلے میں کوئی روایت قابل قبول نہیں ہو سکتی اور نہ ہم
 تحریف و تبدیل کے قائل ہیں۔ مولوی عبدالستار بار بار تفسیر صافی کے حوالے
 پیش کرتا ہے۔ دیکھیے میرے ہاتھ میں تفسیر صافی ہے اسی آیت مذکورہ
 بالا کے نیچے لکھا ہوا ہے مِنَ التَّحْرِيفِ وَالتَّغْيِيرِ وَ الزِّيَادَةِ وَ النُّقْصَانِ
 یعنی ہم خود قرآن کو تحریف و تغیر اور زیادتی اور کمی سے محفوظ رکھیں گے۔

تو دیکھیے ہمارے نزدیک قرآن مجید ہر قسم کی تحریف و تغیر کمی اور بیشی سے محفوظ ہے۔ ہمارا اسی پر عمل ہے۔ ہم اسی قرآن کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ ہمارا اور کوئی قرآن نہیں ہے۔ لہذا ہمارا اس پر ایمان ہے۔

(۲) دیکھیے ہمارے پیڑمشرّد حضرت مولیٰ علی علیہ السلام فرماتے ہیں
 إِنَّا لَمْ نُحْكِمِ الرِّجَالَ وَ إِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْآنَ وَ هَذَا الْقُرْآنُ إِنَّمَا هُوَ خَطٌّ مَسْطُورٌ بَيْنَ الدَّقَّتَيْنِ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۷)
 ہم نے لوگوں کو فیصل نہیں بنایا بلکہ ہم نے قرآن کو فیصل مانا، اور وہ قرآن دو گنتوں کے درمیان لکھا ہوا ہے۔

دیکھیے ہمارے مولیٰ علی علیہ السلام اسی قرآن کو مانتے ہیں جو دو گنتوں کے درمیان ہے اور اسی پر ہم اہل شیعہ کا ایمان ہے۔
 (۱۳) اصول کافی ص ۳۹ پر مرقوم ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللَّهِ فَخُذْهُ وَ مَا خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ فَدَعْهُ۔

ترجمہ :- جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو اس کو مان لو۔ اور جو حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو اسے چھوڑ دو۔
 غور کیجیے ہمارے نزدیک قرآن مجید کا یہ مرتبہ ہے کہ اس کے مقابلے میں ہم کوئی حدیث اور روایت نہیں مانتے۔ تو ہم اہل شیعہ کا اس قرآن پر ایمان ہے۔

(۴۱) قرآن مجید متواتر طبقاتی ہے۔ اخبار آحاد اس کو محرف ثابت نہیں کر سکتیں۔ اور جو روایات مولوی عبدالستار صاحب نے احتجاج طبری وغیرہ کتب شیعہ سے پیش کی ہیں یہ تمام روایات موضوع ہیں، یہ غلط ہیں۔ چوں کہ قرآن متواتر طبقاتی ہیں اس لیے مولوی عبدالستار صاحب بھی تحریف کے ثبوت کے لیے متواتر طبقاتی روایات پیش کرے۔ باقی کسی قسم کی کوئی روایت ہمارے نزدیک تحریف ثابت نہیں کر سکتی۔ تو مولوی عبدالستار صاحب ایسی ضعیف روایات سے شیعہ مذہب کے متعلق کیسے ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے نزدیک جوہ قرآن کامل و مکمل نہیں یا اس میں تحریف و تبدیلی کی گئی ہے یا اس قرآن کے ذریعے کفر کے ستون کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے نزدیک یہ قرآن کفر کے ستون کھڑے کرتا تو پھر ہم اس کو کیوں پڑھتے، اور بچوں کو کیوں پڑھاتے۔ دنیا کے سامنے اسٹیجوں پر وعظ کیوں کرتے۔

مناظر اہل سنت علامہ تونسوی

بعد از خطبہ فرمایا کہ مناظر شیعہ کوئی ایک روایت بھی اس قسم کی پیش نہیں کر سکتا کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ موجودہ قرآن مجید محرف و مبدل نہیں۔ باقی اس نے جو آیت اِنَّا نَحْنُ شَرِّ لَّكُمُ الذِّكْرُ پڑھی ہے اس کے پڑھنے کا ان کو کوئی حق نہیں ہے کیوں کہ

ان کے نزدیک تو تمام قرآن مجید کی تمام آیات مشکوک ہیں پہلے اپنا قرآن پر ایمان ثابت کریں، پھر قرآن سے استدلال کریں یہ تو مصادہ علی المطلوب ہے جو کہ باطل ہے۔

(۲) علاوہ ازیں قابل غور یہ امر ہے کہ فی الواقع یہ بات بالکل حق اور ٹھیک ہے کہ قرآن مجید کی محافظت کا وعدہ اللہ نے پورا فرمایا ہے کہ قرآن مجید کے زیرِ زیرِ تک بھی کوئی نہیں بدل سکا۔ مگر اس جگہ سوال اور بحث یہ ہو رہی ہے کہ آیا شیعہ مذہب نے خداوند تعالیٰ کے اس وعدہ کو سچا سمجھا ہے اور قرآن کو محفوظ سمجھا ہے یا محرف و مبدل اور ناقص و زائد سمجھا ہے۔ لہذا یہ اپنے نظریہ اور اعتقاد کا ثبوت پیش کریں کہ جس قرآن کا خداوند تعالیٰ خود محافظ ہے شیعہ حضرات اس کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۳) مولوی اسماعیل صاحب بے چارہ تو اپنی کتابوں سے بھی واقف نہیں۔ ان کی معتبر کتاب صافی شرح کافی، کتاب فضل القرآن جزو ششم باب النوادر ص ۷۱ پر آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ الْاٰیۃ کے متعلق لکھا ہوا ہے: ”پس دلالتِ نئے کند بر محفوظ بودن جمیع قرآن“۔ پس یہ آیت پورے قرآن مجید کے محفوظ ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اور اس عبارت کے بعد یہ لکھا ہوا ہے کہ ”حفظ قرآن دلالت بریں نئے کند کہ نزد ہم کس محفوظ باشد چہ مے تواند کہ نزد امام زماں و جمعی کہ صاحب سراویند محفوظ باشد“۔

ترجمہ :- حفظِ قرآن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سب لوگوں کے پاس محفوظ نہ ہو۔ اسمعیل صاحب ان عبارتوں کی موجودگی میں کس منہ سے یہ پوچھتے ہیں۔

(۴) تفسیر صافی کا جو حوالہ شیعہ مناظر نے پیش کیا ہے اِنَّآ لَکَ حَافِظُوْنَ مِنَ التَّحْرِيفِ وَالتَّغْيِیْرِ وَ الزَّیَادَةِ وَ النُّقْصَانِ یہ تو صاحبِ تفسیر صافی نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مقصد بیان کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے قرآن کو تحریف و تغیر اور زیادتی و نقصان سے محفوظ رکھا ہے۔ مگر سوال شیعہ عقیدہ اور نظریہ کا ہے کہ ایک طرف تو یہی شیعہ مفسر قرآن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے محفوظ کرنے کا وعدہ بیان کرتا ہے اور دوسری طرف یہ کہتا ہے کہ اہل بیت کی روایات سے ثابت ہے کہ قرآن مجید محرف ہے اور ہمارے مشائخ شیعہ کا اعتقاد بھی یہی ہے کہ موجودہ قرآن محرف و مبدل ہے۔ پھر اس اختلاف کو یوں رفع کرتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت اور مشائخ شیعہ کا اعتقاد اس موجودہ قرآن کے محرف اور کم و بیش ہونے کے متعلق بالکل صحیح ہے اور اِنَّآ لَکَ حَافِظُوْنَ کے مخالف نہیں کیونکہ اصل قرآن امام مہدی اور ان کے رازداروں کے پاس محفوظ ہے تو اس لحاظ سے قرآن محفوظ بھی رہا اور موجودہ قرآن جو کہ شرعاً غرباً لوگوں کے پاس ہے یہ محرف ہے۔ اور اس کے محرف ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

علاوہ انہیں میں نے تحریف کی روایات امام معصوم کے قول۔

پیش کی تھیں۔ مولوی اسماعیل صاحب کو اگر ہمت ہے تو امام معصوم کا قول پیش کریں کہ قرآن محرف نہیں۔

(۵) بیج البلاغہ جلد دوم ص ۷ کی جو روایت شیعہ مناظر نے پیش کی تھی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن کریم غیر محرف ہے۔

اس میں تو صرف قرآن کو فیصل بنا کر اختیار کیا گیا ہے بسا اوقات آدمی دوسروں کی کتاب اور غیروں کو اپنا فیصل بنا لیتا ہے۔ جیسے آپ مناظر دوسرے مناظر کو کہتا ہے کہ چلو ہم تمہارے مذہب کی فلاں کتاب کو فیصل بناتے ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ اس مناظر کے نزدیک دوسرے مذہب والی کتاب بتمامہ صحیح اور درست ہے۔ علاوہ انہیں حضرت علیؑ نے الزامی طور پر ان کو فرمایا کہ تم کیوں اعتراض کرتے ہو جب کہ ہم نے کسی انسان کو نہیں بلکہ قرآن کو جو تمہارے نزدیک اعتراض کے قابل نہیں حکم بنا دیا۔ تو اعتراض کی کوئی وجہ نہیں۔

(۶) ممکن ہے کہ حضرت علیؑ کے یہ الفاظ تفسیر کے طور پر ہوں۔

(۷) شیعہ مناظر کا یہ جواب کہ اصول کافی ص ۳۹ پر ہے کہ جو روایت کتاب اللہ کے موافق ہو لے لو اور جو مخالف ہو چھوڑ دو تو اس روایت سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ موجودہ قرآن کے متعلق ہیں بلکہ آپ کے الفاظ تو اصلی

قرآن کے متعلق ہیں جو کہ شیعہ اعتقاد کے مطابق امام مہدی اور ان کے
 رازداروں کے پاس ہے۔ بحث تو اسی امر میں ہے کہ آیا موجودہ
 قرآن مجید شیعہ کے نزدیک صحیح اور غیر محرف کتاب اللہ ہے یا نہیں
 اس کو تو ثابت نہیں کر سکے۔ اس کے ثبوت کے بغیر احادیث کی
 جانچ پڑتال کی طرف کیسے گود پڑے۔ نیز یہ بات بھی ممکن ہے کہ
 تقیہ کے طور پر ہو۔ احتمالِ تقیہ کو رفع کیجیے۔

(۸) روایات تحریف شیعہ کتابوں میں متواتر ہیں۔ تو یہ خبر واحد
 متواتر احادیث کے مقابلے میں قابلِ اعتبار نہیں۔

(۹) مرآة العقول ۵۳۴، ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں :-

وَعِنْدِي أَنَّ الْأَخْبَارَ فِي هَذَا الْبَابِ مُتَوَاتِرَةٌ مُعْنَى وَطَرِكٍ
 جَمِيعُهَا يُوجِبُ رَفْعَ الْإِعْتِمَادِ عَنِ الْأَخْبَارِ أَسَا بِلْ ظَنِّي أَنَّ
 الْأَخْبَارَ فِي هَذَا الْبَابِ لَا يَقْصِرُ عَنْ أَخْبَارِ الْأِمَامَةِ فَكَيْفَ
 يُتَبَوَّنُ نَهَا بِأَخْبَرٍ۔

ترجمہ :- میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں اپنے معنی میں
 متواتر ہیں اور ان تمام روایتوں کو ترک کرنے اور بے اعتبار سمجھنے سے
 پورا فنِ حدیث بے اعتبار ہو جائے گا۔ بلکہ جہاں تک مجھے علم ہے تحریف
 قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں۔ اگر روایاتِ
 تحریف کا اعتبار نہ کیا جائے تو پھر مسئلہ امامت جو کہ روایات ہی سے
 ثابت ہے کیسے ثابت ہوگا۔

لیجیے حضرات! مولوی اسماعیل صاحب جو یہ کہتے تھے کہ تحریف کی روایات متواتر نہیں، ان کا یہ قول بھی غلط ہو گیا۔ خود ان کی اپنی کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ مسئلہ امامت کی طرح تحریف کی روایات متواتر ہیں۔ اب مولوی اسماعیل صاحب کو لازم ہے کہ قرآن کے محرف نہ ہونے کی متواتر روایات پیش کریں۔ حالانکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کے نزدیک موجودہ قرآن مجید کی پوزیشن ایک صحیح خبر واحد کے برابر بھی نہیں۔ البتہ ان کے نزدیک اس قرآن کے محرف ہونے کی روایات معنی متواتر ہیں کہ جن سے موجودہ قرآن ان کے نزدیک محرف اور غلط ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر ان کے پاس متواتر روایات تو بجائے خود، کوئی ایک صحیح اور واضح روایت کسی ایک امام معصوم کی ثابت نہیں ہے کہ موجودہ قرآن کامل و مکمل ہے۔ اور جب کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے موجودہ قرآن نقل کرنے والوں کی ساری کی ساری جماعت کافر و مرتد، غاصب و ظالم ہے۔ پھر قرآن ان کے نزدیک کیسے قابل اعتبار اور متواتر ہے؟

(۱۰) باقی مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم اس قرآن کو پڑھتے پڑھاتے ہیں، تو اس کی وجہ خود ان کی کتابوں میں جو مذکور ہے وہ یہ ہے :-
ترجمہ مقبول ص ۱۶۶ پر حضرت علیؓ کا فرمان نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا (اصل عبارت) ”اُمّہ علیہم السلام میں یہ حق مخصوص

جناب صاحب العصر علیہ السلام کا ہے کہ قرآن مجید کو اسی حدیث پر پڑھوائیں گے جس حدیث وہ زمانہ رسول خدا میں پڑھا جاتا تھا۔
 نیز ترجمہ مقبول ص ۲۷۹ پر یوں مرقوم ہے۔ اصل عبارت :-
 ”ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اسی کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والوں کا عذاب کم نہ کرو۔ ہاں جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو۔ قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر (امام مہدی) علیہ السلام کا حق ہے اور انہی کے وقت میں وہ حسب تنزیل خدا تعالیٰ پڑھا جائے گا۔“

مناظر شیعہ مولوی اسماعیل صاحب

یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں اہل السنۃ والجماعۃ کی کتاب نور الانوار ہے اس کے ص ۱ پر لکھا ہے :-

اما الكتاب فهو القرآن المنزل على الرسول عليه السلام المكتوب في المصاحف المنقول عنه نقلاً متواتراً بلا شبهة۔

ترجمہ :- بہر حال کتاب اللہ وہ قرآن ہے جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا اور مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ بغیر کسی شک و شبہ کے نقل کیا گیا ہے۔

قرآن کے متواتر ہونے کے ثبوت میں جب شیعی مناظر نے یہ مذکورہ بالا عبارت اہل السنۃ کی کتاب سے پیش کی تو اہل السنۃ و الجماعۃ کے صد جناب فاتح اعظم مولانا اللہ یار خاں صاحب آف جکڑالہ اور مناظر اہل السنۃ حضرت علامہ تونسوی مظہر نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل صاحب کچھ حواس باختہ ہو رہے ہیں۔ ان کو اپنا مسلک اپنی کتابوں سے ثابت کرنا چاہیے۔ لہذا اپنے مذہب کی کتاب سے اپنے اصول کے مطابق ایسی عبارت پیش کریں جس سے قرآن مجید کا متواتر ہونا ثابت ہو۔ مگر یہ اپنے اصول اور کتابوں سے قیامت تک موجودہ قرآن کا تواتر قطعاً ثابت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ان کے نزدیک تو قرآن کا محرف ہونا متواتر ہے۔ بے چارہ شیعی مناظر سخت پریشان اور بدحواس ہو گیا اور بہت کچھ وقت اس عالم بدحواسی میں ضائع کرنے کے بعد یہ تقریر شروع کی :-

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الْحَرَّ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ
 اللہ تعالیٰ نے تو کھلے الفاظ میں فرمایا کہ قرآن مجید میں کوئی شبہ نہیں۔
 حضرات! قرآن متواتر ہے۔ متواتر میں راویوں سے بحث نہیں کی جاتی
 کافر یہودی اور مسلمانوں کی جب ایک بڑی جماعت کسی چیز کے متعلق
 کہہ دے تو اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہوتی جیسے وجود مکہ
 مدینہ۔ بغداد۔ کوفہ وغیرہ۔ کہاں ان کے مخبرین کی جانچ پڑتال کی جاتی
 ہے۔ قرآن کا تو تواتر طبقاتی ہے۔ لہذا اس میں بھی راویوں کی جانچ

پڑتال کی ضرورت نہیں۔ باقی مولوی عبدالستار صاحب نے جو فصل الخطاب کی روایت پیش کی ہے اس کے متعلق ہمارے علامہ نقی تفسیر آلاء الرحمن کے مقدمہ کے صفحہ ۲۵ پر رقم طراز ہیں کہ فصل الخطاب کی یہ روایتیں مرسل اور مقطوع ہیں۔ ان کے راویوں کا علم نہیں ہے۔

مناظر اہل السنۃ والجماعۃ علامہ تونسوی مدظلہ

کتنی تعجب کی بات ہے کہ جس قرآن کے متعلق اللہ تعالیٰ لاکرِ یب فیہ فرماتا ہے اور شیعی مناظر اسی کو پڑھتا بھی ہے پھر ظلم یہ ہے کہ شیعہ مذہب اسی قرآن کو محرف اور غلط کہتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے اندر کفر کے ستون ہیں اور اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔

اور مولوی صاحب کی یہ بات کتنی لغو اور غلط ہے کہ متواتر میں راویوں سے بحث نہیں کی جاتی۔ کافر یہودیوں وغیرہ کی جب ایک بڑی جماعت کھدے تو اس میں شک نہیں ہوتا۔ تو مولوی صاحب کے اس اصول سے مولوی اسماعیل صاحب کا اعتقاد ہوگا کہ مکہ اور عرب اور دنیا کے کافروں کے بے شمار لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو جھوٹا کہا ہے۔ کیا یہ تو اتر اُنکے نزدیک معتبر ہے؟ اسی طرح عیسائیوں کی بے شمار تعداد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

خدا اور خدا کا بیٹا کہا اور مانا ہے۔ کیا ان کا یہ تواتر مولوی اسماعیل کے نزدیک معتبر ہے؟ اور اسی طرح تمام یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ طاہرہ مریم کے متعلق طوفان باندھا کیا ان یہودیوں کا یہ تواتر ان کے نزدیک معتبر ہے؟ اور کیا شیعہ عقائد کے مطابق صحابہ کرامؓ کی جماعت سے لے کر آج تک اہل السنۃ والجماعۃ کے کھر و وڑوں افراد کے نزدیک خلیفۃ الرسول جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے برحق ہونے کا اعتقاد جو کہ تواتر سے چلا آرہا ہے معتبر اور صحیح ہے؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح موجودہ قرآن کو صحابہ کرامؓ نے نقل کیا اور اس قرآن پر تمام صحابہؓ کا تواتر و اجماع ہے اسی طرح خلافت صدیقؓ پر بھی اجماع ہے۔ اگر صحابہ کرامؓ کا اجماع اور تواتر قرآن کے متعلق صحیح و معتبر ہے تو خلافت صدیقؓ کے متعلق بھی صحیح اور معتبر ہے۔ تو اب اگر قرآن کو تواتر و اجماع صحابہؓ کی وجہ سے صحیح مانتے ہو تو خلافت صدیقؓ کو بھی صحیح مان کر اختلاف اور جھگڑا ختم کر لو۔

باقی رہی یہ بات کہ مکہ اور مدینہ اور بغداد و کوفہ وغیرہ کی خبر عام لوگوں سے سُن کر یقین کر لیا جاتا ہے اور راویوں سے بحث نہیں کی جاتی کیونکہ تواتر ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اس کے بے شمار راویوں کو جھوٹا اور

غلط بیانی کرنے والا خیال نہیں کیا جاتا۔ آج بھی اگر کسی شہر کے متعلق بہت سے لوگوں کی بے شمار جماعت خبر دے، مگر ان سب کو سننے والے جھوٹا تصور کریں تو ایسے لوگوں کا تواتر ان کے نزدیک اس شہر کا وجود ثابت نہ کر سکے گا۔ اس طرح شیعہ کے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موجودہ قرآن کو لینے والی تمام کی تمام جماعت جھوٹی تھی، تو ان کی یہ نقل شیعہ کے نزدیک قطعاً قابل اعتبار نہ ہوگی۔

مناظر شیعہ

ہماری مرآۃ العقول میں تواتر معنوی تو لکھا ہے مگر قرآن کی کمی بیشی کے متعلق مولوی عبدالستار نے اپنی طرف سے بناوٹ کر کے کہہ دیا ہے وہاں کمی بیشی کا ثبوت نہیں ہے۔ ہمارے مولیٰ علیؑ نے توفیرایا ہے :-

(۱) **فَالْقُرْآنُ خَطٌ مَسْطُودٌ بَيْنَ الدِّفْتَيْنِ** یعنی قرآن دو گتوں کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ باقی مولوی عبدالستار صاحب بار بار احتجاج طبری کی زندیق والی روایت کو پڑھ رہا ہے۔

(۲) **مومنین کرام! زندیق کی روایت بھی کبھی قابل اعتبار ہوتی ہے؟**

(۳) باقی حضرت علیؑ کے قرآن میں جو زیادتی تھی وہ ناسخ و منسوخ اور تفسیری نوٹوں کی تھی جن کو صحابہ کرام نے نکال ڈالا۔

مناظر اہل سنت علامہ تونسوی مدظلہ

الحمد للہ کہ اب مولوی اسماعیل نے تسلیم کر لیا کہ تحریف قرآن کی روایتیں متواتر بالمعنی ہیں۔ مگر اس بات کا کوئی معنی سمجھ میں نہیں آتا کہ ”مولوی عبدالستار صاحب کمی بیشی کے متعلق بناوٹ کر رہا ہے۔“ تحریف کس چیز کا نام ہے؟ لیجئے یہ آپ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی ص ۱ پر مرقوم ہے حضرت علیؑ نے فرمایا:-

زَادُوا فِيهِ مَا ظَهَرَ تَنَافُكُهُ وَتَنَافُكُهُ - ترجمہ :- انہوں نے زیادہ کر دیا قرآن مجید میں وہ کچھ جس کا منکر اور ناقابل قبول ہونا واضح ہے۔ اور آپ کی کتاب تفسیر صافی ص ۱ پر ہے :-

لَوْ لَا اِسْتِزَادَ زَيْدٌ وَنُقِصَ فِي الْقُرْآنِ مَا خَفِيَ حَقُّنَا عَلَى ذِي حِجِّي ترجمہ :- اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قرآن کے اندر زید یا دتی اور کمی کی گئی تو ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ رہتا۔

مولوی اسماعیل صاحب ذرا گوش ہوش سے سنیں اور سوچ سمجھ کر جواب دیں کہ یہ امام معصوم کمی بیشی قرآن کے متعلق فرما رہے ہیں یا عبدالستار اپنی طرف سے بناوٹ کر رہا ہے۔

(۲) آپ نے نہج البلاغہ کی یہ روایت جو حضرت علیؑ سے پیش کی ہے کہ قرآن دو گتوں کے درمیان لکھا ہوا ہے اس میں یہ کہاں ہے کہ وہ دو گتوں کے درمیان والا قرآن غیر محرف اور کامل و مکمل ہے۔ بلکہ اسی دو گتوں والے

قرآن کے متعلق تو دوسری روایات میں حضرت علیؑ سے صاف الفاظ میں منقول ہے کہ اس میں کفر کے ستون ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور منافقوں نے اس میں سے بہت سی آیتیں گرا دی ہیں۔

(۳) حضرات! اسی مولوی اسماعیل کو آپ میرے مناظرہ کے لیے لائے ہیں جو اتنی جاہلانہ بات کرتا ہے کہ یہ زندیق کی روایت ہے جو قابل اعتبار نہیں۔ اس بے چارے اسماعیل کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ یہاں سائل زندیق ہے قائل اور راوی زندیق نہیں۔ روایت ثبنا قابل قبول ہوتی جب قائل یا راوی زندیق ہوتا۔ یہاں تو قائل حضرت علی المرتضیٰؑ ہیں جو زندیق کو اس کے سوالوں کا جواب دے رہے ہیں اور اس کی تسلی کر رہے ہیں۔

اور اس روایت کے آخر میں ثابت ہے کہ حضرت علیؑ کے سمجھانے سے اس زندیق کی تسلی ہو گئی اور اس نے حضرت علیؑ کی امامت اور برتری کو مان لیا یعنی مومن کامل ہو گیا۔ اسماعیل صاحب! ہوش سے بات کرو، یہ تم علامہ لکھنوی کے فیض یافتہ شاگرد تو نسوی سے بات کر رہے ہو کسی جنگل میں ماتم اور نوحہ خوانی نہیں کر رہے۔

علاوہ ازیں اسی احتجاج طبری کے ص ۲ پر ہے کہ کم نے روایات کی سندیں اس پر بیان نہیں کیں لَوْ جُودُ الْإِجْمَاعِ أَوْ مُوَافَقَتُهُمَا دَلَّتِ الْعُقُولُ عَلَيْهِ أَوْ لَشَهَادَةُ تَرْجُمَةٍ: کیونکہ ان روایات احتجاج طبری پر یا تو اجماع ہو یا یہ روایتیں عقل کے موافق ہیں یا مشہور ہیں۔ مولوی صاحب! اب فرمائیے اگر یہ روایت زندیق کی

ہوتی تو صاحبِ احتجاج کیوں دُج کھتے یا ایسی بر درست توثیق کیوں کھتے ؟
 (۴) مولوی اسماعیل صاحب ! آپ کا یہ قول کتنا لغو ہے کہ حضرت
 علیؑ کے قرآن سے نسخ و منسوخ اور تفسیری نوٹ نکالے گئے۔ یاد رکھیے نسخ و
 منسوخ اور تفسیری نوٹوں کو نکالنے کا نام تحریف نہیں رکھا جاتا کیونکہ تحریف
 اصل قرآن کے الفاظ میں کمی بیشی جو انسانوں کی طرف سے کی جائے اس کا نام ہے
 اور نسخ و منسوخ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور تفسیری نوٹ اصل کتاب اللہ
 میں شامل اور داخل نہیں ہوتے کہ ان کو تحریف کہا جائے۔

ذرا غور تو کیجیے امام معصوم فرماتے ہیں کہ موجودہ قرآن میں کفر کے ستون
 ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ کیا نسخ و منسوخ اور
 تفسیری نوٹوں کو گھرانے سے کفر کے ستون قائم ہو جاتے ہیں اور رسول پاک
 صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہو جاتی ہے ؟ مولوی اسماعیل صاحب ! اگر ہمت
 ہے تو کسی امام معصوم کی ایک معتبر روایت ایسی پیش کیجیے جس میں عدم تحریف
 کی تصریح کی گئی ہو۔

(۵) یہ دیکھیے دیباچہ مقبول ترجمہ کے ص ۳۲ پر مرقوم ہے :- تفسیر عباسی
 میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی
 آیتیں تو بہت سی گرا دی گئی ہیں مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں کوئی
 حرف بڑھا دیا گیا ہے۔

(۶) مقبول ترجمہ کے ص ۴۴ پر اصول کافی کے حوالہ سے مرقوم ہے :-
 فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ امام جعفر صادق کے سامنے

یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت امام نے فرمایا یوں نہیں ہے، دراصل یہ تھا
وَالْمُؤْمِنُونَ۔ مولوی صاحب! اب بتائیے قرآن کی تحریف ہوئی
یا نہیں؟

(۷) اور گنتم خیر اُمّیۃ کے متعلق مقبول ترجمہ کے ۱۲۵ پر مرقوم ہے
کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی اَنْتُمْ خَيْرُ اُمَّیَّةٍ
اور خیر اُمّیۃ کی سخت تردید فرمائی۔ امام معصوم کا قول ہے سوچ کر جواب دیجیے۔

مناظرِ شیعہ

مولوی عبدالستار صاحب بار بار مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ کوئی
ایک روایت عدم تحریف کی پیش کیجیے۔ لو میں قرآن کے کامل و مکمل ہونے کے لیے
واضح روایت پیش کر رہا ہوں۔ ہمارے مولیٰ علی علیہ السلام نے فرمایا
كُلُّهُ قُرْآنٌ یہ پورے قرآن ہے۔ اور اس کے آگے جناب امیر علیہ السلام نے
فرمایا: اِنْ اَخَذْتُمْ مِمَّا فِیْہِ نَجَوْتُمْ مِنَ النَّارِ وَ دَخَلْتُمُ الْجَنَّةَ فَاِنَّ
فِیْہِ جُحْتَنَا وَ بَیَّانَ حَقِّقْنَا وَ فَرَضَ طَاعَتِنَا اگر تم نے اس قرآن کو پکڑا
جہنم سے نجات پاؤ گے اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ کیوں کہ اس قرآن
میں ہماری حجت ہے اور ہمارے حق کا بیان ہے اور ہماری طاعت کا
فرض ہونا مذکور ہے۔

دیکھیے جناب امیر علیہ السلام اس قرآن کو نجات کا موجب قرار دے
رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ قرآن کامل و مکمل ہے ورنہ ادھوٹے

قرآن سے نجات کیسے حاصل ہو سکتی ہے ؟

(۲۱) اس روایت میں بِمَا فِيهِ رَجُوعٌ تَحَرُّبٌ میں ماموصولہ موجود ہے جو استغراق کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہ قرآن کامل ہے۔ اب مولوی عبدالستار صاحب کی ساری شیخی اور مطالبہ کی حقیقت کھل گئی جو بار بار کہہ رہا تھا کہ کوئی روایت کسی امام معصوم کی دکھا دو جس سے قرآن کا کامل و مکمل ہونا ثابت ہو۔ یہ روایت حضرت امیر علیہ السلام کی نہایت واضح طور پر قرآن کے کامل و مکمل ہونے پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا کُلُّہُ کا لفظ موجود ہے۔ ماموصولہ موجود ہے بِحَقِّ تَمِّمِ مِنَ النَّارِ اور دَخَلْتُمُ الْجَنَّةَ موجود ہے۔ اب میں دیکھوں کہ مولوی عبدالستار صاحب اس روایت کو کہاں لے جاتے ہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب شیعہ مناظر نے اس روایت پر بہت کچھ زور دیا اور بار بار کہتا رہا اس روایت کا جواب دیجیے۔ گویا اس بے چارے کے نزدیک یہ روایت بڑی مایہ ناز اور لا جواب روایت تھی۔

مناظر اہل سنت علامہ تونسوی

سبحان اشرا! بار بار مطالبہ اور تاکید و تاکید کے بعد مولوی اسماعیل بے چارے نے نہایت فخر و ناز کے ساتھ روایت پیش کی مگر افسوس ہے کہ کس قدر بدیانتی یا جہالت کا مظاہرہ کیا۔ دیکھیے یہ میرے ہاتھ میں احتجاج

طبری ہے اس کے صُک پر کُلُّہُ قرآن (یہ پورا قرآن ہے) کے الفاظ حضرت طلحہؓ کے ہیں۔ حضرت علیؓ کے الفاظ نہیں ہیں۔ کس قدر دید دلیری ہے کہ ایسے سفید جھوٹ مناظرہ میں ہمارے سامنے بول رہے ہیں۔

احتجاج طبری کے اس صفحہ پر اصل عبارت یوں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ سے فرمایا فَاحْبِرْ فِي عَمَّا كَتَبَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ اقْرَأْ كُلَّهُ اَمْرٌ فَيَا مَالِكُ يَقْرَأُ پس مجھے خبر دیجیے اس سے کہ جو کچھ عمر اور عثمان نے لکھا ہے وہ سارے کا سارا قرآن ہے یا اس میں کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو غیر قرآن ہیں؟

تو حضرت طلحہؓ نے جواب دیا :-

قُرْآنُ كُلُّهُ وہ سارا قرآن ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب! کس احتجاج میں حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ یہ پورا قرآن ہے۔

(۲) اِنْ اَخَذْتُمْ بِمَا فِيْهِ بَنُوْا مِّنَ النَّاسِ وَدَخَلْتُمْ بِالْحَنَّةِ مولوی اسماعیل کی مایہ ناز روایت کی قلعی خود ان کے ملا خلیل قزوینی نے کھول کر رکھ دی ہے۔ صافی شرح اصول کافی جزو ششم ص ۳۱ پر لکھتے ہیں :-

واقعة عجیبه :- جس وقت حضرت علامہ تونسوی مظلہ نے اس روایت کے جواب کے لیے ملا خلیل قزوینی کی کتاب صافی شرح اصول کافی اٹھائی اور فرمایا کہ میرا روایت کا مطلب شیعہ کی اس کتاب سے بیان کر کے واضح کرتا ہوں کہ مولوی اسماعیل صاحب کی بیان کردہ روایت کی حقیقت کیا ہے

تو مولوی اسماعیل بے چارہ نہایت سراسیمہ اور بدحواس ہو کر علامہ
تونسوی کی تقریر کے دوران میں گود پڑا کہ یہ اس روایت کے معنی خود
کھرے، ہماری کتاب پیش نہ کرے۔ ہم اپنی اس کتاب کے معنی تسلیم
کرنے کے لیے تیار نہیں جس پر علامہ تونسوی مدظلہ نے فرمایا کہ میری
بات اور میرا ترجمہ تمہارے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔ روایت بھی تمہاری
ہے ترجمہ اور معنی بھی تمہارے مشائخ اور کتابوں سے بیان کرتا ہوں۔
مولوی اسماعیل صاحب اپنے مذہب شیعہ کی کتابوں سے کیوں ڈرتے
ہیں؟ بعدہ کتاب مذکور سے روایت کا معنی اور مفہوم پیش
کیا گیا۔ شیعہ ملا خلیل قزوینی اپنی کتاب صافی شرح اصول
کافی ص ۷۷ پر مولوی اسماعیل کی اس مایہ ناز روایت کے متعلق لکھتے
ہیں کہ :-

”مراد این است کہ باوجود اسقاط و اختلاف در قرارت آن قدر
باقی ماندہ کہ صریح باشد در امامت اہل بیت معصومین۔“
ترجمہ :- (حضرت علیؑ کی مذکور روایت میں فرمان نجات سے مراد
یہ نہیں کہ قرآن کامل و مکمل ہے۔ بلکہ اس روایت سے) مراد یہ ہے کہ
باوجود کچھ قرآن سے بہت کچھ گمراہ کیا اور قرارت کو مختلف کیا گیا لیکن
اتفاق در باقی ہے جو اہل بیت معصومین کی امامت پر صراحۃً دلالت
کرتا ہے۔

ملا خلیل اس روایت کا مطلب یہ نہیں سمجھتے کہ قرآن مجید

کامل و مکمل ہے بلکہ وہ تو اس روایت کے مقصد میں بھی اس بات پر
 زور دے رہے ہیں کہ قرآن ناقص و محرف ہے "باوجود اسقاط" کے
 لفظ پر غور فرمائیے۔

(۳) مولوی اسماعیل صاحب کا یہ جاہلانہ استدلال بھی قابل تعجب
 ہے کہ ماموصلولہ استغراقیہ ہوتا ہے۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک
 قرآن مجید میں جو فرمایا گیا ہے **وَيُعَلِّمُكُمُ الْمَلِكُ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ**۔
 کیا اس ماموصلولہ میں استغراق کے معنی ہو سکتے ہیں؟ اس قسم کی کئی
 مثالیں موجود ہیں۔

علاوہ ازیں اگر بالفرض اس روایت میں ماموصلولہ استغراق کے
 لیے فرض کر لیا جائے تب بھی اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو کچھ اس قرآن
 میں ہے اس پر عمل کرو گے تو نجات پاؤ گے۔ گو فی نفسہ قرآن خود کامل و
 مکمل نہیں تاہم اس ادھورے اور ناقص کے سارے احکام پر عمل کر لو
 نجات پا جاؤ گے جس طرح خود شیعہ ملا خلیل نے معنی کیے ہیں۔ پھر
 اس ما کے موصولہ استغراقیہ ماننے سے قرآن کے کامل و مکمل ہونے کا
 کیسے ثبوت ہو گیا؟

(۴) اصول کافی ص ۲۶۲ پر مرقوم ہے :-

نَزَلَ جِبْرِيلُ بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 هَكَذَا إِنَّ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فِي عَلِيٍّ فَأْتُوا
 بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ -

دیکھیے موجودہ قرآن میں فی علیؑ کا لفظ نہیں ہے۔ قرآن ناقص ہوا

یا نہ ہوا؟

(۵) ترجمہ مقبول ص ۱۲ امام جعفر صادقؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا لَقَدْ جَاءَنَا رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِنَا عَزِيزٌ عَلَيْنَا مَا عَنِتْنَا حَرِيصٌ عَلَيْنَا بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ۔ حالانکہ موجودہ قرآن میں یوں ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْنَا مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ دیکھیے آپ کے امام معصوم کے نزدیک قرآن کو کتنا بگاڑا اور بدلا گیا ہے۔

مناظر شیعہ

مولوی عبدالستار صاحب جس قدر روایتیں پیش کر رہا ہے یہ ہمارے نزدیک ضعیف اور مجروح ہیں۔ مقبول ترجمہ کی روایتیں پیش کرتا ہے۔ حالانکہ مقبول کل کا آدمی ہے جس کو ہم سے بھی کم علم تھا ایسے شخص کی بات ہم پر کیسے حجت ہو سکتی ہے؟ اصول کافی کی روایتیں ضعیف ہیں۔ ایسی ضعیف روایتیں پیش کر کے ہمارا عقیدہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟

چونکہ اب مولوی اسماعیل شیعہ مناظر کے پاس نہ تو عدم تحریف کی کوئی روایت تھی جو پیش کرتا اور نہ تحریف ثابت کرنے والی علامہ عبدالستار صاحب کی پیش کردہ بے شمار روایتوں کا کوئی جواب تھا،

بے چارہ ادھر ادھر کی دو چار باتیں کر کے بصدِ کل ٹائم پورا کرتا رہا۔

مناظر اہل سنت

اگر تحریف کی روایات ضعیف ہیں تو عدم تحریف کی صحیح اور واضح روایات کہاں ہیں؟

(۲) اگر مولوی مقبول کا ترجمہ ضعیف اور ناقابل اعتبار ہوتا تو شیعہ علماء و مجتہدین کے یہ کلمات اور تعریضیں بطور تقریظات کیوں لکھے ہوئے ہیں کہ کتاب الہی کو اگر زبان اردو میں دیکھنا ہو تو مقبول ترجمہ دیکھیے اور سمجھیے۔ اور یہ تفسیر اہل بیت ہے۔ کیا ان شیعہ مجتہدین سید کلب حسین مجتہد۔ سید محمد دہلوی۔ احمد علی لکھنوی کا علم آپ سے کم تھا؟

(۳) جو چیزیں نے مقبول ترجمہ سے پیش کی ہے وہ مولوی مقبول کی اپنی بات نہیں ہے بلکہ ائمہ معصومین کے ایسے اقوال ہیں جو شیعہ کی معتبر ترین کتابوں سے منقول ہیں۔

(۴) اصول کافی کی روایتیں اگر ضعیف اور مجروح ہیں تو آپ کے امام غائب امام مہدی نے کس لیے فرمایا ہذا کاف لشیعتنا ہماے شیعوں کے لیے یہی کتاب کافی ہے۔ جس طرح کہ اصول کافی کے سرورق پہ ابتداء مرقوم ہے۔

(۵) اگر یہ روایات تحریف ضعیف ہوں تو آپ کے مشائخ

شبیہ کا اعتقاد تحریف نہ ہوتا۔ دیکھیے تفسیر صافی کے ص ۱۴ پر موجود ہے :-

وَأَمَّا إِعْتِقَادُ مَشَائِخِنَا فِي ذَلِكَ فَالظَّاهِرُ مِنْ ثِقَةِ الْإِسْلَامِ
مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكَلِينِيُّ إِشْدَادًا كَانَ يُعْتَقِدُ التَّحْرِيفَ وَ
النُّقْصَانَ فِي الْقُرْآنِ

وَكَذَلِكَ أَسْتَاذُكَ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْقَتَّابِيُّ فَإِنَّ تَفْسِيرَهُ
مَمْلُوءٌ مِنْهُ وَلَمْ يُغْلَوْ فِيهِ

وَكَذَلِكَ شَيْخُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الطَّبْرَسِيُّ فَإِنَّهُ أَيْضًا لَسَجَّحَ
عَلَى مِنْوَالِهِمَا فِي الْاجْتِهَادِ -

ترجمہ :- ہمارے بزرگوں کا اعتقاد اس بائے میں یہ ہے کہ ثقۃ الاسلام
محمد بن یعقوب کلینی قرآن کی تحریف و نقصان کے معتقد تھے۔ اور
اسی طرح ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی کہ ان کی تفسیر بھی آیات
تحریف سے پُر ہے اور ان کو اس عقیدے میں غلو ہے۔ اور اسی طرح
شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کہ وہ بھی کتاب احتجاج میں انہی دونوں
بزرگوں کے طرز پر چلے ہیں۔

غور کیجیے کہ اگر آیات تحریف ضعیف ہوتیں تو آپ کے اتنے
بڑے بڑے مشائخ ان آیات کو دیکھ کر تحریف کا عقیدہ کیوں
رکھتے؟

عن ابی جعفر قال نزل جبریل بهذا الآية علی محمد صلی
الله علیہ وسلم هكذا فبدل الذین ظلموا الی محمد حقهم
فولّا غیر الذی قیل لهم فأنزلنا علی الذین ظلموا ال
محمد حقهم رجزاً من السماء بما كانوا یفسقون ۵

دیکھیے موجودہ قرآن میں دونوں جگہ پر ال محمد حقہم کے
الفاظ موجود نہیں ہیں۔ امام محمد باقر کے نزدیک شیعہ مذہب کے
مطابق تحریف ہو گئی یا نہیں؟

(۱) ترجمہ مقبول ص ۶۳ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ
كَلِمَاتٍ فِي مَحَمَّدٍ وَعَلَىٰ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ
وَالْأَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَأَنسَىٰ۔ امام جعفر صادق نے فرمایا
والہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس طرح نازل
ہوئی تھی۔

غور کیجیے موجودہ قرآن میں کلمات فی محمد وعلی وفاطمہ وغیرہ
الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ موجودہ قرآن میں آیت یوں ہے وَلَقَدْ
عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَأَنسَىٰ۔
فرمائیے تحریف ہوئی یا نہیں۔

مناظر شیعہ

فَالظَّاهِرُ مِنْ ثِقَةِ الْإِسْلَامِ۔ اس عبارت کا مطلب ہے کہ

طاہرین علماء کا یہی خیال ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی وغیرہ تحریف فرآن کے قائل ہیں۔ ورنہ ہمارے محققین علماء تحریف کے قائل نہیں۔ طاہرین اور ہوتے ہیں اور محققین اور ہوتے ہیں۔ ہمارے محققین علماء شیخ صدوق، شریف مرتضیٰ، ابو جعفر طوسی، ابو علی طبرسی۔ ان چاروں نے تصریح کی ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی۔ لہذا ہمارے نزدیک ان محققین کا قول معتبر ہے اور یہی شیعہ کے نزدیک صحیح ہے اور باقی غلط ہے۔

یہ چارہ شیعہ مناظر انہی مذکورہ بالا اپنے چار مولویوں کے اقوال سہراتا رہا، مگر کسی امام معصوم کا کوئی واضح قول عدم تحریف کے متعلق پیش نہ کر سکا۔ جب کہ دوسری طرف سے مناظر اہل سنت ملزمہ تونسوی مظاہر نے شیعہ کی معتبر کتابوں سے ائمہ معصوم کے تحریف ثابت کرنے والے اقوال کا انبار لگا دیا۔ اور شیعہ مناظر سے بار بار مطالبہ کیا کہ جس طرح میں نے آپ کی کتابوں سے ائمہ معصومین کے اقوال احادیث سے تحریف کو ثابت کیا ہے تم اس قسم کا کوئی ایک معتبر صحیح اور واضح قول عدم تحریف کا بیان کرو۔ مگر یہ چارہ شیعہ مناظر نہایت لاجواب اور عاجز ہو کر رہ گیا۔

مناظر اہل سنت

حضرات! میں تو سمجھتا تھا کہ یہاں میرے مناظرہ کے لیے شیعہ

حضرات لکھنؤ وغیرہ سے کسی اہل علم اور اپنے مذہب کو سمجھنے سوچنے کی
لیاقت و قابلیت رکھنے والے آدمی کو لائیں گے اب دیکھیے کہ
آپ کا مولوی اسماعیل اَمَّا اِعْتِقَادُ مَشَائِخِنَا فِي ذَلِكَ فَالظَّاهِرُ لَنَا
ترجمہ ظاہر بین علماء کبر رہا ہے۔ اس بے چارے کو تو اپنے مذہب کی
کتابوں کی خبر تک بھی نہیں۔ یہ تو صرف اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ
وسلم اور خلفاء و صحابہ رسول پاکؐ پر تبرے کر سکتا ہے۔ دیکھیے میں
ان کی اسی عبارت کا ترجمہ ان کے مذہب کے علماء سے نقل کرتا
ہوں :-

دیباچہ مقبول ترجمہ (شیعہ) ص ۴ پر مرقوم ہے :-
”اب رہا ہمارے بزرگ علماء کا اس بارے میں اعتقاد، تو یہ کھلی
بات ہے کہ ثقہ اسلام محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ قرآن مجید میں
تحریف اور کمی کے قائل ہیں۔“ چند سطور کے بعد لکھتے ہیں :-

”یہی حالت ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمۃ کی ہے
ان کی تفسیر ان باتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور ان کا یہ اعتقاد
بڑے شد و مد سے ہے جیسا کہ ہم نے تھوڑا سا اوپر دکھلایا ہے یہی
حالت شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب
احتجاج میں انہی دونوں بزرگوں کے انداز پر لکھا ہے۔“ دیکھیے حضرات انہو
علماء شیعہ فالظاہر کے وہی معنی کر رہے ہیں جو ہم نے کیے ہیں کہ
فالظاہر کے معنی ”یہ تو کھلی بات ہے“ سے کیا ہے۔ مولوی اسماعیل

کی طرح ظاہر بین اس کے معنی کسی نے نہیں کیے۔ یہ خود اس کی شکست اور لاجوابی کا اقرار ہے کہ اب ترجمے بھی غلط کر رہا ہے۔

(۲) شیخ صدوق، شریف مرتضیٰ، ابو جعفر طوسی، ابو علی طبرسی تمام شیعہ مذاہب والوں میں ان چار مولویوں کے سوا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو تحریفِ قرآن کا قائل نہ ہو۔ صرف ان چار شخصوں کے اقوال بھی بطور تقیہ کے ہیں۔

(۳) ائمہ معصومین کے اقوال اور متواتر روایات تحریف کے مقابلے میں ان چار مولویوں کے قول کی کیا وقعت ہے؟ مولوی اسماعیل صاحب آج ائمہ معصومین کو چھوڑ کر غیر معصومین مولویوں کے پیچھے کیوں دوڑے جا رہے ہیں؟ لوگوں کو تو کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ائمہ معصومین والا ہے آج ائمہ معصومین کا مذہب منظور نہیں ہے؟ دیکھیے امام معصوم کا قول احتجاج طبرسی ص ۱۳ پر ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا:-

وَالَّذِي بَدَأَ فِي لِكِتَابٍ مِنَ الْكِتَابِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِرَاقَةِ الْمُلْحِدِينَ .

ترجمہ :- کتاب (قرآن مجید) میں جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ ملحدوں کی طرف سے ہے (یعنی جامعین قرآن کی بڑھائی ہوئی ہے) دیکھیے امام معصوم کے قول سے ثابت ہو رہا ہے کہ ملحدوں نے اس قرآن میں نبی علیہ السلام کی برائی کو داخل کر دیا تو آپ کے شیخ صدوق، شریف مرتضیٰ وغیرہ نے اس برائی کو قرآن سے نکال دیا ہے۔

نیز تفسیر صافی ص ۱۳ پر ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک شخص کو آیات کے ربط کے متعلق جواب دیا :-

فَهُوَ مِمَّا قَدَّمْتُ ذِكْرَهُ مِنْ إِسْقَاطِ الْمَنَافِقِينَ مِنَ الْقُرْآنِ
بَيْنَ الْقَوْلِ فِي الْيَتْمَىٰ وَبَيْنَ نِكَاحِ النِّسَاءِ مِنَ الْخَطَابِ الْقَصَصِ
أَكْثَرُ مِنْ ثُلُثِ الْقُرْآنِ -

ترجمہ :- پس اس کی وجہ وہی ہے جو پہلے بیان کر چکا ہوں کہ منافقوں نے قرآن میں سے بہت کچھ نکال ڈالا فی الیتمیٰ اور فانک حوا کے درمیان میں بہت سے احکام اور قصے تھے جو تہائی قرآن (دسٹس پاروں) سے زیادہ تھے (وہ نکال ڈالے گئے)۔ اسی وجہ سے بے ربطی ہو گئی!

البتہ شیخ صدوق اور شریف مرتضیٰ وغیرہ کا قول تب معتبر ہوتا جب کہ وہ اس کی تائید میں کسی امام معصوم کا قول پیش کرتے۔ اب تو ان مولویوں کا یہ قول یقیناً بطور تقیہ ہے۔

مناظر شیعہ

حضرات! مولوی عبدالستار بار بار کہتا ہے کہ امام معصوم کا قول پیش کرو۔ دیکھیے میں امام معصوم کا قول پیش کرتا ہوں۔ فروع کا فی جلد سوم کتاب الروضہ ص ۲۶ پر ہے :-

أَقَامُوا حُرُوفًا وَحَرَافًا أَحَدُودًا - جامعین قرآن نے

حروف کو قائم رکھا اور اس کے حُذ کو محرف کر دیا۔

یہ ہمارے امام محمد باقر علیہ السلام کا قول ہے۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ قرآن کے حروف میں کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی صرف احکام و معانی میں تحریف کی گئی۔ اور امام کے اس قول کے ہوتے ہوئے باقی روایات ضعیف ہیں۔ اور ہماری تفسیر صافی کے ص ۱۱ پر مرقوم ہے :-

الصحیح من مذهب اصحابنا خلافاً

ترجمہ :- صحیح مذہب ہمارے اصحاب کا اس کے خلاف یعنی تحریف کے خلاف ہے۔

دیکھیے صاحب تفسیر صافی لکھ رہے ہیں کہ ہمارے اصحاب و بزرگوں کا صحیح مذہب یہی ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی۔ اور آگے اس کی دلیل بھی صاحب تفسیر صافی نے پیش کی ہے کہ صحابہ کرام نے قرآن کی حفاظت اور قرأت اور جمع کرنے کا کتنا زبردست اہتمام کیا جس چیز کا اتنا زبردست اہتمام کیا جائے کیا وہ چیز بھی محرف اور غلط ہو سکتی ہے؟ دیکھیے مولوی عبدالستار صاحب! اگر ہمارا قرآن پر ایمان نہ ہوتا تو ہمارے یہ بزرگ اس طرح کیوں لکھتے؟

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب نے فروع کافی سے جو روایت امام

محمد باقر کی پیش کی ہے اَقَامُوا حُرُوفًا وَحَرَافًا اَحَدُودًا۔

اس روایت میں تمام قرآن مجید کے حروف اور الفاظ کا قائم رکھنا کہاں لکھا ہے۔ اس میں تو مطلق حروف کو قائم رکھنے کا ذکر ہے نہ تمام کا۔ علاوہ انہیں امام محمد باقر کی اسی روایت میں باقی امتوں کے متعلق بھی بعینہ ہی الفاظ امام محمد باقر نے فرمائے ہیں :-
اَنْ اَقَامُوا حُرُوفًا وَحَرَافًا اَحَدُودًا۔

یعنی یہود و نصاریٰ امام سابقہ نے تورات و انجیل وغیرہ کے حروف قائم رکھے اور محدّد کو محرف کیا۔ اب مولوی اسماعیل صاحب بتائیں کیا امام سابقہ نے تورات و انجیل کے پورے الفاظ و حروف قائم رکھے اور وہ بھی قرآن کی طرح محفوظ ہیں؟ باقی صاحب تفسیر صافی کا الصبیح من مذہبنا کہنا تنقیہ پر محمول ہے۔ دوسرے ائمہ معصومین کے اقوال اس کے خلاف ہیں۔ تیسرے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جو دلیل صاحب تفسیر صافی نے صحابہ کرامؓ کے اہتمام کے متعلق لکھی ہے کیا وہ آپ کے نزدیک معتبر ہو سکتی ہے؟ جب کہ آپ کے مذہب میں صحابہ کرامؓ خائن اور غاصب ظالم بلکہ کافرو عترة ہیں۔ مولوی اسماعیل صاحب! تو نسوی سے مناظرہ کر رہے ہو کسی جنگل میں ماتم و نوحہ خوانی نہیں کر رہے۔ کچھ سوچ سمجھ کر بولیے۔ دیکھیے امام معصوم کا قول اصول کافی ص ۲۱ پر ہے :-

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن

الَّذِي جَاءَ بِهِ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَبْعَةَ عَشَرَ آلْفَ آيَةٍ -

ترجمہ :- امام جعفر صادق نے فرمایا یہ تحقیق جو قرآن جبریل علیہ السلام
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے تھے وہ سترہ ہزار آیات تھیں ۔
دیکھیے آپ کا امام معصوم فرما رہا ہے جو قرآن جبریل علیہ السلام
جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے تھے وہ سترہ ہزار آیات تھیں
مگر موجودہ قرآن کی سات ہزار سے بھی کم آیات ہیں ۔ اب فرمائیے
کہ قرآن مکمل رہا؟ نیز احتجاج طبرسی ص ۱۳۵ پر ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے
فرمایا :-

لَوْ شَرَحْتُ لَكَ كُلَّ مَا أَسْقَطَ وَحُرِفَ وَبُدِّلَ مِمَّا جَرَى
هَذَا الْمَجْرَى لَطَالَ وَظَهَرَ مَا تَحْظُرُ التَّفِيَّةُ إِظْهَارًا -

ترجمہ :- اگر میں تجھ سے وہ تمام آیتیں بیان کروں جو قرآن میں سے
نکال ڈالی گئیں اور تحریف کی گئیں اور بدل دی گئیں اور جو اسی قسم کی
کارروائیاں ہوئیں تو بہت طول ہو جائے اور تفسیر جس چیر سے روکتا
ہے وہ ظاہر ہو جائے ۔

غور کیجئے کہ آپ کی معتبر کتاب میں حضرت علی المرتضیٰ کا یہ ارشاد
نقل کیا گیا ہے ۔ کیا اب بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا صحیح مذہب یہی ہے
کہ تحریف نہیں ہوئی ۔

مناظر شیعہ حصہ ۱ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰهِ وَ عِثْرَتِیْ اِلَیَّ یَعْنِیْ مِیْثَمِیْن
کتاب اللہ اور اپنے اہل بیت کو پیچھے چھوڑ رہا ہوں۔ یہ دونوں حوض
کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ تو ہمارے نزدیک
اہل بیت کے ائمہ معصومین مسلمانوں کی امامت و رہایت کے لیے
ہر زمانہ اور ہر وقت موجود ہیں۔ خدا کی زمین امام زمان حجتہ اللہ سے
قیامت تک خالی نہیں ہو سکتی۔ تو جب تک اہل بیت علیہم السلام
موجود ہیں قرآن (کتاب اللہ) بھی ان کے ساتھ ضرور موجود ہونی ہے۔
لہذا جب ہمارے نزدیک ائمہ اہل بیت موجود ہیں وہ قرآن کے ساتھ
ہیں اور قرآن کامل و مکمل اہل بیت کی طرح موجود ہے۔

(۲) شیخ صدوق نے رسالہ اعتقادیہ کے صفحہ ۷ پر فرمایا ہے ان
روایات تحریف کا اگر اعتبار کریں تو قرآن سے اعتبار اٹھ جاتا ہے لہذا
یہ روایات تحریف مردود ہیں۔ تو ہمارا اعتقاد یہی ہے کہ تحریف کی
روایات ضعیف ہیں اور ہم قرآن کو اہل بیت کی طرح اس زمین پر
موجود اور کامل یقین کرتے ہیں۔ مولوی عبدالستار ان ضعیف روایات
کو دیکھ کر مغالطہ میں مبتلا ہے اور کہتا ہے تم قرآن کو محرف مانتے ہو
اور ہم سے بار بار مطالبہ کرتا ہے کہ تم اپنا ایمان قرآن پر ثابت
کرو اور کوئی ایک روایت کسی امام معصوم کی عدم تحریف کے
متعلق دکھاؤ۔ حالانکہ میں کئی روایات دکھا چکا ہوں۔

مناظر اہل سنت

اہل بیت کے موجود ہونے سے موجودہ قرآن کا غیر محرف ہونا شیعہ کے نزدیک کس طرح ثابت ہو جاتا ہے؟ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب کے اہل بیت اور قرآن مجید دونوں کو یک قلم دنیا سونیست و نابود کر دینے کا اعتقاد گھڑا ہے۔ سوائے بارہ اماموں کے تمام اہل بیت کو قابلِ امامت نہیں سمجھا۔ اور گیارہ اماموں کا زمانہ گزرنے کے بعد بارہویں امام کو غار میں غائب کر کے اصل قرآن کو بھی اس کے ساتھ غائب کر دیا۔ تو آپ کے نزدیک اس وقت روئے زمین پر نہ امام ہے نہ قرآن ہے۔ جہاں امام ہے وہاں قرآن ہے۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر صافی کے مشاعر پر بھی یہی مرقوم ہے۔

(۲) اگر تحریف کی روایات ضعیف ہیں تو آپ کے بزرگوں اور مشائخ کا اعتقاد تحریفِ قرآن کے متعلق کیوں ہے؟ مولوی اسماعیل صاحب کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ مولوی عبدالستار کو مغالطہ ہے کیا آپ کے مشائخ و بزرگوں کو بھی مغالطہ ہے؟

اب میں مولوی اسماعیل صاحب سے پوچھتا ہوں اگر روایات تحریف کمزور ہیں اور تحریفِ قرآن کا اعتقاد غلط ہے تو آپ کے یہ مشائخ محمد بن یعقوب کلینی اور علی بن ابراہیم قمی وغیرہ جو تحریفِ قرآن کا اعتقاد رکھتے تھے وہ کافر تھے یا مومن؟ - اگر

آپ تحریفِ قرآن کا اعتقاد رکھنے والے کو کافر سمجھتے ہیں تو آپ اپنے ان
مشائخ کے متعلق کفر کا فتویٰ لکھ دیجیے۔ آپ کا ہمارا مناظرہ اسی پر
ختم ہے۔

جب علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے
اس فتوے کا مطالبہ کیا تو شیعہ علماء جتنے موجود تھے سب کے
چہرے فق ہو گئے اور مولوی امیر محمد صاحب صدر شیعہ نے اٹھ کر
کہا کہ بس اس موضوع پر کافی بحث ہو چکی ہے اس موضوع کو ختم
کر دینا چاہیے تو علامہ تونسوی نے کہا آپ ان مشائخ کے متعلق
کفر کا فتویٰ لکھ دیجیے بس مناظرہ ختم ہے۔ مگر علماء شیعہ نے
لاجواب ہو کر انتہائی رسوائی برداشت کی اور علامہ تونسوی مدظلہ
العالی کے استدلال کا کوئی جواب نہ دے سکے، نہ روایات کا کوئی
جواب تھا اور نہ اپنے علماء و مشائخ کو کافر کہنے کی جرأت تھی،
اور نہ اپنے ان مشائخ کا دامن تحریفِ قرآن کے عقیدہ سے پاک و
صاف کر سکے۔

علامہ تونسوی مدظلہ نے فرمایا شیعہ کی معتبر کتاب فیصل الخطاب

میں ہے :-

ان کلامیر المؤمنین علیہ السلام قرآنًا مخصوصًا
جمہ بنفسہم بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وعرضہ علی القوم فاعرضوا عنہ

فَجَبَّ عَنْ أَغْنِيهِمْ وَكَانَ عِنْدَ وَلَدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُتَوَارَثُ
 إِمَامُهُ عَنْ إِمَامٍ كَسَائِرِ خَصَائِصِ الْأَمَامَةِ وَخَزَائِنِ النُّبُوَّةِ وَ
 هُوَ عِنْدَ الْحِجَةِ عَجَلٌ فَرَجًا يُظَاهَرُهُ لِلنَّاسِ بَعْدَ ظُهُورِهِ دِيَامُهُمْ بِقِيَامِهِ
 وَهُوَ مُخَالِفٌ لِهَذَا الْقُرْآنِ الْمَوْجُودِ مِنْ حَيْثُ التَّأْلِيفِ وَتَرْتِيبِ
 السُّورِ وَالْآيَاتِ بَلِ الْكَلِمَاتِ أَيْضًا. وَمِنْ جِهَةِ الزِّيَادَةِ وَ
 النَّقِصَةِ.

ترجمہ :- حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ایک مخصوص قرآن
 تھا۔ اس کو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وفات کے بعد خود جمع کیا تھا۔ اور وہ قرآن مخصوص لوگوں کے
 سامنے پیش کیا تو انہوں نے منہ موڑ لیا۔ پس انہوں نے اس
 قرآن کو ان کی آنکھوں سے چھپا لیا۔ اور وہ آپ کی اولاد میں
 سے صرف اماموں کے پاس تھا، جو ایک امام کے بعد دوسرا امام
 اس کو لے لیتا تھا۔ جس طرح کہ وہ دوسرے خصالِ امامت اور خزانِ
 نبوت لیتا تھا۔ اور وہی مخصوص قرآن اب حجتہ اللہ (امام
 مہدی) کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلدی غار سے باہر
 لائے۔ امام مہدی اُس قرآن کو لوگوں کے لیے ظاہر کریں گے،
 اور وہ اس موجودہ قرآن کے مخالف ہے الفاظ کی ترتیب میں
 سورتوں اور آیتوں کی ترتیب میں بلکہ خود کلمات اور لفظوں میں
 بھی مخالف ہے۔ اور زیادتی اور کمی کے باعث بھی مخالف ہے۔

دیکھیے یہ ہے آپ کے شیعہ مذہب کا اعتقاد جو آپ کی کتابوں میں
صراحتاً درج ہے۔ مجھے کیا مغالطہ ہے؟

مناظر شیعہ

مولوی عبدالستار صاحب! آپ کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ
میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ امامیہ کی تمام
روایات میں موجود ہے کہ اہل بیت اسی قرآن کو پڑھتے تھے۔ تو اگر
ائمہ اہل بیت کے نزدیک یہ قرآن غلط ہوتا تو اس کو کیوں پڑھتے؟
باقی مولوی عبدالستار نے اصول کافی کی جو روایت سترہ ہزار آیات کی
پیش کی اس میں ناسخ و منسوخ مراد ہیں۔ یعنی کل ناسخ و منسوخ آیات
مل کر سترہ ہزار تھیں۔ مگر جب منسوخ آیات نہ رہیں تو پھر موجودہ یہی
چند ہزار آیات رہ گئیں۔ تو اس روایت سے موجودہ قرآن کے غیر مکمل
ہونے پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے؟

مناظر اہل سنت

تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب نے امامیہ کے اس
غلط عقیدہ تحریف قرآن کی تردید میں یہ استدلال کیا ہے۔ یہ استدلال
آپ کے شیعہ مذہب کے بانیان و موجدین کی تردید میں ہے۔
جنہوں نے ائمہ اہل بیت کی طرف روایات تحریف کو منسوب کر کے

تخریفِ قرآن کا عقیدہ گھڑا تھا، تو حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی ان کی تردید میں فرماتے ہیں کہ اگر ائمہ کرام تخریف کے قائل ہوتے تو خود تمہاری روایات میں یہ کیوں ثابت ہے کہ وہ اسی کو پڑھتے پڑھاتے تھے۔ نو شاہ صاحب کے استدلال کا مقصد یہ ہے کہ شیعہ مذہب کا جو تخریفِ قرآن کے متعلق عقیدہ ہے وہ غلط ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء کو یہ حق ہے کہ عقیدہ تخریف کے مقابلے میں اہل بیت کے اس قرآن کو پڑھنے پڑھانے سے، صداقتِ قرآن پر استدلال کریں۔ مگر شیعہ مذہب کا مولوی اپنی کتابوں کی زائد از دو ہزار روایات متواترہ صریحہ جو مثبت تخریفِ قرآن ہیں ان کو چھوڑ کر صرف اہل بیت کے پڑھنے پڑھانے سے شیعہ مذہب کا عقیدہ عدم تخریف کے متعلق کیسے ثابت کر سکتا ہے؟ جب کہ ان کے نزدیک ائمہ اہل بیت کے پڑھنے پڑھانے کی تاویل خود شیعہ کتابوں میں یوں کی گئی ہے کہ امام مہدی کی آمد تک کسی کو اصلی قرآن پڑھنے پڑھانے کی اجازت نہیں جیسا کہ اصول کافی کے ص ۶۷ پر ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص سے اصلی قرآن کے کچھ الفاظ سنے تو امام نے فرمایا :-

كَفَّ عَنْ هَذِهِ الْقِرَاءَةِ اِقْرَأْ كَمَا يَقْرَأُ النَّاسُ حَتَّى يَقُومَ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا قَامَ الْقَائِمُ قَرَأَ كِتَابَ اللَّهِ عَلَى حَذِّهِ -

”کہ اس قرارة سے باز رہ اور اسی طرح پڑھ جس طرح لوگ پڑھتے ہیں
 یہاں تک کہ امام مہدی آجائے جس وقت امام مہدی آئے گا تو کتاب اللہ کو
 اصلی طریقے پر پڑھے گا۔“

مقبول ترجمہ ۱۶۶ پر ہے :- حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا آج
 اس کا موقعہ نہیں ہے کہ قرآن مجید کی اصلاح کر کے عوام کو ہیجان میں لایا
 جائے۔ ائمہ علیہم السلام میں یہ حق مخصوص جناب صاحب العصر علیہ
 السلام (امام مہدی) کا حق ہے کہ قرآن مجید کو اسی حد پر پڑھوائیں گے
 جس حد پر وہ زمانہ رسول خدا میں پڑھا جاتا تھا۔

مولوی اسماعیل صاحب! آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت
 اس کو کیوں پڑھتے تھے، تو دیکھیے خود آپ کے مذہب نے اس کی وجہ
 ظاہر کر دی کہ امام مہدی کے سوا دوسرے اماموں کو اصلی قرآن کے
 پڑھوانے کا حق نہیں تھا اس لیے اس قرآن کو پڑھتے تھے نہ کہ اس
 لیے پڑھتے تھے کہ یہ قرآن کامل و مکمل ہے۔

(۲) اصول کافی کی سترہ ہزار آیات والی روایت کے جواب میں
 آپ کا یہ کہنا غلط ہے کہ ناسخ و منسوخ کو ملا کر سترہ ہزار تھیں۔ اصول
 کافی کا شارح ملا خلیل قزوینی تو لکھتا ہے۔ مراد این است کہ بیائے
 ازاں قرآن ساقط شدہ در مصاحف مشہورہ نیست۔ اور چند
 سطور کے بعد لکھتا ہے کہ دعوائے اس کہ قرآن ہمین است کہ
 در مصاحف مشہورہ است خالی از اشکال نیست۔ اور اس

کے بعد اس قسم کے دلائل پیش کیے کہ موجودہ قرآن محفوظ اور کامل و مکمل نہیں ہے۔ اگر سترہ ہزار سے کم کی وجہ نسخ و منسوخ ہوتی تو وہ اس کی وجہ تحریف قرآن کی بجائے نسخ کو بیان کرتا۔ مگر ملا خلیل صاحب نے تحریف کو کم کی قرآن کی وجہ بتایا اور نسخ کا نام بھی نہ لیا۔

تفسیر صافی شیعہ ص ۳۱ پر ہے اور دیباچہ مقبول ص ۴ پر ہے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان تمام حدیثوں سے اور طریقہ اہل بیت سے جو اور روایت ہم تک پہنچی ہے ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو قرآن مجید اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ پورا پورا نہیں ہے جیسا کہ جناب رسول خدا پر نازل کیا گیا تھا، اس میں کوئی چیز ایسی بھی ہے جو تنزیل خدا کے خلاف ہے۔ اور اس میں کوئی کوئی چیز ایسی بھی ہے جس میں تحریف و تغیر کی گئی ہے۔ اور کتنی ہی چیزیں اس میں سے گمراہی گئی ہیں ازاں جملہ نام علیؑ تو بہت سے موقعوں سے اور لفظ آل محمد چند جگہوں سے اور منافقوں کے نام خاص موقعوں سے اور اسی طرح کچھ اور چیزیں۔ اور یہ تو کھلی بات ہے کہ موجودہ ترتیب خدا اور رسول کی پسندیدہ ترتیب تو ہرگز نہیں ہے۔

نیز مقبول ترجمہ ص ۳۱ پر ہے :-

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبریل امین نے جناب رسول خدا کو یہ آیت یوں پہنچائی تھی ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أُنْزِلَ اللَّهُ فِيهِ عَلَيَّ مَكْرُمَتَيْنِ نَمِ أُرَادِيَا

پس اس کا نتیجہ ٹھگتیں گے۔

نیز مقبول ترجمہ ۴۷ پر ہے :- معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگائے گئے تو شراب خوار خلفاء کی خاطر یُعَصْرُونَ کو یُعَصْرُونَ سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے۔ یا بے مہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لیے ان کے کثرت کی معرفت آسان کر دی۔

مولوی اسماعیل صاحب ! اپنے مذہب کی ان کتابوں کے جواب دیجیے۔ ادھر ادھر نہیں بھاگنے دوں گا۔ محدث دہلوی صاحب بھی آپ کے مذہب کے متعلق اسی تحفہ اثنا عشریہ کے ص ۲۱۵ پر لکھ چکے ہیں کہ امامیہ میں سے اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ یہ کلام پاک جو اس وقت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے یہ تمام منزل من اللہ نہیں بلکہ اس میں لوگوں نے کچھ الفاظ زائد کر دیے۔ آگے لکھتے ہیں اور اس کی بہت سی آیتیں اور سورتیں گمادی گئی ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کے نزدیک شیعہ کا قرآن کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔

مناظر شیعہ

مولوی عبدالستار نے جو روایتیں بیان کی ہیں میں ان کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ میں قرآن کو کامل و مکمل سمجھتا ہوں۔ ہمارے شیخ صدوق وغیرہ قرآن کو کامل و مکمل سمجھتے ہیں اور شیخ صدوق کے

رسالہ کی عبارت پڑھی جس پر سرگاہ برداری کے ایک آدمی نے مولوی اسماعیل صاحب کے کہا کہ آپ ذرا عبارت اور اس کا ترجمہ آرام اور سکون سے پڑھیں۔ ہم کو آپ کی بات بوجہ تیزی کے پورے طور پر سمجھ میں نہیں آرہی۔ تو اس پر مولوی اسماعیل صاحب جو بہانہ تلاش کرے تھے بگڑ گئے اور گالی گلوچ شروع کر دی۔ کہ بے وقوفو! جاہلو! تم کو اس کی (مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی) بات سمجھ میں آتی ہے میری بات سمجھ میں نہیں آتی؟ پھر جب مخاطبین نے کہا کیا عالم کا خلق یہی ہوتا ہے کہ وہ گالیاں دے۔ تو شرم سار ہو کر لوگوں سے معافی مانگی اور حواس باختہ ہونے کی وجہ سے ادھر ادھر کی باتوں میں بصد مشکل اپنا ٹائم پورا کیا۔

مناظر اہل سنت

حضرات! میں نے شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں اصول کافی، تفسیر قمی، احتجاج طبرسی، تفسیر صافی، مقبول ترجمہ، فصل الخطاب وغیرہ سے ائمہ معصومین کے معتبر اور واضح اقوال و احادیث جو تحریف قرآن پر صراحت دلاتے ہیں بلکہ ان روایات تحریف کے زائد از دو ہزار ہونے کے اقرار کو فصل الخطاب کے ص ۲۲۷ سے پیش کیا ہے۔ جس کا جواب مولوی اسماعیل بے چارہ تو کیا، دنیا بھر کے شیعوں سے محال ہے۔ میں تو دعوے سے بارہا کہہ چکا ہوں کہ شیعہ کتب میں کسی امام معصوم سے موجودہ قرآن کے کامل مکمل

غیر محرف ہونے کی ایک بھی معتبر اور واضح روایت نہیں مل سکتی۔
 اور مولوی اسماعیل صاحب اب تک اس قسم کی کوئی روایت پیش
 نہیں کر سکے، اور نہ قیامت تک کوئی شیعہ عالم و مجتہد میرے
 سامنے پیش کر سکتا ہے۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

مناظرہ بر موضوع دوم

جس میں مدعی شیعہ مناظر تھا اور مجیب مناظر اہل سنت تھا

مناظر شیعہ

بعد از خطبہ۔ حضرات! مجھے اس وقت اہل سنت کے
 عدم ایمان بالقرآن کو دلائل سے ثابت کرنا ہے۔ یہ میرے ہاتھ
 میں اہل سنت کے اصول فقہ کی معتبر کتاب ”نور الانوار“ ہے اس
 میں موجود ہے وَقَوْلُهُ بِلَا شُبْهَةٍ اِحْتِرَازًا عَنِ التَّكْمِيَةِ
 لِاَنَّ فِيهَا شُبْهَةً وَلِهَذَا لَمْ يَكْفُرْ بِحَاجِدِهَا مَطْلَبُ يَه
 کہ بسم اللہ کے قرآن ہونے میں شبہ ہے اس لیے اس کا منکر کافر نہیں۔

دیکھیے اہل سنت بسم اللہ کو قرآن نہیں مانتے۔

مناظر اہل سنت

بعد از خطبہ - حضرات ! ۷

بہت شور مٹتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ بے چارے مولوی اسمعیل صاحب نے کتنے داؤں پیچ سے کام لیا ہے۔ میں نے پہلے مناظرہ میں ان کے ائمہ معصومین کی روایات سے ثابت کر دیا کہ اہل شیعہ کا نہ موجودہ قرآن پر ایمان ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ مگر مولوی اسمعیل نے نہ ہمارے کسی امام کا کوئی قول پیش کیا اور نہ حضرات خلفائے راشدین رض کا کوئی قول نقل کیا اور نہ ہمارے مشائخ میں سے کسی کا اعتقاد تحریف پیش کیا۔ نور الانوار کی جو عبارت اس نے پیش کی ہے وہ بھی پوری نہیں پڑھی، خیانت سے کام لیا ہے۔ اس عبارت سے آگے متصل یہ الفاظ صاف طور پر موجود ہیں وَالْأَصْحَافُ أَنْتَقَامُ مِنْهُ سَبَّ سَبَّ سَبَّ اور صحیح قول یہی ہے کہ بسم اللہ قرآن میں سے ہے غور کیجیے اس نے کس قدر دیر دلیری اور مکہ و فریب سے کام لیا ہے۔

(۲) مولوی اسمعیل صاحب! ذرا سوچو تو سہی اگر اہل سنت بسم اللہ کے قرآن میں سے ہونے کے منکر ہیں تو پھر بسم اللہ کو قرآن مجید

میں کس نے درج کیا ہے جب کہ موجودہ قرآن اہل سنت کے اسلاف اور بزرگوں کا جمع کیا ہوا ہے اور ہر سورت کے آغاز میں بسمِ اسد کو لکھا گیا ہے۔ اگر اہل سنت بسمِ اسد کو قرآن نہ مانتے تو ہر سورت کی ابتداء میں بسمِ اسد کو کیوں لکھتے۔ آپ یہ ثابت کیجیے کہ ہمارے سوا کس نے بسمِ اسد کو قرآن شریف میں درج کیا ہے۔

(۱۳) اہل سنت کی حدیث کی معتبر کتاب مشکوٰۃ شریف میں ص ۱۹۳ پر بسمِ اسد کے نزول کے متعلق صاف طور پر منقول ہے :-

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعرف فصل السورۃ حتی ینزل علیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم (سراہ البحاوۃ)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ اسد صلی اللہ علیہ وسلم ایک سورت کو دوسری سے اُس وقت تک جدا نہیں سمجھتے تھے جب تک کہ آپ پر بسمِ اللہ الرحمن الرحیم نازل نہ ہوتی تھی۔

یعنی ہر سورت کو جدا کرنے کے لیے بسمِ اسد کو نازل کیا گیا، تو متواتر طور پر اس کا قرآن مجید میں ہر سورت کی ابتداء میں درج ہونا اس کے قرآن ہونے کے لیے کافی ثبوت ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ حدیث شریف تو صراحتاً بتا رہی ہے کہ بسمِ اسد کا نزول ہوا اور یہ قرآن ہے۔

(۱۴) نور الانوار کے اس مقام پر بسمِ اسد کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے

وہ تحریف کے متعلق نہیں ہے کہ بسم اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قرآن میں نہ تھی، بعد میں درج کی گئی۔ بلکہ صاحب نور الانوار اس بات کو تو یقینی مانتے ہیں کہ بسم اللہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قرآن مجید میں ہر سورت کی ابتداء میں رکھا۔ صاحب نور الانوار جس شبہ کا ذکر کر رہے ہیں وہ ایک عالمانہ بحث کی بناء پر ہے جس کو بے چارہ اسمعیل کیا سمجھے، جو کہ علماء اہل سنت کا اس باب میں اختلاف ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کو کس حکمت اور غرض کے لیے ہر سورت کی ابتداء میں لکھوایا؟ آیا فصل سور کے لیے لکھوایا یا ہر سورت کا جزو سمجھ کر لکھوایا۔ تحریف قرآن تو تب ہوتی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نے تغیر و تبدل کیا ہوتا جیسا کہ میں نے تمہاری معتبر کتابوں سے تحریف کی روایات پیش کی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن مجید میں شیعہ کے نزدیک کمی بیشی اور تغیر و تبدل کر دیا گیا حتیٰ کہ اس میں کفر کے ستون کھڑے کیے گئے۔

مناظر شیعہ

نور الانوار کے حصہ پر موجود ہے کہ ابن مسعودؓ یوں پڑھتے تھے
فَاقْطَعُوا آيَاتِنَاهُمْ اَوْرَابِ مَوْعِدِهِمْ اِنَّهُمْ كَانُوا فِيهَا
مُصْرَفِينَ

بلکہ اَیْدِیْہُمَا ہے۔ دیکھو یہ تحریف نہیں ہے؟ میں دیکھوں گا کہ مولوی عبدالستار صاحب میرے اس استدلال کا کیا جواب دیتے ہیں:-

مناظر اہل سنت

حضرات: مولوی اسماعیل بے چارہ تحریف اور اختلافِ قرآنہ کے فرق کو غالباً نہیں سمجھ سکتا، یا محض فریب بازی سے کام لے رہا ہے۔ مولوی اسماعیل اختلافِ قرأت کو دھوکا دے کر تحریف کہہ رہا ہے۔ یہ تو صاحب نور الانوار دوسری قرأت نقل کر رہے ہیں کہ اَیْمَاہُمَا کی قرأت بھی کی جاتی تھی۔

(۲) موجودہ قرآن مجید میں صرف قرأت متواترہ ہی ہے جو اَیْدِیْہُمَا کی ہے اور اَیْمَاہُمَا کی قرأت منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ اسی نور الانوار ص ۱۲۲ پر منسوخ التلاوت کی مثال میں ناقطعوآ اَیْمَاہُمَا کو بھی ذکر کیا ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب! پبلک بخوبی جانتی ہے کہ آپ سوائے دھوکا دہی کے کچھ نہیں جانتے۔

مناظر شیعہ

یہ اہل سنت کا فتاویٰ قاضی خان ہے جس کے ص ۸۸ پر ہے
وَمِنْ زَعَمَانِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ لَيْسَتْ مِنَ الْقُرْآنِ ذِكْرُ فِي النَّوَازِلِ

اِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ كَافِرًا یعنی جو معوذتین کو قرآن نہ سمجھے نازل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا۔ نازل امام محمد کی تصنیف سے۔ اب میں دیکھوں گا کہ مولوی عبدالسار صاحب اپنے امام محمد کی اس کتاب کے فتوے کا کیا جواب دیتے ہیں۔

مناظر اہل سنت

معوذتین کی قرآنیت متواتر ہے اور تمام امت کی مجمع علیہ سے اور معوذتین کی قرآنیت کا منکر اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک کافر ہے۔ متواتر کے مقابلے میں کوئی خبر واحد اور کسی کی انفرادی رائے قابل قبول نہیں ہو سکتی اور مذہب کے مجمع علیہ مسئلہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی، جب کہ فتاویٰ قاضی خان میں بھی ذکر بصیغہ مجہول ہے۔ اور یہاں اس کے ضعف کے لیے کافی ہے۔ فتاویٰ قاضی خان کا مصنف تحریف کا قائل نہیں۔ اس نے تو یہ لکھا ہے کہ نازل میں یہ ذکر کیا گیا ہے۔ معلوم نہیں کس نے کہا ہے معتبر ہے یا غیر معتبر مولوی اسماعیل صاحب! قرآن مجید ہمارا ہے اور ہم قرآن مجید کے ہیں معوذتین کے متعلق اہل سنت کے علماء اور بزرگان دین کے فتاویٰ سنئے :-

۱۔ قال النووي فی شرح المہذب اجمع المسلمون علی ان المعوذتین والفاتحۃ من القرآن وان من محمد منها

شَيْئًا كَفَرًا (ترجمہ) علامہ نووی نے شرح مہذب میں فرمایا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن ہیں۔ جو شخص ان کی قرآنیت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

۲۔ مجلیٰ ابن عزم ص ۳۱ جزو ۱ مسئلہ (۲۱) وان القرآن الذی فی المصاحفِ بایدِ المسلمینِ شرقاً وغرباً فما بینَ ذلکَ من اَوَّلِ الْقُرْآنِ اِلٰی اٰخِرِ الْمَعُوذَتَيْنِ کلام اللہ عزّوجلّ ووحیہ انزلہ علی قلبِ نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم من کفر بحرفٍ مِنْہَا فَهُوَ کافرٌ۔

ترجمہ :- جو قرآن مجید مسلمانوں کے ہاتھ میں شرقاً وغرباً ہے ان مصاحف میں اوّل قرآن سے لے کر معوذتین کے اخیر تک، یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام اور وحی ہے جو کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اتارا تھا۔ جو شخص اس کے ایک حرف کا منکر ہو وہ کافر ہے۔
مولوی اسماعیل صاحب! ان فتاویٰ اہل سنت پر نظر نہیں پڑتی دیکھیے معوذتین کا بلکہ ان کے کسی ایک حرف کا منکر اہل سنت کے نزدیک کافر اور خارج از اسلام ہے۔

مناظر شیعہ

مومنو! میرے ہاتھ میں اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر القرآن ہے۔ جس کے ص ۱۱۳ پر مرقوم ہے :-

نُقِلَ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ الْقَدِيمَةِ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُنْكِرُ كَوْنَ سُورَةِ الْفَاتِحَةِ وَالْمَعْوَذَتَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ -
 بعض قدیم کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ ابن مسعود سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے قرآن ہونے کے منکر تھے۔

دیکھیے اہل سنت کا پیرو مرشد ابن مسعود الحمد اور معوذتین کو قرآن نہ سمجھتا تھا۔ اب مولوی عبدالستار صاحب فرمائیں کہ اہل تشیع قرآن کو محرف کہتے ہیں یا اہل سنت کے پیشوا و مقتدا قرآن کے منکر ہیں؟

مناظر اہل سنت

حضرات! میں مولوی اسماعیل صاحب کے پوچھتا ہوں کہ اگر ہمارے اسلاف اور پیشوا الحمد اور معوذتین کو قرآن نہیں مانتے تھے تو موجودہ قرآن میں الحمد اور معوذتین کو کس نے لکھا ہے؟ کیا یہ قرآن ہمارے مرثدوں اور پیشواؤں کا جمع کیا ہوا نہیں ہے؟ کیا آپ کے شیعوں نے اس کو جمع کر کے الحمد اور معوذتین کو اس میں شامل کیا ہے؟ جب قرآن مجید ہمارا جمع کیا ہوا ہو، اگر ہم معوذتین اور الحمد کی قرآنیت کے منکر ہونے تو ہم ان کو خارج کر دیتے ہمارا قرآن میں ان کو لکھنا صراحتہً ثابت کھرتا ہے کہ ہم ان کی قرآنیت کے قائل ہیں۔

(۲) الحمد اور معوذتین کا قرآن میں ہونا متواتر ہے اور میں اس کے ساتھ ساتھ معصوم کے قول سے معوذتین کا قرآن ہونا ثابت

کرتا ہوں۔ دیکھیے مشکوٰۃ شریف ص ۵ پر ہے حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا :-
 يَا عَقِبَةُ اَلَا اَعْلَمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قُرْاْنَا فَعَلِمْنِي قُلْ اَعُوْذُ
 بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ -

ترجمہ :- اے عقبہ کیا تجھے دو بہترین سورتیں جو پڑھی گئی ہیں نہ سکھا دوں؟ پس آپؐ نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سکھائیں۔

اور اسی روایت میں آگے یہ بھی ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں صرف انہی دو سورتوں کو پڑھا۔ دیکھیے معصوم کے قول و فعل سے ان کی قرآنیت ثابت ہو گئی۔

(۳) مولوی اسماعیل صاحب بے چارہ سوائے مکر و فریب بازی کے کچھ نہیں جانتا۔ اسی اتقان کی اسی نقل کردہ عبارت کے آگے لکھا ہوا ہے :-

اَنَّ نَقْلَ هَذَا الْمَذْهَبِ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَقْلٌ بَاطِلٌ۔
 ابن مسعود سے اس بات کو نقل کرنا کہ وہ الحمد اور معوذتین کی قرآنیت کے منکر تھے نقل باطل ہے۔

مناظر شیعہ

مؤمنین کرام! میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں

کہ ابن مسعود تمہارا بزرگ ہے یا نہیں؟ اگر تمہارا بزرگ ہے تو وہ معوذتین کی قرآنیت کا کیوں منکر تھا؟ یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ ابن مسعود صاحب معوذتین کی قرآنیت کے منکر تھے جیسا کہ معتبر کتاب اہل سنت تفسیر اتقان کے ص ۱۱۴ پر علامہ ابن حجر کہتا ہے کہ ابن مسعود سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ وہ معوذتین کو قرآن نہیں جانتے تھے۔ لہذا آپ جواب دیجیے کہ جو شخص معوذتین کو قرآن نہ جانے وہ اہل سنت کے نزدیک مسلمان ہے یا کافر؟

مؤمنو! یاد رکھو، مولوی عبد الستار میرے اس سوال کا ہرگز جواب نہ دے سکے گا۔ میں تو اس سنت کے متعدد علماء کو شکست دے چکا ہوں، کوئی میرے سامنے جواب نہیں دے سکے گا۔

مناظر اہل سنت

حضرات! دیکھیے بے چارہ مولوی اسماعیل بار بار یہی کہہ رہا ہے کہ حضرت ابن مسعود معوذتین کی قرآنیت کے منکر تھے۔ حالانکہ اسی تفسیر اتقان کے ص ۱۱۴ پر مرقوم ہے:-

قال ابن حزم فی المحلی، هذا كذب علی ابن مسعود
موضوع انما هم عند قراءة عاصم عن نرد عند وفيها
المعوذتان والفاخرة۔

ترجمہ:- ابن حزم نے محلی میں فرمایا کہ ابن مسعود پر یہ کذب اور

جھوٹ ہے کہ وہ معوذتین اور فاتحہ کو قرآن نہ جانتے تھے۔ ابن مسعودؓ سے جو کچھ صحیح طور پر منقول ہے وہ یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے اپنے شاگرد زر کو اور ان سے حضرت عاصم قاری نے جو قرأت پڑھی اس میں معوذتین اور فاتحہ پڑھائی۔ دیکھیے ابن مسعودؓ نے قرآن پڑھاتے وقت اپنے شاگرد کو معوذتین اور فاتحہ پڑھائی۔ اگر وہ ان کی قرآنیت کے منکر ہوتے تو پھر کیوں ان کو پڑھاتے؟

(۲) خود ابن مسعودؓ کی اپنی روایت درمنثور جزو ششم میں مرقوم ہے:

اخرج الطبرانی في الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لقد انزل علي آيات لم ينزل مثلها المعوذتان -

ترجمہ :- طبرانی اپنی کتاب میں نہایت عمدہ سند کے ساتھ عبد اللہ ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تحقیق مجھ پر ایسی آیات نازل کی گئیں جن کی مثل نازل نہیں گئیں اور وہ معوذتین ہیں۔

لیجئے یہ خود ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ معوذتین حضورؐ پر نازل ہوئیں اب تو ان کی قرآنیت خود ابن مسعودؓ نے نقل کر دی پھر وہ منکر کیسے ہوئے۔

باقی مولوی سمیع اللہ کا یہ کہنا کہ ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن مسعودؓ سے معوذتین کے انکار کی روایت صحیح ہے تو اس کا جواب سنیے :-

۱۔ علامہ بحر العلوم فرنگی محلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں :-

وَمَنْ أَسْنَدَ الْإِنْكَارَ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ فَلَا يُعْبَأُ بِسَنَدِهِ عِنْدَ
مُعَاوَرَةِ هَذِهِ الْأَسَانِيدِ الصَّحِيحَةِ بِإِجْمَاعٍ وَالْمُتَلَقَّاتِ بِالْقَبُولِ
عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الْكِرَامِ بَلِ الْأُمَمَةُ كَافَّةً كُنَّ لَهَا فَظَهَرَ أَنَّ نِسْبَةَ الْإِنْكَارِ
إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ بَاطِلٌ۔

ترجمہ۔ جس نے یہ انکار ابن مسعودؓ کی طرف منسوب کیا ہے اس
کی سند لائقِ توجہ نہیں۔ جب کہ اس کے خلاف یہ صحیح سندیں موجود
ہیں اور جن پر اجماع ہے۔ اور جن کو علماء کرام نے بلکہ تمام امت نے
قبول کیا ہے۔ پس صاف طور پر معلوم ہوا کہ ابن مسعودؓ کی طرف
امعوزتین کی قرآنیت کے) انکار کو منسوب کرنا بالکل باطل اور غلط
ہے۔

(۲) بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ ابن مسعودؓ سے انکار کی روایت
صحیح ہے تو روایات کے درمیان تطبیق دینے سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ ابن مسعودؓ
پہلے معوزتین کی کتابت فی المصاحف کے قائل نہ تھے۔ نہ اس لیے
کہ وہ کلام اللہ نہیں، بلکہ اس لیے کہ وہ باوجودیکہ کلام اللہ ہیں، مگر
جھاڑ پھونک رُقبہ کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ پھر اس خیال سے رجوع
کر لیا۔ جیسا کہ صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ ابن مسعودؓ اپنے شاگردوں
کو معوزتین قرآن میں پڑھاتے تھے جو کہ رجوع پر صاف دلالت
ہے۔

(۳) موجودہ قرآن مجید اہل سنت کے نزدیک حضرت ابی بن

کعبؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ وغیرہم سے متواتر طور پر منقول ہے۔ متواتر کا خبر واحد مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ متواتر کے مقابلے میں خبر واحد مردود اور ناقابل قبول ہوتی ہے۔ لہذا انکار کی روایت جو خبر واحد ہے اہل سنت کی متواتر روایات کے مقابلے میں کالعدم ہوگی۔ اور مولوی اسماعیل صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ منکر معوذتین تمہارے نزدیک کافر ہیں یا نہیں؟

تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ تفسیر الثقان ص ۱۱۳ پر ہے :-

قال النووي في شرح المذهب ان المعوذتين الفاتحتين من القرآن ان من جحد منها شيئا كفر. وما نقل عن ابن مسعود باطلا ليس بصحيح۔

ترجمہ :- علامہ نووی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن ہیں۔ جو شخص ان کی قرآنیت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ اور ابن مسعود سے جو انکار نقل کیا جاتا ہے وہ باطل ہے اور صحیح نہیں ہے (یعنی وہ ان کی قرآنیت کے قائل تھے منکر نہ تھے)۔

محمّد بن حزم ص ۱۳۰ جز ۱ مسئلہ (۲۱) وَأَنَّ الْقُرْآنَ الَّذِي فِي الْمَصَاحِفِ بِيَدِ الْمُسْلِمِينَ شَرَفًا وَغَرَبًا فَمَا بَيْنَ ذَلِكَ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِ الْمَعُودَتَيْنِ كَلَامُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَوَحْيُهُ أَنْزَلَ عَلَى قَلْبِ نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَفَرَ بِحَرْفٍ مِنْهُ فَهُوَ كَافِرٌ۔ وَكُلُّ مَا رُوِيَ عَنْ

ابن مسعود مِنْ أَتَّ الْمُعْذَتَيْنِ وَأُمَّ الْقُرْآنِ لَمْ تَكُنْ فِي مُصَنَّفِهِ
فَكِذْبٌ مُوَضَّوعٌ لَا يَصَحُّ وَإِنَّمَا صَحَّتْ عَنْهُ قِرَاءَةُ عَاصِمٍ
عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْشٍ -

ترجمہ :- تحقیق جو قرآن مصاحف میں مسلمانوں کے ہاتھ میں مشرق
سے مغرب تک اول قرآن سے لے کر معوذتین کے اخیر تک موجود
ہے سب کا سب اللہ تعالیٰ کا کلام اور وحی ہے جو کہ اس نے اپنے
نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔ جو شخص اس کے
کسی ایک حرف کا بھی منکر ہو وہ کافر ہے۔ اور ابن مسعودؓ سے جو
یہ روایت کی گئی ہے کہ معوذتین اور فاتحہ ان کے مصحف میں نہ تھے
تو یہ روایت جھوٹ اور موضوع ہے صحیح نہیں۔ اس سے جو کچھ صحیح
ہے وہ عاصم کی قرأت ہے جو زید بن جُبَیْش سے ہے جس میں
معوذتین اور فاتحہ درج ہیں)

تو حضرات! یہ ہے اہل السنۃ والجماعۃ کی تحقیق کہ ابن مسعودؓ
قطعاً معوذتین اور فاتحہ کی قرآنیت کے منکر نہ تھے بلکہ ان کی طرف
یہ نسبت کرنا غلط ہے اور موضوع اور کذب ہے۔ تو بے چارہ اسمعیل
ایسی موضوع روایات سے اہل سنت کو منکر قرآن یا تحریف کا قائل بناتا
ہے۔ حالانکہ ان کے مذہب کی معتبر روایات ائمہ معصومین کی قرآن کو
محرف و مبدل کہتی ہیں۔ اب ان کے جواب میں اہل سنت کو موضوع
روایات سے اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔

مناظر شیعہ

حضرات! یہ اہل سنت صرف قرآن کے منکر نہیں بلکہ یہ رسول کو مغلوب الشیطان سمجھتے ہیں۔ بتائیے میں آپ کے سامنے کیا کیا بیان کروں۔ دیکھیے ان کی کتاب تفسیر جلالین ص ۲۸۴ پر موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے قریش کی مجلس میں سورۃ النجم پڑھی تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ شعر پڑھا دیا۔

تِلْكَ الْخَرَانِقُ الْعُلَىٰ وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتَرْجَىٰ

جس میں بُتوں کی تعریف و توصیف کی گئی۔ بتاؤ جب ان کے مذہب میں رسول کی زبان پر شیطان بول سکتا ہے تو قرآن پر کیا اعتبار ہے؟ یہ ہے سنیوں کا قرآن ماننا۔ تو نسوی صاحب! اگر ہمت ہے تو جواب دیجیے۔ میں دیکھوں گا آپ کیسے حاضرین کی عقد کشائی کرتے ہیں اور میری پکڑے کس طرح دامن چھڑاتے ہیں۔

مناظر اہل سنت

حاضرین! میں نے مولوی اسماعیل کے ہر استدلال و اعتراض کا دندان شکن جواب پیش کیا ہے۔ میں اس کی طرح نہیں ہوں کہ کسی استدلال کا جواب نہ دے سکوں۔ جیسا کہ کل کا مناظرہ آپ کو یاد ہو گا کہ یہ بے چارہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ البتہ دھوکہ بازی میں یہ

اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اب اس کے اس حوالہ تِلْكَ الْغَرَانِقُ الْعُلَىٰ کی حقیقت بھی غور سے سُن لیجیے۔ تفسیر کبیر ص ۱۸۶ اور اسی جلالین شریف کے ص ۲۸۴ کے حاشیہ ۷ پر موجود ہے :-

۱۔ قال الامام الرازی اِنَّهَا بَاطِلَةٌ مَوْضُوعَةٌ (ترجمہ) امام رازی نے فرمایا کہ تِلْكَ الْغَرَانِقُ الْعُلَىٰ والی روایت باطل اور موضوع ہے۔

۲۔ قال ابن خزيمة اِنَّهَا مِنْ وَضْعِ الزَّانِدِ (ترجمہ :- ابن خزيمة نے فرمایا کہ تِلْكَ الْغَرَانِقُ الْعُلَىٰ والی روایت بے دینیوں کی بنائی ہوئی جھوٹی ہے۔

۳۔ قال عیاض اِنَّهَا بَاطِلَةٌ لَا تَصِحُّ عَقْلًا وَنَقْلًا۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ یہ روایت باطل اور جھوٹ ہے جو عقل اور نقل دونوں طرح سے صحیح نہیں۔

۴۔ قال البیهقی غَيْرُ ثَابِتٍ نَقْلًا۔ (ترجمہ :- علامۃ البیہقی نے فرمایا کہ یہ روایت بطور نقل کے ثابت نہیں ہو سکتی۔

حضرات! غور کیجیے، بے چارہ اسمعیل اہل سنت کو کیسی موضوع اور باطل روایت سے الزام دینا چاہتا ہے۔ کیوں کہ بے چارے کو کوئی صحیح اور معتبر چیز تو دستیاب ہو نہیں سکتی پھر کچھ نہ کچھ تو کہہ ہی لے تاکہ خانہ پُری ہو جائے۔

مناظر شیعہ

مومنین کرام! یہ میرے ہاتھ میں اہل سنت کی تفسیر اتقان ہے۔
اس کے صفحہ ۲۱۶ پر ہے:-

عن حمیدۃ بنت ابی یونس قالت قرئ علی ابی دھو الجس
ثمانیۃ سنۃ فی مصحف عائشۃ رَضِیَ اللہُ وَ مَلِئَکَتُہُ یُصَلُّونَ
عَلَى النَّبِیِّ وَ عَلَى الَّذِینَ یُصَلُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى قَالَتْ قَبْلَ
أَنْ یُغَیِّرَ عَثْمَانُ الْمَصَاحِفَ -

دیکھیے آج قرآن میں وَ عَلَى الَّذِینَ یُصَلُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى کے
کے الفاظ موجود نہیں جو کہ حضرت عثمان کے تغیر کرنے سے پہلے موجود
تھے۔ تو اہل سنت کے نزدیک یہ تحریف ثابت ہو گئی۔

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسماعیل کی پیش کردہ روایت صحیح نہیں، نہ
اس کی کوئی سند معلوم ہے اور نہ اس کے راوی معلوم ہیں۔ محدثین کی
ایک جماعت ان تمام روایات کی منکر ہے جیسا کہ اسی تفسیر اتقان
کے صفحہ ۲۱۸ پر موجود ہے۔

۱۔ بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو مولوی اسماعیل صاحب سے
پوچھیے کہ یہ روایت تفسیر اتقان کی کس بحث میں ہے؟ حضرات!

یہ بے چارہ تو محض دھوکا دیتا ہے۔ یہ روایت منسوخ التلاوت کی بحث الثالث ما نسخ تلاوتہ کے تحت تفسیر اتقان کے ص ۲۱۶ پر درج ہے۔ تو علی الذین یصلون الصفوف الاول کے الفاظ منسوخ ہیں نہ کہ محرف۔ اور نسخ خدا تعالیٰ کا فعل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ لَّا نُرْخِيفَ اِلَّا اَنُاسًا نُوَلِّیْهِمْ تَحْرِیْفًا لِّیْسَ بَلْکَ نَسْخٌ هُوَ۔ جن لوگوں کو پتہ نہ تھا یا پہلے لکھے ہوئے جن لوگوں کے پاس یہ الفاظ موجود تھے حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانے میں ان تفسیری نوٹوں اور منسوخ آیتوں کو مصاحف سے نکال دیا تاکہ آئندہ مسلمانوں کو دھوکا نہ لگ جائے۔ ہمارے اہل سنت میں سے کسی نے ان الفاظ کو تحریف کی قسم نہیں سمجھا اور نہ تحریف ہے۔ جب حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ اس کوشش میں تھے کہ خالص قرآن جس میں نہ تفسیری نوٹ ہوں نہ کوئی منسوخ التلاوت آیت موجود ہو لکھا جاوے، تو ایسے منسوخ التلاوت الفاظ کو خارج کر دینے کا نام تحریف کیسے ہو سکتا ہے؟

مناظر شیعہ

حضرات! دیکھیے فتح القدیر جلد دوم ص ۵۳ پر مرقوم ہے اور در المنثور میں بھی ہے :- عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عهد رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم یَا یُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ

مِنْ رَبِّكَ إِنَّ عَلَيَّا مَوْلىَ الْمُؤْمِنِينَ۔
 دیکھیے عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ہم عہد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم میں یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ والی آیت کے اخیر میں إِنَّ عَلَيَّا
 مَوْلىَ الْمُؤْمِنِينَ پڑھا کرتے تھے۔ لیکن اب موجودہ قرآن میں مَوْلى
 المؤمنین کے الفاظ نہیں۔ تو یہ اہل سنت کے نزدیک تحریف
 ثابت ہو گئی۔

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب! اگر ہمت ہے تو اہل سنت کی کوئی
 معتبر روایت دکھا دو تو منہ مانگا انعام لو۔ درمنثور جیسی ضعیف
 روایات نقل کرنے والی کتابوں کے حوالے سے کچھ ثابت نہیں ہو گا
 جو روایت تم نے پیش کی ہے اس کی سند میں ایک راوی ابو بکر بن عیاش
 ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں ہے ضعیف الحافظۃ کثیر
 الغلط وہی کہ ابو بکر بن عیاش کا حافظہ نہایت کمزور تھا اور بے شمار
 غلط روایات کھڑا تھا۔

امام احمد کا قول ہے کہ وہ حد سے زیادہ کثیر الغلط ہے۔ ابن
 مبارک کا قول ہے کہ حدیث پر بہت جلد جرأت کرنے والا ابو بکر بن
 عیاش سے بڑھ کر میں نے نہیں دیکھا۔ ابو بکر بن عیاش کے علاوہ اس
 روایت میں ایک راوی عاصم ہے۔ میزان الاعتدال میں ابن عیث

اور یحییٰ بن قطان کا یہ قول منقول ہے کہ عاصم نام کے جتنے راوی ہیں ان کا حافظہ خراب ہے۔ اور اس روایت کے کچھ حصہ سند کا توپہ ہی نہیں کہ وہ کیا تھا اور کیسا تھا۔ لہذا ایسی کمزور روایت کسی طرح قابلِ اعتماد نہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب اس روایت کی پوری اور صحیح سند ثابت کر دیں تو منہ مانگا انعام لیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں
مخفی نہ رہے کہ ہمارے علماء اہل سنت میں سے کسی نے اس روایت کو تحریف سے نہیں سمجھا اور نہ ایسی ضعیف روایت سے متواتر قرآن مجید کے اندر تحریف ثابت ہو سکتی ہے۔

مناظر شیعہ

حضرات! میرے ہاتھ میں اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر اتقان ہے اس کے ص ۳۱۶ پر ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے :-

لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ قَدْ أَخَذْتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ قُرْآنٌ كَثِيرٌ، کوئی یہ نہ کہے کہ میں پورا قرآن یاد کر چکا ہوں کیونکہ قرآن کا بہت سا حصہ چلا گیا ہے۔ دیکھیے اہل سنت کے امام پیشوا عبد اللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بہت سا قرآن چلا گیا ہے۔ یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟

مناظر اہل سنت

تفسیر اتقان کی یہ روایت سند کے لحاظ سے نہایت ہی کمزور ہے۔ اس روایت میں راوی ہے اسمعیل بن ابراہیم۔ جس کے متعلق محمد بن عبد اللہ نے فرمایا ضعیف جداً کہ نہایت ہی ضعیف ہے۔ قال ابن المدینی ضعیف وکذا ضعفہ غیر واحد کہ علامہ علی بن مدینی نے فرمایا کہ اسمعیل راوی ضعیف ہے۔ اور اس طرح بہت سے محدثین نے اس کو ضعیف بیان کیا ہے۔ میزان الاعتدال ص ۹۹۔ جب اس روایت کے راوی ضعیف ہیں تو روایت قابل اعتبار نہیں، چہ جائے کہ قرآن مجید جو کہ متواتر ہے اس کے مقابلے میں تحریف قرآن ثابت کرے۔

۲۔ یہ روایت منسوخ التلاوت کی بحث میں تفسیر اتقان کے اندر بیان کی گئی ہے۔ بے چارے مولوی اسمعیل کو تحریف کی کوئی روایت اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے نہیں ملتی اس لیے منسوخ التلاوت کی روایات کو پڑھ پڑھ کر اپنا ٹاکم پورا کرتا ہے۔ مولوی صاحب! ذرا غور تو کیجیے اور چشمہ لگا کر دیکھیے کہ یہ روایت تفسیر اتقان کی بحث الثالث ما نسخ التلاوت کے اندر موجود ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کا مقصد یہی ہے کہ قرآن مجید کا بہت سا حصہ منسوخ ہو جانے کی وجہ سے اس مصحف میں نہیں ہے۔ لہذا کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے

پورا قرآن یاد ہے۔ اس لیے کہ جو نسخہ ہو چکا وہ بھی تو قرآن ہی تھا۔
 ۳۔ نسخ پر ذہب کا لفظ دال ہے۔ اگر تحریف کا بیان مقصود ہوتا
 تو یوں فرماتے قَدْ اَسْقَطَ الْمُحَرِّفُونَ قُرْآنًا كَثِيرًا... حالانکہ
 یہ الفاظ نہیں فرمائے بلکہ فرمایا ذہب قرآن کثیر بہت سا قرآن
 چلا گیا بوجہ نسخ کے نہ کہ بوجہ تحریف کے۔ حضرت ابن عمرؓ کے مزاج
 میں اس قسم کی احتیاط بہت تھی۔ چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے یہ کوئی
 نہ کھے صُمْتُ رَمَضَانَ كُله (میں نے کل رمضان کے روزے رکھے)
 کیونکہ کل رمضان میں رات بھی داخل ہے اور کوئی شخص رات کو روزہ
 نہیں رکھتا۔

مناظر شیعہ

مومنو! یہ اہل سنت کی تفسیر اتقان ہے جس کے مکے پر
 ہے :-

عن عمر بن الخطاب مرفوعاً القراء الف الف حرف ومن
 قرأه صابراً محتسباً كان له بكل حرف زوجة من
 حور عین۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے
 دس لاکھ حرف تھے۔ مگر موجودہ قرآن میں تو دس لاکھ نہیں ہیں۔ تو
 آپ کی کتابوں سے تحریف قرآن ثابت ہو گئی یا نہیں؟ اور یہ روایت
 ضعیف بھی نہیں ہے کیونکہ لکھا ہے رِجَالٌ ثِقَاتٌ اس کے راوی ثقہ اور

معتبر ہیں۔ تو نسوی صاحب! ذرا سوچ کر ہوش سے جواب دیجیے۔

مناہل سنت

حضرات! مولوی اسماعیل تو دھوکے کے سوا اپنے دامن علم میں کچھ رکھتے ہی نہیں۔ جو روایت انہوں نے پڑھی ہے جس کو کہ یہ نہایت ثقہ اور معتبر ثابت کر رہے ہیں اور رجالہ ثقات پر بہت زور دے رہے ہیں یہ روایت تو ضعیف ہے۔ آگے لکھا ہے کہ رجالہ ثقات الا شیخ الطبرانی محمد بن عبید بن آدم تکوفیہ الذہبی لہذا الحدیث اس روایت کے باقی راوی تو ثقہ ہیں مگر طبرانی کا استاد جو محمد بن عبید بن آدم ہے اس کے متعلق ذہبی نے کلام کیا ہے اور اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور اسی روایت کے متعلق میزان الاعتدال ص ۹۹ پر لکھا ہے محمد بن عبید تفرد بخبر باطل کہ محمد بن عبید ہی صرف اکیلا اس روایت باطلہ کو بیان کرتا ہے۔ دیکھیے یہ میزان الاعتدال میں ثابت ہے کہ یہ روایت باطلہ ہے اور محمد بن عبید اکیلا ہی اس کا راوی ہے جو غیر معتبر ہے لہذا اس روایت سے استدلال بھی باطل ہے۔

(۲) اگر بالفرض اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس روایت کے آگے لکھا ہوا ہے قد حمل ذلك علی ما نسخہ رسمہ من القرآن اس روایت کے اندر منسوخ وغیر منسوخ دونوں کو

شمارِ بحر کے دس لاکھ کہا گیا ہے۔ اب اگر موجودہ قرآن کے الفاظ کم ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اب تو صرف غیر منسوخ ہی باقی ہیں، الفاظ و آیات منسوخہ تو شمار سے نکل چکی ہیں۔ لہذا اس سے تحریف کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟

مناظرِ شیعہ

مولوی عبدالستار صاحب! قرآن کو تمہارے امام امیر عثمان نے جلایا اور عدم ایمان بالقرآن کا الزام ہم کو دیتے ہو۔ بخاری شریف ص ۴۶ جز و سوم میں ہے واہر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔

حضرت عثمان نے حکم دیا کہ قرآن جلا دیے جائیں۔ اب بتائیے کہ قرآن جلانے والے تم اور منکر ہم۔ تو جن لوگوں نے قرآن کو جلایا ہو انہوں نے کون سا قرآن باقی چھوڑا، جو کہ اصلی تو نہ ہوگا بلکہ محرف ہی ہوگا۔

مناظرِ اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب! ذرا ایمان سے کہیے اگر ہم دشمن قرآن تھے اور ہم نے قرآن کو جلایا تو پھر بتائیے کہ یہ صحیح قرآن آپ کو کس نے دیا، اور یہ کیسے آیا، اس کو کس نے جمع کیا؟ آپ کی کتابیں اور ساری دنیا

گواہ ہے کہ اس کے جامع اور محافظ بزرگانِ دین صحابہ کرام تھے۔ اگر بالفرض تم اس بات پر اصرار و تکرار کرو کہ قرآن مجید جلایا گیا تو پھر بتاؤ کہ اصلی قرآن ہم کو کس نے دیا؟ آپ کے مذہب کے لحاظ سے تو حضرت علیؓ اور دیگر ائمہ اس کے غیر محرف ہونے کے قائل نہیں۔

جب قرآن کو صحابہ اور خلفاء اور حضرت عثمانؓ نے ہی جمع کیا تو پھر جلانے کی جو روایت آپؐ پیش کر رہے ہیں وہ قرآن کو جلانے کے متعلق نہیں بلکہ ماسوائے قرآن تفسیری نوٹ اور متروک منسوخ قراتوں کے الفاظ ہیں۔

۲۔ اَنْ يُّحَرِّقَ کے الفاظ میں بھی محدثین کا اختلاف ہے کہ یہ لفظ یحرق کاے حطی ہے یا یحرق بخائے معجمہ ہے جس کے معنی پھاڑنے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کتابوں میں مرقوم ہے کہ بعض صحابہؓ نے یادداشت کے طور پر تفسیری الفاظ یا منسوخ التلاوت آیات اپنے مصاحف میں لکھ رکھی تھیں۔ حضرت عثمانؓ نے انہی کو دھو کر پھاڑنے یا جلانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اگر ان کو باقی رہنے دیا جاتا تو آئندہ مسلمانوں کی نسلوں کو اشتباہ اور غلط فہمی ہوتی اور قرآن و غیر قرآن کا فرق معلوم نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن کو نہیں جلایا، بلکہ وہ چیز جلانی جو مسلمانوں کے ایمان میں خلل انداز ہوتی اور اصلی قرآن کو محفوظ اور مروج کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو تمام مسلمانوں کی طرف سے اس کارِ خیر کی جزا و خیر عطا

فرمائے۔ آمین

علاوہ ازیں حضرت علی المرتضیٰؓ بھی حضرت عثمانؓ کے اس عمل میں شریک اور مشیر تھے۔ جیسا کہ خود حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ تفسیر اتقان ص ۸۵ پر ہے قال علی لا تقولوا فی عثمان الا خیراً حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کے حق میں قرآن کے معاملے میں سوائے نیکی کے کچھ نہ کہو۔

۲۔ فَوَاللّٰهِ مَا فَعَلَ الَّذِیْ فَعَلَ فِی الْمَصَاحِفِ اِلَّا عَنْ مَّلَئِیْنًا۔ ترجمہ۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کے متعلق جو کچھ معاملہ کیا وہ ہمارے مشورے سے کیا۔

اب فرمائیے کہ جب حضرت عثمانؓ کے اس عمل میں حضرت علیؓ اور صحابہؓ کی جماعت شریک ہے اور یہ سب عمل نیکی اور بھلائی کا عمل تھا تو حضرت عثمانؓ نے کیا قصور کیا؟

تفسیر اتقان ص ۸۶ پر حضرت علی المرتضیٰؓ کا یہ قول بھی ثابت ہے :- قال علیؓ لَوْ وُلِّیْتُ لَعَمِلْتُ بِالْمَصَاحِفِ الَّتِیْ یَعْمَلُ بِهَا عُثْمَانُ۔ ترجمہ :- حضرت علیؓ نے فرمایا اگر میری امارت و ولایت میں قرآن کا معاملہ پیش آتا تو میں بھی مصاحف سے وہی معاملہ کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا۔

دیکھیے مولوی اسماعیل صاحب! یہ حضرت عثمانؓ کے عمل کی پاکیزگی حضرت علی المرتضیٰؓ ابو الائمہ کے اقوال و ارشادات نے

دکھا دی ہے۔ اب بھی اگر تم لوگ نہ مانو تو اپنی قسمت پر روتے رہو۔

مناظر شیعہ

دیکھیے یہ اصول کون سی اہل سنت کے اصول کی معتبر کتاب ہے اس کے مک پر ہے۔

إِنَّ كُلَّ آيَةٍ تَخَالِفُ قَوْلَ أَصْحَابِنَا فَإِنَّهَا تَحْمِلُ عَلَى النَّسْخِ
دیکھیے اہل سنت کے نزدیک ان کے اصحاب بھی قرآن کو منسوخ کر سکتے ہیں اور اصحاب کے قول کو قرآن پر فوقیت دیتے ہیں۔ گویا اہل سنت اصحاب کو مانتے ہیں اور قرآن کو نہیں مانتے۔ یہ ہے ان کا ایمان بالقرآن۔

مناظر اہل سنت

حضرات! ہماری تفسیر اتقان کے ۳۱۸ پر یہ اصول موجود ہے :
غَيْرَ جَائِزٍ نَسْخُ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ بَعْدَ وَفَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ :- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن میں کسی کا نسخ جائز نہیں ہے۔

توجہ ہمارا اصول یہ ہے کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نسخ بالکل محال ہے کیونکہ نسخ خداوند تعالیٰ خود فرماتے ہیں اور

جس کا حکم اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی طرف بذریعہ وحی بھیجتا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ حق نسخ کسی کو کس طرح پہنچ سکتا ہے؟ اس لیے آپ کی وفات کے بعد کوئی شخص یا کوئی جماعت قرآن کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ جب ہمارا اصول یہ ہے تو کب ہم اصحاب کے قول سے قرآن میں نسخ کر سکتے ہیں۔

یہ تو مولوی اسماعیل صاحب کی جہالت ہے کہ اصول کرخی سے ہمارا مذہب انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اہل سنت اصحاب کے قول سے قرآن میں نسخ کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھی اسماعیل صاحب کا جہل مرکب ہے کہ اصول کرخی کی عبارت ”اصحابنا“ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرامؓ مراد سمجھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہاں ”اصحابنا“ سے مراد ائمہ حنفیہ ہیں نہ کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اصول کرخی کی اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی عالم اور عامی کے سامنے اپنے ائمہ مجتہدین کا کوئی ایسا قول پیش آجائے جو بظاہر کسی آیت کے مخالف نظر آئے تو اس مقلد کو جب کہ یہ اطمینان اور یقین ہے کہ اس کے ائمہ مجتہدین قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتے تھے بلکہ ان کے تمام تر مسائل قرآن اور احادیث پر مبنی تھے تو اب وہ یہ اعتقاد کریں کہ جب ائمہ کا قول کسی آیت کے ظاہری مفہوم کے مخالف ہے تو ان ائمہ کو اس آیت کی ناسخ کوئی دوسری آیت یا متواتر حدیث صحیح معلوم ہوگی، اس لیے انہوں نے اس آیت کے خلاف یہ

حکم صحیح اور مسئلہ بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ آیت منسوخ تھی۔ اور دوسری آیت میں بیان کردہ مسئلہ ثابت تھا جس کا اس وقت تک اس شخص کو علم حاصل نہیں ہو سکا۔

اصول کفرخی کی اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو آیت اصحاب کے قول کے مخالف ہو پس اس آیت کو منسوخ کر دو بوجہ اصحاب کے قول کے۔ مولوی اسماعیل بے چارہ یا تو دھوکا اور فریب بازی سے کام لینا چاہتا ہے یا بوجہ جہالت کے اس کا مطلب نہیں سمجھتا۔

مناظر شیعہ

اہل سنت کی معتبر کتاب شرح مواقف کے ص ۶۸ پر ہے :-

اَللّٰہِیْ اَدُلِّیْ بِالْمَوْثُؤِ مَنِیْنٍ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُہُمْ اُقْفَتْہُمْ
وہو اب لہم۔

حضرات! اب موجودہ قرآن میں وہو اب لہم کے الفاظ نہیں ہیں یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔

مناظر اہل سنت

حضرات! اس روایت کو بھی تحریف سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی وغیرہ کی قرارت میں داؤد واجہ اہل تصحیح کے بعد وہو اب لہم کا جملہ تفسیری طور پر منقول ہے۔ جس کے تفسیری

ہونے کو وہی کالفظ ازواجہ امہتہم کے بعد واضح کرتا ہے۔

۲۔ یہ آیت سورہ احزاب کی ہے۔ اور سورہ احزاب کی بہت سی آیات منسوخ ہو گئی تھیں جیسا کہ نور الانور ص ۲۱۱ پر ہے :-

مَا نَسَخَ مِنَ الْقُرْآنِ فِي حَيَاةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْإِنْسَاءِ كَمَا رَوَى أَنَّ سُورَةَ الْأَحْزَابِ كَانَتْ تُعَدُّلُ سُورَةَ
الْبَقَرَةِ - الخ

دیکھیے اس سے ثابت ہے کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کے برابر تھی اور اس کی بہت سی آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں منسوخ کی گئیں۔ تو ہوا اب لہم بھی انہی منسوخ آیات میں سے ہے لہذا تحریف پر آپ کا استدلال باطل ہے جب تک اس آیت کو اختلافِ قرآن اور نسخ سے خارج ثابت نہ کریں ہم تو دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ الفاظ ہوا اب لہم کے یا تو قرأت کا اختلاف تھا یا منسوخ ہو گئے۔ تحریف کا قول ہم میں سے کسی کا نہیں، اور ہمارے اسلاف و علماء میں سے کسی نے اس کو تحریف پر محمول نہیں کیا۔

مناظرِ شیعہ

مومنو! اہل سنت کے نزدیک دو سورتیں قرآن میں تھیں لیکن

اب نہیں ہیں۔ تفسیر اتقان ص ۳۱۸ پر ہے :-

وما رفع رسمہ من القرآن ولم یرفع من القلوب حفظہ سوتی
القنوت فی الوتر وتسمی سوتی الخلع والحفد۔

ترجمہ : من جملہ اُن سورتوں اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے
اٹھائے گئے ہیں لیکن اُن کی یاد دلوں سے نہیں گئی وہ وتر کی قنوت والی
دو سورتیں ہیں جن کا نام سورہ خلع اور سورہ حفد ہے۔

لو حضرات ! اب تو قرآن میں سورہ خلع اور سورہ حفد کا نام و نشان بھی
نہیں ہے۔ تو یہ تحریف نہیں تو کیا ہے ؟

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب ! مجلس نہیں پڑھ لے ہو تو نسوی سے
مناظرہ کر لے ہو۔ اس عبارت کا ماقبل کیوں نہیں پڑھتے ؟
قال ابو الحسن المنادی فی کتابہ الناسخ والمنسوخ۔ دیکھیے
چونکہ یہ کلام ناسخ و منسوخ میں چل رہا ہے اور دو سورتیں اسی منسوخ کی قسم
سے تھیں جس کا ذکر تفسیر اتقان میں ہو رہا ہے یعنی یہ دو سورتیں بھی
منسوخ ہو گئیں۔

اس لیے مولوی اسماعیل بے چارے نے ناسخ و منسوخ کے الفاظ
حقیقت ظاہر کرنے والے چھوڑ کر آگے پڑھنا شروع کر دیا کہ شاید
میرا یہ مکر کامیاب ہو جائے۔ لیکن خدا کی قدرت جو لفظ پڑھے وہ

بھی ان سورتوں کے منسوخ ہونے کا اظہار کرتے ہیں جیسے کہ مَا دَفِعَ رَسْمُهُ
مِنَ الْقُرْآنِ کے الفاظ منسوخ ہونے پر دلالت کرتے ہیں لہذا اس کو تحریف
سے ذرا بھی واسطہ نہیں۔

مناظر شیعہ

- مومنو! اہل سنت کی کتاب مشکوٰۃ شریف کے ص ۲۷ پر ہے کہ
حضرت عائشہ فرماتی ہیں:-

قالت كان فيما ازل من القرآن عشر رضعات معلومات
يجز من نسخن خمس معلومات فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي
فيما يقرء من القرآن۔

یعنی قرآن میں عشر رضعات معلومات یجز من نازل ہوا تھا، پھر
خمس معلومات سے وہ منسوخ ہوا اور جناب رسول اللہ کی وفات کے
وقت خمس معلومات قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔ مگر اب تو موجودہ قرآن میں
خمس معلومات کے الفاظ کہیں نظر نہیں آتے تو یہ تحریف نہیں تو اور
کیا ہے؟

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب! یہ بھی آیات منسوخہ میں سے ہے۔
ہم اے علماء میں سے کسی نے اس روایت سے تحریف کے معنی

نہیں سمجھے۔ دیکھیے اس روایت کے حاشیہ ۷ پر لکھا ہے :-

[illegible]

ثم لا يخلو ذلك من ان يكون في زمان النبي صلى الله عليه وسلم حتى اذا تو في لا يكون متلوا من القرآن او يموت وهو متلو موجود بالرسم ثم ينسبه الله الناس يرفعه من اذها نهم وغير جائز نسخ شئ من القرآن بعد وفات النبي صلى الله عليه وسلم -

ترجمہ : یہ تو لازمی بات ہے کہ نسخ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ہوا تھا۔ مگر اس کی یہ صورتیں ہوتی ہیں کہ بعض منسوخ آیات آپ کی وفات کے وقت ہی قرآن میں متلو اور موجود نہ ہوں۔ یا آپ کی وفات کے وقت وہ موجود اور متلو تو ہوں ، پھر اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے دلوں سے اس منسوخ آیت کو اٹھالے

اور ان کو بھلوا دے۔ اور قرآن میں سے کسی لفظ یا حرف کا نسخ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جائز نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خمس رضعات منسوخ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہو چکی تھیں مگر بعض لوگوں کو نسخ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے کی نوبت آئی، پھر بعد میں دوسرے لوگوں کے ذریعے ان کو نسخ کا علم ہو گیا اور وہ آیات بالکلیہ منسوخ ہو گئیں، اگر مولوی اسماعیل صاحب میں کچھ ہمت اور علمی قابلیت ہو تو اختلافِ قرأت اور منسوخ شدہ آیات کے علاوہ کوئی تحریف کی ایک روایت پیش کریں جس طرح کہ میں نے ان کی کتابوں سے روایاتِ تحریف متواترہ معتبرہ ائمہ معصومین کی دکھائی تھیں کہ موجودہ قرآن میں کفر کے ستون ہیں، شراب خور لوگوں کے لیے ہے۔ اس قرآن میں نبی علیہ السلام کی ہتک درج کی گئی ہے اور مرتدین نے ائمہ و علی کا نام متعدد مقامات سے گرا دیا ہے۔ تحریف اس کا نام ہے۔ اس قسم کی کوئی روایت اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے کوئی شیعہ مجتہد قیامت تک نہیں دکھا سکتا۔

مناظر شیعہ

مومنین کرام! میرے ہاتھ میں یہ اہل سنت کی مشہور کتاب ابن ماجہ ہے اس کے ص ۱۴ پر مرقوم ہے :-

عز عائشہؓ لقد نزلت آیتہ الرحمہ ورضاعتہ الکبیر عشرًا
ولقد کان فی صحیفۃ تحت سریری فلما مات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وتشاغلنا بموتہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل اجن
فاکلہا۔

دیکھیے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آیتِ رحم اور دس رضعات
والی آیت نازل ہوئی تھیں، جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا
تو ان آیتوں کو بکری کھا گئی۔ تو ثابت ہوا کہ اہل سنت کے قرآن کو
بکری کھا گئی اور اہل سنت کا قرآن ناقص اور ادھورا رہ گیا۔ موجودہ
قرآن میں کہیں بھی آیتِ رحم اور عشر رضعات کا ذکر نہیں۔ بتائیے تو نسوی
صاحب! ہمارا قرآن ناقص ہے یا آپ کا؟

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب! ہمارے قرآن کا خدا محافظ ہے اِنَّا
نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَآنَا لَهُ لَٰحْفِظُونَ۔ لَا يَأْتِيهِمُ الْبَاطِلُ مِنْ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ قرآن صرف کاغذوں میں نہیں بلکہ
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا
الْعِلْمَ بلکہ یہ آیات بینات ہیں جو سمجھ والوں کے سینوں میں موجود
ہیں۔ رحم کی آیت بوجہ منسوخ التلاوت ہونے کے قرآن میں درج
نہیں۔ نہ اس لیے کہ اس کو بکری کھا گئی۔

تفسیر اتقان ۳۱۶ پر ہے :-

(۱) آیت رجم کو الثالث مانسخ تلاوت کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) نور الانوار کے ۲۱۲ پر آیت رجم الشیخ والشیخہ کو منسوخ التلاوة دون المحکم کی مثال میں ذکر کیا گیا ہے۔

(۳) خود شیعہ حضرات کی کتاب تفسیر مجمع البیان جلد اول ص ۱۸ پر ہے : ومنها ما يرتفع اللفظ ويثبت المحكم كاية الرجم فقد قيل انها كانت منزلة فرفع لفظها اور منسوخ کے اقسام میں سے وہ آیات بھی ہیں جن کے صرف الفاظ منسوخ کر کے اٹھالیے گئے۔ تو معلوم ہوا یہ آیت رجم منسوخ ہے نہ کہ محرف۔ اسی طرح عشر رضعات والی آیت بھی منسوخ ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۲ پر صاف طور پر مذکور ہے :-

عن عائشة رضي قالت كان فيما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات يحرمن ثم نسخن حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قرآن میں عشر رضعات معلومات کی حرمت نازل ہوئی تھی پھر منسوخ کر دی گئی۔

معلوم ہوا کہ عشر رضعات کا قرآن میں درج نہ ہونا بوجہ نسخ کے ہے نہ اس لیے کہ اس کو بکری کھا گئی۔ مولوی صاحب ! اگر منسوخ چیزوں کو بکری کھا گئی تو اہل سنت کے قرآن میں کون سا نقص آگیا۔ بلکہ اگر

بالفرض غیر منسوخ قرآن کے ورقوں کو بھی کوئی بکری یا دشمن قرآن کھا جائے
تو اہل سنت کے سینے خدا زندہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن کو محفوظ رکھنے
کے لیے موجود ہیں۔ اگر ہمت ہے تو کوئی ایک روایت تحریف کی لائے
عوام کو دھوکا نہ دیجیے۔

مناظر شیعہ

دیکھیے اہل سنت کی بخاری شریف ص ۶۴۸ جلد دوم پر ہے :-

عن ابن عباس قال كانت عكاظ وذوالحجۃ وذوالحجاز اسواق
للباہلیۃ فتأثموا ان ینجروا فی المواسم فنزلت لیس
علیکم جناح ان تبغوا فضلا من ربکم فی
مواسم الحج۔

دیکھیے موجودہ قرآن میں فی مواسم الحج کے الفاظ نہیں ہیں
تو یہ تحریف نہیں تو ادر کیا ہے۔ اور روایت بھی بخاری کی ہے جس کو
اہل سنت اصح الکتاب بعد کتاب اللہ سمجھتے ہیں۔

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسماعیل صاحب بے چارہ عالمانہ باتوں سے
تو بالکل ہی کور ہے۔ اس کو معلوم نہیں کہ فی مواسم الحج جار مجرور
نزلت کے متعلق ہے نہ کہ آیت کا حصہ ہے جس کا مطلب یہ ہے

کہ یہ آیت مواسم حج کے متعلق نازل ہوئی۔

۲۔ حاشیہ بخاری شریف ص ۲۳۸ پر فی مواسم الحج کے متعلق لکھا ہے :
کلام الراوی ذکرہ تفسیر اللایۃ الکریم۔

۳۔ تفسیر الثقان ص ۱۱۱ پر ہے :- ما زید فی القراءة علی وجہ التفسیر
قراءة ابن عباس لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا منکم فی مواسم
حج (اخرجہ البخاری)

دیکھیے ہمارے علماء صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی
کے الفاظ فی مواسم الحج تفسیری الفاظ ہیں نہ کہ جزو آیت۔
۴۔ بخاری شریف کے حاشیہ ص ۲۳۸ پر فی مواسم الحج کے متعلق یہ بھی
لکھا ہوا ہے :-

من القراءة الشاذة وحکمها عند الامّة حکم التفسیر۔ یعنی یہ الفاظ
تفسیری ہیں۔

غرضیکہ ہمارے تمام ائمہ و علماء نے تمہاری تمام پیش کردہ روایات کو
تفسیر قرار دیا ہے یا اختلافِ قرأت اور نسخ سے متعلق بتایا ہے۔ کسی نے
ان روایات کو تحریف سے متعلق نہیں گھردانا۔ بخلاف اس کے میں نے
تمہاری کتابوں سے جو روایات تحریف پیش کی تھیں ان کا مطلب تمہارے
علماء و مشائخ نے بھی تحریف بیان کیا تھا۔ نہ ان کو تفسیر سے کوئی تعلق تھا اور نہ
اختلافِ قرأت یا نسخ سے۔ اور تمہاری روایات کے مطابق تمہارے مشائخ کا
اعتقاد تھا کہ قرآن میں تحریف اور کمی بیشی ہو گئی۔

مناظر شیعہ

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب بار بار کہتا ہے کہ ہماری کوئی

معتبر اور صحیح روایت پیش کرو۔

یہی یہ اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف ہے۔ اس کے متن پر

ہے:- عن ابن عباس قال لما نزلت وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَ

رَهْطُكَ مِنْهُمْ الْمَخْلَصِينَ۔ دیکھیے مومنین کرام! اب موجودہ قرآن میں

وَرَهْطُكَ مِنْهُمْ الْمَخْلَصِينَ کے الفاظ موجود نہیں۔ اب تو اہل سنت کی

بڑی سے بڑی کتاب کے ثابت ہو گیا کہ قرآن ناقص ہے۔ تو نسوی صاحب!

ذرا سوچ کر جواب دیجیے۔

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل بے چارہ اپنی فیس کی خاطر دھوکے بازی سے دروغ

نہیں کرتا۔ حالانکہ رَهْطُكَ مِنْهُمْ الْمَخْلَصِينَ پر اسی بخاری شریف پر جو

حاشیہ لکھا ہوا ہے اس میں صاف طور پر مرقوم ہے تفسیر لقولہ

عَشِيرَتِكَ وَقَرَأَتْ قُرْأَانًا ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ نَسِخَتْ تِلَاوَتَهَا۔

یعنی رَهْطُكَ مِنْهُمْ الْمَخْلَصِينَ یہ عَشِيرَتِكَ کی تفسیر ہے اور یہ

ایک قرأت ہے جس کو ابن عباسؓ نے پڑھا تھا، پھر اس کی تلاوت منسوخ

ہو گئی۔ حضرات! غور کیجیے صاف الفاظ ہیں کہ منسوخ ہو گئی۔

بے چارے اسمعیل کو تحریف کی تو کوئی روایت اہل سنت کی کتاب سے ملتی نہیں اس لیے الغریق یتثبت بکلّ حشیش یعنی ڈوبنے والا ہر تنکے کا سہارا لیتا ہے، کے طور پر کبھی اختلافِ قرارت کی روایت پڑھتا ہے اور کبھی منسوخ آیات کو پڑھ دیتا ہے تاکہ ٹائم پورا ہو اور نفیس مل جائے۔

مناظر اہل تشیع

مومنین کرام! اہل سنت کی تفسیر خازن کے صفحہ ۹۵ جلد سوم پر ہے انزل اللہ باسمِ سبعین منافق و ابائھم یعنی اللہ تعالیٰ نے شتر منافقوں کے نام مع قبیل و لدیت نازل فرمائے تھے۔

اب تونسوی صاحب فرمائیں کہ وہ شتر نام موجودہ قرآن میں کہاں ہیں؟ جب نہیں ہیں تو اہل سنت کے نزدیک قرآن محرف اور ناقص ہوا یا نہیں؟

مناظر اہل سنت

حضرات! سورۃ توبہ کے اندہ ہماری روایات کے مطابق نسخ ہوا تھا، جیسا کہ نور الانوار کے صفحہ ۲۱ پر ہے اور عالم التنزیل کے اندر موجود ہے۔

قال ابن عباس انزل اللہ ذکر سبعین رجلاً من

المنافقین باسمائهم واسماء ابائهم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمة للمؤمنین لئلا یعیر بعضهم بعضا لان اولادهم کانوا مؤمنین۔

عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے ستر منافقوں کا نام اُن کے آباء کے نام کے ساتھ نازل فرمایا تھا، مگر کچھ ناموں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے منسوخ کر دیا بوجہ مؤمنین پر رحمت کرنے کے۔ کیونکہ ان منافقوں کی اولاد مسلمان ہو چکی تھی، تاکہ ایک دوسرے پر طعن و عار نہ کریں۔

دیکھیے یہ ستر نام منسوخ ہو گئے تھے۔ مولوی صاحب! ذرا غور کیجیے یہ منسوخ ہیں یا تحریف ہے۔ اگر ہمت ہے تو دنیا بھر کے شیعہ مجتہد مل کر اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے ایک روایت تحریف دکھا کر ایک ہزار روپیہ انعام لیں۔ میں تمہاری کتابوں سے سیکڑوں روایات دکھا سکتا ہوں کہ موجودہ قرآن محرف اور مبطل ہے۔

مناظر شیعہ

دیکھیے حضرات! تفسیر اتقان کے ص ۸۲ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے اور قرآن جمع کیا تھا قال علی لمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیت ان لا اخذ علیٰ رائی الا لصلوة جمعة حتی اجمع القرآن فجاء۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

کے بعد قسم کھائی کہ نماز جمعہ کے علاوہ کسی کاروبار کے لیے خاص کپڑا اوڑھ کر نہ نکلوں گا جب تک قرآن کو جمع نہ کر لوں پس آپ نے قرآن کو جمع کیا۔

حضرات! اب اہل سنت کے پاس جناب علیؓ کا جمع کردہ قرآن نہیں ہے۔ انہوں نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن لیا ہے اور حضرت علیؓ کا جمع کردہ چھوڑ دیا ہے۔ مولوی عبدالستار صاحب کی اگر ہمت ہے تو میرے سوال کا جواب دے کہ حضرت علیؓ کا جو قرآن تمہاری کتابوں سے ثابت ہے وہ کہاں ہے اور تم لوگوں نے اُس کو کیوں چھوڑ دیا تھا؟

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسماعیل بے چارے کو دھوکا دہی کے سوا کوئی فن آتا ہی نہیں۔ کیا کرے اور تو کچھ اس کے پاس ہے نہیں اسی لیے دھوکے سے اپنی کامیابی چاہتا ہے۔ اس سے پوچھو کہ اس روایت کو آگے کیوں نہیں پڑھتا؟ یہ جو آگے لکھا ہوا ہے :-

قال ابن حجر هذا الاثر ضعيف لا نقطاعه علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ حضرت علیؓ سے یہ قول نقل کرنا ضعیف ہے کیونکہ حضرت علیؓ تک اس کی سند نہیں پہنچتی۔ دیکھیے ایسی فضول اور کمزور روایت سے حضرت علیؓ کا اور قرآن ثابت کرتا ہے۔ معتبر روایات لیجیے کہ

تفسیر اتقان ۷۵ پر ہے :-

قال علی لا تقولوا فی عثمان الا خیراً فواللہ ما فعل الذی فعل
المصاحف الا عن ملامنا۔

ترجمہ :- حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کے حق میں سوائے
نیکی کے کچھ نہ کہو، کیوں کہ انہوں نے قرآن کے متعلق جو کچھ کیا ہمارے
مشورے کیا۔

تو حضرت علیؑ کا قرآن ہی تھا اور انہی کے مشورے جمع ہوا تھا۔
۲۔ تفسیر اتقان ۷۶ پر ہے :- قال علی لو دلیت لعملت بالمصاحف
التي عمل بها عثمان۔

ترجمہ :- حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اگر میری ولایت و حکومت
ہوتی تو میں بھی قرآن مجید کے متعلق یہی کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا
کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا ہمارے مشورے کیا۔

تو حضرت علیؑ کو یہ قرآن حضرت عثمانؓ والا ہی پسند اور منظور
کوئی دوسرا قرآن ان کے پاس نہ تھا۔ اسی لیے ہمیشہ ہی قرآن پڑھ
کرتے تھے۔

مناظر شیعہ

عبداللہ بن مسعود ایک شخص کو طعام الاشیئ بار بار پڑھا
تھے مگر وہ طعام البشیم پڑھتا تھا لفظ اشیم نہ پڑھ سکتا تھا، تو عبداللہ

بن مسعود نے ان کو فرمایا چلو طعام الفاجر پڑھ لو۔ دیکھیے اہل سنت اپنی طرف سے کمی بیشی اور تغیر و تبدل کر لیتے ہیں تفسیر ائقان ص ۶۷

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب ! اگر کوئی تحریف کی روایت ہے تو دکھاؤ ورنہ خواہ مخواہ کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ میرا تو دعویٰ ہے کہ ساری دنیا کے شیعہ مجتہد اہل سنت کی کسی معتبر کتاب کے کوئی ایک روایت نہیں دکھا سکتے۔

یہ جو تم نے روایت پیش کی ہے کہ وہ اشیم نہیں پڑھ سکتا تھا مغذور تھا، اور ایسے معذور کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دوسری قرأت بیان کر دی کہ وہ پڑھ لو۔ تو یہ اختلاف قرأت کا بیان ہے اور ہمارے علمائے اس روایت کو اختلاف قرأت کی بحث میں داخل اور شمار کیا ہے۔ اور اسی اختلاف قرأت کی وجہ سے اُس معذور کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے طعام الفاجر پڑھایا۔ یہ کوئی تحریف نہیں ہے بلکہ دوسری قرأت کا اظہار کیا۔

مناظر شیعہ

حضرت عمرؓ قرآن کو جمع کرنے کے وقت آیت رجم کو لائے تھے کہ اس کو لکھا جائے جیسا کہ تفسیر ائقان میں ہے :-

إِنَّ عُمَرَ آتَى بِآيَةِ الرَّجْمِ فَلَمْ يَكْتَبْهَا لَمْ يَكُنْ وَحْدَهُ
 مولوی عبد الستار صاحب! بتائیے آپ کے حضرت عمرؓ آیتِ رجم کو
 کیوں لائے تھے؟ اگر وہ آیتِ رجم کو قرآن نہ سمجھتے تو لکھوانے کے لیے نہ لاتے
 مگر وہ اکیلے تھے ان کا کہنا نہ مانا گیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ تمہارے نزدیک
 قرآن کم ہے۔

مناظر اہل سنت

حضرات! اس آیتِ رجم کا باقی حکم اور غسوخ التلاوت ہونا فریقین
 اہل سنت اور شیعہ کو مسلم ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب کو تو اپنی کتاب
 سے بھی واقفیت نہیں۔ دیکھیے شیعہ کی کتاب تفسیر مجمع البیان جلد
 ۱۸ پر ہے :-

منہا ما یرتفع اللفظ و یشبہ للحکم کآیۃ الرجم فقد قیل انہا کاند
 منزلة فرفع لفظها۔

اسی طرح اہل سنت کی کتاب تفسیر اتقان ص ۳۱۶ پر اس آیتِ رجم
 مانسوخ تلاوتہ کے تحت ذکر کیا گیا ہے اور نور الانوار میں بھی غسوخ التلاوت
 کی مثال میں آیتِ رجم کو ذکر کیا گیا ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب! اگر ہم
 تو تحریف کی روایت دکھائیے۔

باقی یہ بات کہ حضرت عمرؓ لکھوانے کے لیے کیوں لائے
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی فراستِ خدا داد سے جانتے

کہ آئندہ سلیس ترجمے انکار کر دیں گی تو انہوں نے مناسب سمجھا کہ اگر اس آیت منسوخہ کو حاشیہ مصحف پر یادداشت کے طور پر لکھ دیا جائے تو اچھا ہوگا، قرآن کے اندر نہیں لکھوانا چاہتے تھے جیسا کہ مسند امام احمد میں ہے فی ناحیۃ من المصحف یعنی مصحف کے کنارہ پر لکھوانا چاہتے تھے۔ اور علامہ اسفرائینی کی کتاب ناسخ منسوخ میں ہے علی حاشیۃ المصحف اور تفسیر روح المعانی جلد ۱۸، سورہ نور ص ۶۹ پر ہے کہ حضرت عثم نے فرمایا لولا ان یقال ان عمر زاد فی الكتاب لکتبتھا فی حاشیۃ المصحف الشریف اور یہی الفاظ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر مظہری کی جلد ششم ص ۲۲ پر ہیں کہ حضرت عثم قرآن کے حاشیہ پر لکھوانا چاہتے تھے نہ کہ قرآن کے اندر درج فرمانے کا خیال رکھتے تھے، تو تحریف قرآن سے اس روایت کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت عثم اس کو قرآن سمجھتے تو ضرور لکھواتے کیونکہ خلافت ان کی تھی۔ شیعہ کے نزدیک تو وہ ہر چیز کر سکتے تھے۔ تو بتائیں اگر وہ ضرور لکھوانا چاہتے تو کون روک سکتا تھا؟۔

مناظر شیعہ

اہل سنت کی تفسیر اتقان ص ۲۱ پر ہے :-

قال عمر لعبد الرحمن بن عوف الموحّد فیما نزل علینا

ان جاہد اکما جاہد تم اول مرة فان لا یجدھا، قال اسقطت فیما
أسقط من القرآن۔

دیکھیے حضرت عمرؓ سے حضرت عبدالرحمنؓ... کہہ رہے ہیں کہ جو
حصہ قرآن کا ساقط کیا گیا ہے اس کے ساتھ یہ آیت بھی ساقط کر دی گئی
ہے۔ تو یہ تحریف کو کھلم کھلا ثابت کرتی ہے۔

مناظر اہل سنت

حضرات ایہ روایت بھی تفسیر الثقان میں آیات منسوخہ کی بحث
میں لائی گئی ہے۔ تحریف سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ علاوہ اس کے
حضرت عمرؓ کا حضرت عبدالرحمنؓ سے پوچھنا بھی واضح دلیل ہے نسخ
کی۔ کیونکہ شیعہ کے زعم میں تحریف کرنے والے تو یہی خلفاء راشدین
حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ تھے۔ اور جناب ابوبکرؓ کی خلافت میں
جو کچھ ہوتا تھا حضرت عمرؓ کے مشورے سے ہوتا تھا۔ مولوی اسماعیل صاحب
اگر اس آیت کا منسوخ نہ ہونا ثابت کر دیں تو البتہ ایک بات ہوگی
لیکن ان کا تو سارا سلسلہ ہی دھوکے بازی اور فریب کاری کا ہے۔ خدا
ان کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے۔

مناظر شیعہ

آپ کی کتاب نور الانوار میں لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے

نزدیک نماز فارسی زبان میں ادا کرنا جائز ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے امام تحریفِ قرآن کے قائل ہیں۔

مناظر اہل سنت

مولوی صاحب! ذرا سوچ کر بات کرو۔ یہاں موضوع بحث مسئلہ تحریفِ قرآن ہے نہ کہ قرارة فی الصلوٰۃ۔ آپ یا تو تحریف کے معنی نہیں سمجھتے یا جان بوجھ کر عوام کو دھوکا دے رہے ہیں۔ ذرا حوالہ دیجیے کہ امام صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ قرآن محرف ہے۔ نور الانوار کے ص ۶ پر درج ہے هُوَ اِسْمٌ لِلنَّظْمِ وَالْمَعْنٰی جَمِيعًا۔ یعنی قرآن شریف معنی اور لفظ دونوں کا نام ہے۔ باقی قرارة فی الصلوٰۃ کا مسئلہ تو اس کو موضوع تحریفِ قرآن سے کوئی تعلق نہیں لیکن آپ کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے سنائے دیتا ہوں توجہ سے سنئے۔ نمبر اس ص ۲۲۸ پر ہے جو کہ ہمارے عقائد کی کتاب ہے:-
الصحيح ان الامام رجع الى قول صاحبیه وهو عدم الجواز في الفارسيّة۔

ترجمہ :- صحیح بات یہ ہے کہ امام صاحب فارسی میں قرارة کہنے کے معاملے میں صاحبین کی طرح ناجائز ہونے کے قائل تھے اور تمام تر احناف کا اس پر عمل ہے اور یہی قول مفتی بہ ہے۔

اس کے بعد سرگاہنہ برادری نے کہا دھٹک منہم المخلصین کا

مفسوخ ہونا کہاں لکھا ہے؟ تو علامہ تونسوی صاحب نے ان کو بھی بخاری شریف کے حاشیہ سے ان الفاظ کا مفسوخ ہونا دکھا دیا۔ جس کے بعد سرگانه برادری نے اس موضوع کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا۔

مناظرۃ سرسوم

بر موضوع خلافت بلا فصل جناب سیدنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از نص قرآن و حدیث متواتر اہل سنت

مناظر شیعہ

بعد از خطبہ حضرات! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:-
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

لَيْسَتْ خَلِيفَتُهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَ
مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

اللہ تعالیٰ اس آیت میں کامل مومنوں اور صالحین کو خلافت فی

الارض کا وعدہ فرما چکے ہیں، اور ہمارے نزدیک اور خود اہل سنت
کے نزدیک جناب ابو بکر اور عمر کی خلافت دین کا جزو نہیں، ان کا
ماننا ایمان میں داخل نہیں۔ تو وہ اس آیت کے مصداق نہ ہوئے۔
اس وقت بحث خلافت علی سے ہے۔ اور خلافت مضاف ہے
اور علی مضاف الیہ ہے۔ مضاف اور مضاف الیہ ایک دوسرے
کے غیر ہوتے ہیں۔ لہذا پہلے میں مطلق خلافت کی بحث کرتا ہوں،
پھر اس کے بعد خلافت بلا فصل جناب علی المرتضیٰ کی ثابت کروں گا۔
قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مِنْهُمْ أُمَمٌ يَهْدُونَ
بِالْحَقِّ وَيَبْغِدُونَ. ان میں سے ایک جماعت ہے جو کہ حق کے
ساتھ ہدایت کرتے ہیں اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔ ثُمَّ
ادْرَأْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا. ہم نے
قرآن کا وارث اپنے بندوں میں سے اُن کو بنایا جن کو ہم نے
چُن لیا۔

چوں کہ ابو بکر و عمر کو شوریٰ نے چُنا اور اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا۔

لہذا یہ کتاب کے وارث اور خلیفہ نہیں بن سکتے۔ آیت استخلاف سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خلافت اللہ تعالیٰ دیتا ہے شوریٰ سے نہیں ہوتی۔ لہذا ابوبکر و عمر جو شوریٰ سے خلیفہ چنے گئے، خلافت ان کا حق نہیں اسی لیے تو اہل سنت کے نزدیک شیخین کی خلافت کا ماننا دین میں ضروری نہیں پس اگر شیعہ شیخین کی خلافت کو نہ مانیں تو وہ مومن ہوں گے۔

آیت استخلاف میں ثابت ہے وَ لَیْبَدَّ لَنَهْرٍ مِّنْ بَعْدِ خَوْفٍ فِیْهِمْ اَمْنًا کہ ہم خلیفوں کو خوف کے بعد امن اور بے فکری کی زندگی دیں گے، تو امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں امن ہوگا اور کوئی خوف و خطر نہ ہوگا۔ اور آگے یَعْبُدُ وَنَبِیُّ الْاِیْمَانِ کَوْنِ بِنِ شَیْئًا کا مطلب یہ ہے کہ خلفاء ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی شرک و بت پرستی نہ کی ہو۔ حالانکہ جناب علی المرتضیٰؑ کے سوا ربے بت پرستی کی ہے فلہذا وہ اس آیت کے مصداق نہیں بن سکتے، تو وہ صرف حضرت علی ہیں۔ اب میں مولوی عبد اللہ صاحب کے پوچھتا ہوں کہ اس آیت استخلاف کا مطلب کیا ہے اور اس کے مصداق کون ہیں؟

مناظر اہل سنت

بعد از خطبہ - حضرات! مولوی اسماعیل صاحب نے

حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافتِ بلا فصل کو نصِ قرآن مجید اور احادیث متواترہ اہل سنت سے ثابت کرنا تھا۔ مگر اس نے کوئی ایک دلیل بھی اس مدعا کے ثابت کرنے کے لیے پیش نہیں کی اور نہ قیامت تک پیش کر سکتا ہے اور نہ شیعہ مجتہدین میں سے کوئی قیامت تک ثابت کر سکے گا۔

۱۔ مولوی اسماعیل صاحب! آپ کو حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنی ہے۔ آیتِ استخلاف پڑھ کر آپ کا یہ کہنا کہ ابوبکر و عمر کی خلافت دین کا جزو نہیں۔ یہاں حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کی بحث ہے یا ابوبکر و عمر کی خلافت کی بحث ہے؟ اگر آپ حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے سے عاجز ہیں تو پھر آئیے چوتھا موضوع شروع کیجیے۔ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جناب عمر فاروقؓ کی خلافت کو ثابت کرتا ہوں۔

۲۔ مولوی اسماعیل صاحب! آپ کہتے ہیں کہ میں پہلے مطلق خلافت ثابت کروں گا، پھر حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل ثابت کروں گا۔ آپ کی اور ہماری بحث مطلق خلافت میں نہیں ہے بلکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل تھے۔ آپ اس خلافت بلا فصل کو ثابت کیجیے۔ میں آپ کو ادھر ادھر نہیں بھاگنے دوں گا۔

۳۔ مولوی اسماعیل صاحب! آپ نے جو مِنْهُمْ اُمَمٌ تَهْتَدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ اور ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ الَّذِي نَصَّطَفَيْنَا فِيْهِ هُوَ هِيَ یہ دونوں آیات حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کے ذکر سے بالکل ہی خالی ہیں۔ آپ نے ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت کی بحث کو کیوں چھیڑ دیا۔ آپ اپنے دعوے کو کسی دلیل سے ثابت نہیں کر سکتے تو پھر ادھر ادھر ہانکنے کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔

۴۔ چونکہ مولوی اسماعیل صاحب عالمانہ باتوں سے کوڑے اور ناواقف ہیں، اس لیے اس بے چارے کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ آیت میں لَا يُشْرِكُ كُتُبِیْ صِیغہ مضارع منفی ہے جس کے معنی حال اور استقبال ہی ہوتے ہیں ماضی کے نہیں ہوتے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اُن کو خلافت دیں گے جو ایمان لا چکے ہیں جس میں یہ شرط نہیں کہ وہ کفر و شرک سے منزہ رہ کر ایمان لا چکے، بلکہ مطلق ایمان ہے اور وہ اب کبھی شرک نہیں کریں گے یہاں آیت مَا اَشْرَكُوْا اِلٰهًا كُتُبِیْ شَرِكُوْا نہیں ہے کہ زمانہ ماضی کی نفی پر دلالت کرے۔ مولوی صاحب! آپ خلافت بلا فصل کا ثبوت پیش کیجیے۔ ہاں اگر آپ خلافت بلا فصل کے ثبوت سے عاجز ہیں تو آئیے چوتھے موضوع پر بحث کیجیے میں حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کو ثابت

کیے دیتا ہوں۔

۵۔ مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ خلافت شوریٰ سے نہیں ہوتی۔ چونکہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو شوریٰ نے خلیفہ منتخب کیا لہذا وہ خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ مولوی اسماعیل صاحب! آپ تو اپنے مذہب سے بھی ناواقف ہیں۔ دیکھیے حضرت علیؓ تو فرماتے ہیں۔ نہج البلاغہ جلد سوم ص ۵۰۔

وَأَمَّا الشُّورَىٰ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ رَجُلٍ وَسَمُّوهُ إِمَامًا كَانَ ذَلِكَ لِلَّهِ رِضَىٰ۔

ترجمہ۔ خلافت کے شوریٰ کا حق مہاجرین و انصار کو ہے پس اگر مہاجرین و انصار کسی شخص پر متفق ہو جائیں اور اس کو امامت کے لیے نامزد کریں تو وہ خدا کا پسندیدہ امام ہوگا۔

دیکھیے حضرت علی المرتضیٰؓ تو مہاجرین و انصار کے شوریٰ سے چُنے ہوئے کو پسندیدہ خدا فرماتے ہیں اور اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ وہ خلیفہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَآخِرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ یعنی شوریٰ مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

۶۔ مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ جناب ابوبکرؓ کو خلافت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ہی خلافت دی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ

علیہ السلام کا اُن کی والدہ کے پاس واپس لوٹنا اپنی طرف منسوب کیا۔ اگرچہ فرعون کے گھر سے اور فرعون کے آدمیوں کے سبب سے ہوا۔ لیکن وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا۔ یا جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ
تحقیق اللہ تعالیٰ ہی رزاق ہے۔
تو باوجودیکہ بظاہر کوئی ملازمت کے ذریعے کوئی تجارت کے ذریعے کوئی ہنر اور زراعت کے سبب سے رزق پارہا ہے لیکن رزاق ہر ایک کا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا وعدہ رزق پورا ہو رہا ہے۔

اسی طرح خلافت جناب ابوبکرؓ و عثمانؓ کو بذریعہ شور مچی ملی ہے اور ظاہری سبب شوری بنی ہے مگر وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا ہے۔ تو ان حضرات کو اللہ تعالیٰ ہی نے خلیفہ بنایا اور چنا ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب! ادھر ادھر نہ جائیے حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت بلا فصل آپ کے نزدیک توحید رسالت کی طرح اصول دین میں سے ہے پس جس طرح توحید لا الہ الا اللہ وغیرہ آیات اور رسالت محمدؐ رسول اللہ وغیرہ آیات میں واضح اور صریح الفاظ میں موجود ہے۔ اسی طرح آپ خلافت بلا فصل کے لیے بھی واضح اور صریح الفاظ قرآن مجید میں یا حدیث متواترہ اہل سنت میں دکھائیے رکھیے! آپ قیامت تک

نہیں دکھا سکتے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ ... الآیۃ میں مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی خلافت مراد ہے۔ شاید بے چارے کو اپنی کتابوں سے بھی لاعلمی ہے۔ دیکھیے تفسیر صافی ص ۳ پر اسی آیت کے متعلق لکھا ہوا ہے :-

نزلت فی القائم من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آگے لکھتے ہیں: عن اهل البيت انها نزلت فی المہدی من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی یہ آیت استخلاف صرف امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب! آپ میرے سامنے کس منہ سے کہتے ہو کہ اس آیت کا مصداق حضرت علیؑ ہیں، اور حضرت علیؑ کی خلافت اس آیت سے ثابت ہے۔ ذرا سوچ کر بولو کس کے سامنے بول رہے ہو۔ جنگل میں نہیں تو نسوی سے مناظرہ کر رہے ہو۔

۸۔ مولوی اسماعیل صاحب مجھ سے آیت استخلاف کا مطلب اور مصداق پوچھتے ہیں کہ اس سے کون مراد ہیں؟ تو میں کہتا ہوں اس سے خلفاء راشدین کی خلافت مراد ہے۔ کیونکہ اس میں جمع کے صیغے ہیں جس کے لیے کم از کم تین خلفاء کا صحابہ کرام مخاطبین آیت میں سے ہونا ضروری ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب آپ مجھ سے مت پوچھیے بلکہ آپ خلافت بلا فصل کی کوئی نص پیش کیجیے۔ اس آیت

میں تو متعدد خلفاء سے وعدہ الہی ہے۔ حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کا
تو نام و نشان بھی نہیں۔

مناظر شیعہ

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ... الآية میں تو کہتا
ہوں کہ آیت کا مصداق حضرت علیؑ اور ہمارے بارہ خلیفہ ہیں اس
آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہیں کہ میں تم میں سے ویسے خلفاء بناؤں گا
جیسے تم سے پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ
السلام کے متعلق فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ
تحقیق میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں اور اسی طرح داؤد علیہ السلام کو
فرمایا:-

يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِیْفَتَنَا فِی الْاَرْضِ اے داؤد! تحقیق
ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو
اپنا خلیفہ بنایا اور فرمایا هَارُونَ اَخْلَفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ اے ہارون!
تم میرے خلیفہ رہو میری قوم میں۔

تو یہ آیات صراحتہً بتلا رہی ہیں کہ اگلے لوگوں میں خلافت کے دو
طریق ہی قرآن مجید میں ہیں جن کی تشبیہ اس آیت استخلاف میں دے کر

فرمایا گیا ہے کہ تم میں بھی اسی طرح خلفاء بناؤں گا، تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلفاء حضرت علی اور ہمارے بارہ امام ہیں۔ آپ کے شاہ عبد العزیز صاحب محدث، دہلوی تفسیر عزیزی کے ص ۴۸ پر لکھتے ہیں :-

”تنصیب خلفاء بالصفات قوی است از اسماء خلفاء“
یعنی خلفاء کو صفات سے بیان کرنا ان کے نام لے کر بیان کرنے سے زیادہ قوی ہے۔

بتائیے ہم سے کیوں نام علی بمع قید خلافت بلا فصل کا مطالبہ کیا جا رہا ہے؟ اہل سنت کے نزدیک تو خلافت اصول دین میں سے نہیں ہے۔ یعنی ابوبکر و عمر کی خلافت کو کوئی مانے یا نہ مانے کوئی حرج نہیں۔

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب! آپ کے نزدیک خلافت حضرت علیؓ اصول دین میں سے ہے۔ لہذا توحید اور رسالت کی طرح واضح نصوص سے خلافت بلا فصل ثابت کرو۔

آیت آدم اور داؤد اور موسیٰ و ہارون کی پڑھتے ہو۔ کیا اس سے حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل ثابت ہو جائے گی؟ یہ انبیاء علیہم السلام تو اللہ تعالیٰ کے خلفاء تھے، آپ کی اور ہماری بحث تو

جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے متعلق ہے۔ آپ کسی آیت سے یہ ثابت کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کچھ کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کا نام لے کر اعلان کروں گا اور اس کے بعد اپنے مذہب کے عقیدے کے مطابق حضرت علیؑ کا نام بمع قید خلافت بلا فصل ثابت کیجئے۔

اور آیت استخلاف كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں جو تشبیہ ہے وہ نفس خلافت میں ہے یعنی پہلے لوگوں میں بھی خلفاء اللہ تعالیٰ نے بنائے تھے اور ان کو تمکین فی الارض اور سلطنت عطا فرمائی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا تم میں سے بھی خلفاء بناؤں گا۔ اور اس وعدہ خداوندی کے مطابق خلفاء راشدین کو خلیفہ بنایا۔ تو تشبیہ کے لیے اتنا قدر کافی ہے۔ تشبیہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ مشبہ کے لیے مشبہ بہ کی تمام صفات و لوازمات ثابت ہوں۔ جیسے کسی بہادر آدمی کو شیر سے تشبیہ دے کر کہا جاتا ہے ہو کالاسد وہ شیر کی مانند ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ آدمی درندہ بھی ہو اور انسانیت سے نکل جائے اور اس کے لیے دم اور گردن کے بڑے بڑے بال بھی ہوں بلکہ صرف شجاعت میں تشبیہ مراد ہوتی ہے۔ اسی طرح یہاں آیت استخلاف كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں بھی تشبیہ صرف خلافت اور حکومت دینے میں ہے۔ تمام صفات و لوازمات

میں نہیں۔ ورنہ مولوی اسماعیل صاحب! ان آیات میں جن خلفاء کا آپ ذکر کر کے تشبیہ دے رہے ہیں وہ تو انبیاء تھے۔ تو اگر پوری تشبیہ مراد ہے تو کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء بھی پہلے خلفاء کی طرح نبی ہوں گے؟

باقی آپ نے ہارون علیہ السلام کے متعلق جو کہا ہے وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے بلکہ وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے، اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کو چند دنوں کے لیے اپنی زندگی میں اپنا عارضی نائب بنادیا تھا۔ اور ہارون علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے خود مستقل نبی تھے ان کو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں کتاب اور نبوت ملی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے متعلق فرماتے ہیں وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب عطا کی تھی۔ اس آیت کو حضرت علیؑ کی خلافت سے کیا تعلق ہے؟ آپ وقت ضائع نہ کیجیے۔ اگر خلافت حضرت علیؑ پر کوئی نص ہے تو پیش کیجیے۔

اور تفسیر عزیزی کی عبارت سے لوگوں کو دھوکا نہ دیجیے۔ چونکہ آپ حضرت علیؑ کا نام بمع قید خلافت بلا فصل دکھانے سے عاجز آچکے ہیں اس لیے ایسی عبارتوں کے سہارے ڈھونڈ رہے ہیں۔ شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے اہل سنت کے عقیدے کے مطابق

تصریح صفات یا تصریح اسماء کے اندر فوقیت کے سلسلے میں بحث کی ہے۔ آپ کے نزدیک تو امامت و خلافت علیؑ بمنزلہ نبوت رسالت ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ جب نبوت و رسالت کا ثبوت بغیر نام کے نہیں ہو سکتا تو خلافت و امامت بغیر نام کے کیسے ثابت ہو کر نبوت کی طرح ہو سکتی ہے؟ تو آپ صرف صفات کے ذریعے کس طرح امامت اور خلافت شیعہ اصول کے مطابق ثابت کرنے میں اہل سنت کے دامن میں پناہ لے کر اکتفا کر سکتے ہیں جب کہ آپ کی اصول کافی کے صحت پر ہے :-

نَصَّرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ عَلِيًّا أَمِيًّا وَاحِدًا فَوَاحِدًا
 اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر امام کا نام بطور نص کے بیان کر دیا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک امام کا نام لے کر ہر ایک کی امامت و خلافت پر نص فرمائی ہے۔ آپ تو صرف حضرت علیؑ کا نام بمع قید خلافت بلا فصل دکھانے سے گھبرائے ہیں، خدا جانے آپ پر کیا بنتی جب میں آپ کی اصول کافی کی اس روایت کے مطابق آپ کے تمام ائمہ کی امامت کے منصوص ہونے کا آیات قرآنی سے مطالبہ کرتا۔

مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ ابو بکر و عمر کی خلافت کو کوئی ماننے یا نہ ماننے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ خلافت کا مسئلہ اہل سنت کے

نزدیک اصول دین میں سے نہیں ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جب اصول دین میں توحید، رسالت، قیامت ہیں تو ان کے ماسوا باقی احکام دین نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو کوئی ماننے یا نہ ماننے تو کوئی حرج نہیں؟ خلافت بھی باقی احکام دین کی طرح احکام دین میں سے ایک ضروری مسئلہ ہے۔ اگرچہ ہمارے نزدیک اصول دین میں سے نہیں ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب! آپ مدعی خلافت بلا فصل ہیں، اور ہم معترض ہیں۔ آپ اپنا دعویٰ واضح دلیل سے ثابت کیجیے جو آپ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

مناظر شیعہ

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ الْآيَةَ فِي سَاعَاتِ الْمَوْتِ
حضرات کے سامنے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں صاف فرما رہے ہیں کہ تم میں سے ویسے خلفاء بنائے گا جسے پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔ اور قرآن مجید میں یہی ثابت ہے کہ دو طرح کے خلیفہ بنائے گئے۔ یا اللہ تعالیٰ نے خود بنائے یا اس کے نبی نے خود اپنا خلیفہ بنایا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو بنایا۔ تو اس امت میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ انہی دو طریقوں پر بنایا گیا، نہ کہ شوریٰ وغیرہ سے وَعَدَ اللَّهُ

میں اللہ تعالیٰ فاعل ہے نہ کہ شوریٰ۔ اور اصحاب ثلاثہ شوریٰ سے خلیفہ ہوئے۔ اگر اس آیت کا مصداق خلفاء راشدین کی خلافت ہے تو مولوی عبد الستار صاحب بتاتیں کہ ان کی خلافت کا منکر کیا ہے؟

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب! آپ مدعی ہیں اور ہم معترض ہیں ہم کو تشبیہ کے لیے صرف خلافت میں تشبیہ دینا کافی ہے۔ آپ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے اس احتمال کو جب تک نہ ہٹائیں آپ کا دعویٰ ثابت ہونا محال ہے۔ آپ کا بار بار یہ کہنا کہ خلافت کے دو ہی طریقے ہیں یا خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے یا خود رسول خلیفہ بناتا ہے۔

(۱) یہ کس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خلیفہ کا اعلان خود میری طرف سے کیا جانا ضروری ہے یا خود میرے رسول کی طرف سے اعلان ضروری ہے۔

(۲) جن خلفاء کے متعلق آپ نے آیات پڑھی ہیں یہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے خلفاء اور نبی ہیں حالانکہ ہمارا اور آپ کا مناظرہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل کے متعلق ہے جو کہ خلیفہ رسول ہے اور نبی نہیں ہے لہذا آپ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے۔

(۳) اگر بالفرض آپ کا یہ مہمل اصول مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت علیؓ کی خلافت تمام صفات و لوازمات میں ایک جیسی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ قرآن ہمارا اور رسول ہمارا اور خلیفہ ہمارا بلا فصل بھی ہمارا کہ اس میں پہلے خلفاء کا ذکر تو نام بنام ہو مگر ہمارے خلیفہ بلا فصل کی خلافت کا کہیں نام نہ ہو۔ لہذا آپ کے نزدیک جب پہلے خلفاء کی طرح حضرت علیؓ کی خلافت ہے تو آپ حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کا ذکر نام کے ساتھ ثابت کیجیے۔ جو قیامت تک آپ کے ثابت نہ ہوگا۔

(۴) خلفاء راشدین کی خلافت کا بنانے والا اور دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کہ فاعل حقیقی ہے اگرچہ ظاہری سبب شوری ہو۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کو بھی خلیفہ چہارم اللہ نے بنایا مگر ظاہری سبب شوری تھا۔

(۵) خلفاء ثلاثہ کی خلافت واقعی اس آیت کا مصداق ہے۔ اور ان کی خلافت کا منکر ہمارے نزدیک فاسق ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ جس نے اس خلافت کے بعد ناشکری کی وہ فاسق ہیں۔

مناظر شیعہ

حضرات! دیکھیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ہمارے لیے وہ دین مقرر کرتے ہیں جو کہ تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کے لیے تھا۔ اللہ تعالیٰ سورہ شوریٰ میں فرماتا ہے :-

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ ۖ الْآيَةُ

ترجمہ :- تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے وہی دین بھیجا جس کا حکم نوح علیہ السلام کو دیا اور تیری طرف سے بھیجا جو کہ ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا تھا کہ سب دین کو قائم رکھو۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۚ ذُرِّيَّتَهُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ :- بے شک اللہ تعالیٰ نے چُن لیا آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم کو اور آل عمران کو سارے جہان سے جو بعض بعض کی اولاد تھے۔
إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۚ

ترجمہ :- ہم نے تمہاری طرف اسی طرح رسول بھیجا جس طرح کہ ہم نے
فرعون کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔
فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَهِيمَ الْكِتَابَ وَلِئَلَّكُمْ تَهْتَكُوا وَآتَيْنَاهُمْ
مُلْكًا عَظِيمًا۔

ترجمہ :- ہم نے آلِ ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور ان کو
ملکِ عظیم اور بڑی بادشاہی اور سلطنت دی۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ ہمارا دین سابقہ انبیاء کے دین کی
طرح ہے اور ہمارا رسول سابقہ رسولوں کی طرح ہے اور سابقہ انبیاء
علیہم السلام کے بعد ان کی آل اور ذریت کو ہی خلافت اور کتاب و
حکمت اور بادشاہی دی گئی تھی۔ تو ہمارے لیے بھی دین کا وہی طریقہ اور
وہی حکم ضروری ہوگا۔ تو پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت
آپ کی آل کا حق ثابت ہوا۔ اور وہ حضرت علی ہی ہیں۔

مناظر اہل سنت

حضرات! قرآن مجید میں جہاں جہاں سابقہ انبیاء کرام اور ان کے
وحی اور دین کو ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی وحی
اور دین کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس میں مطلق وحی کے بھیجنے
اور اصول دین میں متفق ہونے کا ذکر ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام

تمام امور و صفات و کمالات اور تمام جزوی و فروعی مسائل و احکام میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں، یہ تشبیہ صرف اصول دین اور مطلق وحی میں ہے۔ یہی توجہ ہے کہ ہمارا دین ناسخ ہے اور وہ منسوخ ہیں۔ اور ان انبیاء علیہم السلام اور ان کے ادیان کے بعد نبوت اور وحی کا آنا جاری تھا اور حضورؐ کے بعد بالکل ختم کر دیا گیا، تو ہر طرح سے پوری تشبیہ مراد لینا کس قدر جہالت ہے۔

۲۔ اگر بالفرض مولوی اسماعیل صاحب کے اس جاہلانہ اصول کو مان لیں کہ پوری تشبیہ مراد ہے تو سابقہ امتوں اور دینوں میں جن خلفاء کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ تو انبیاء تھے، تو کیا حضرت علیؑ کو بھی یہ نبی کہہ کر پہلے خلفاء سے تشبیہ دیں گے؟ بہر حال ان تمام آیات میں حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کا اشارہ تک بھی نہیں ہے۔

۳۔ اِنَّا ارْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا ارْسَلْنَا اِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کی رسالت و نبوت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تشبیہ دے کر حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کو ثابت کرنا نزالی منطق سے۔

یہاں تو اہل مکہ اور کفار کو یہ سمجھا جا رہا ہے کہ جس طرح تمہاری طرف رسول بھیجا گیا ہے اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا، لیکن فرعون نے اُس رسول کی نافرمانی کی تو تباہ و فنا ہو گیا، لہذا فرعون کی طرح تم لوگ رسول پاکؐ کی نافرمانی نہ کرو ورنہ تباہ

کھڑے جاؤ گے۔ یہاں اور کوئی تشبیہ مراد نہیں ہے کیونکہ جہاں ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جائے وہاں تمام وجوہ سے تشبیہ کا ہونا ضروری نہیں جیسا کہ علم معانی میں مذکور و مسطور ہے۔

۴۔ مولوی اسماعیل صاحب! اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے لیے بھی سابقہ انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ کی آل میں سے ہونا ضروری ہے تو پھر اس آیت استخلاف کو کس منہ سے پڑھ رہے ہو؟ یہاں تو اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نص کر کے فرما رہے ہیں کہ میرا وعدہ خلافت اہل ایمان صالحین سے ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ میرا وعدہ خلافت صرف آپ کی اولاد و آل سے ہے۔

۵۔ مولوی اسماعیل صاحب کا یہ اصول بھی غلط ہے کہ سابقہ انبیاء کرام اور موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ان کی آل و اولاد میں سے ہوئے۔ کیوں کہ ہارون تو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے، جس سے ثابت ہوا کہ ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی خلافت نہیں ملی۔ لہذا مولوی اسماعیل صاحب کا یہ استدلال بھی غلط رہا۔ باقی رہا مولوی اسماعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ سابقہ انبیاء کے خلفاء ان کی اولاد سے ہوئے تو یہ بھی سراسر غلط ہے۔ دیکھیے شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی ص ۱۸ پر ہے:-

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اوصی موسیٰ علیہ السلام الی یوشع بن نون و اوصی یوشع بن

نون الی ولد ہارون ولہ یوص الی ولدہ ولا الی ولد
موسیٰ ۔

ترجمہ :- امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے انہوں
نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد یوشع بن نون کو اپنا وصی اور جانشین
بنایا اور یوشع بن نون نے اپنے بعد ہارون علیہ السلام کے لڑکے کو اپنا وصی و
جانشین بنایا۔ اور نہ اپنے لڑکے کو وصی بنایا اور نہ موسیٰ علیہ السلام کی اولاد
کے کسی کو وصی بنایا۔

معلوم ہوا کہ مولوی اسماعیل کا یہ کہنا کہ ہارون علیہ السلام کو وصی بنایا تھا
یہ بھی غلط ہے۔ اور یہ دعویٰ کہ خلافت اولادِ انبیاء میں رہی یہ بھی غلط ہے
کیونکہ حضرت یوشع علیہ السلام باوجودیکہ اولادِ موسیٰ نہ تھے، موسیٰ
علیہ السلام کے خلیفہ ہوئے۔ اور پھر یوشع علیہ السلام کے خلیفہ ہارون علیہ
السلام کی اولاد میں سے ہوئے۔ نہ خود یوشع علیہ السلام کی اولاد سے ہوئے
اور نہ موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے۔

۶۔ مولوی اسماعیل صاحب کے اگر اس مہمل اصول کو مانا جائے تو پھر خود
ان کے اپنے اصول سے حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل بیخ و بن سے
اُکھڑ جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰؑ اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں سے ہرگز نہیں ہیں۔ تو حضرت علی المرتضیٰؑ کا حق خلافت
بالکل نہیں ہو سکتا۔

مناظر شیعہ

حضرات ! دیکھیے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا :-

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
ترجمہ :- اے علی ! تو میرے لیے اس طرح ہے جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔

دیکھیے اس میں صاف ہے کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے تو حضرت علی المرتضیٰ بھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طرح خلیفہ ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کو جو درود شریف سکھایا گیا ہے وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَّ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ۔

دیکھیے درود شریف میں جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد پر درود ہے اسی طرح جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی اولاد پر درود کا حکم دیا گیا ہے تو خلافت بھی اسی طرح ہے۔ مومنین کرام ! آج مجھ سے درود کو سمجھ لو۔

۳۔ سوہ انعام پارہ ۱ میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے ابراہیم اور ان کی آل کو چنا۔ آیت یہ ہے :-

وَتِلْكَ جُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۖ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ
 مَّنْ نَّشَاءُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ
 وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۚ وَمِن
 ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَأَيُّوبَ ۚ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ
 وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۚ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَ
 عِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۚ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۚ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
 وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ۚ وَمِن آبَائِهِمْ
 وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ
 صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

ترجمہ :- اور یہ ہماری دلیل ہے جو کہ ہم نے دی تھی ابراہیم کو
 اس کی قوم کے مقابلے میں، درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں۔
 تیرا رب حکمت والا ہے۔ جانتے والا اور نخبشاہم نے ابراہیم کو اسحق اور
 یعقوب، سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب
 پہلے۔ اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب و یوسف کو
 اور موسیٰ و ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو
 اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک بختوں میں
 اور اسمعیل اور الیسع کو اور یونس و لوط کو اور سب کو ہم نے
 بزرگی دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت کی ہم نے بعضوں کو ان
 کے باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے

اور ان کو ہم نے پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا۔
 دیکھیے حضرات! اس آیت میں ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ
 السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کی اولاد اور بھائیوں کو چنا گیا تو ہمارے
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی خلافت آپ کی اولاد اور ششہ داروں کا
 حق ہوگی۔

۴۔ یہ اہل السنۃ والجماعۃ کی معتبر کتاب بخاری شریف ہے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حسینؑ کو فرمایا کہ میں تمہارے لیے وہی مانگتا ہوں جو
 ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کے لیے مانگنا تھا تو جس طرح ابراہیمؑ کے بعد ان کے
 بیٹے ان کے قائم مقام اور خلیفہ تھے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بعد جناب حسن و حسینؑ ہی آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ یہی تو وجہ ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے فوت ہو گئے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے
 زندہ رہتے تو حضرت حسن و حسین امام نہ ہوتے۔

مناظر اہل سنت

حضرات! انت متی بمنزلتہا من علیہ السلام من
 موسیٰ علیہ السلام میں حضرت علیؑ کی خلافت کا قطعاً کوئی ذکر
 نہیں ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام
 سے پہلے فوت ہو جانے کی وجہ سے خلیفہ نہیں بنے۔ اس روایت میں
 تو صرف اتنی تشبیہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں کوہ طور پر

جاتے وقت پیچھے اپنے اہل و عیال اور قوم میں حضرت ہارون کو چھوڑ گئے اور اخلفنی کے معنی بھی پیچھے رہ جانا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غزوہ تبوک میں جاتے وقت حضرت علیؑ کو اپنے اہل و عیال کی خدمت اور حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑا حتیٰ کہ مسجد نبوی میں امامت اور جماعت کے لیے بھی دوسرے صحابی عبداللہ بن ام مکتوم کو مقرر فرمایا۔ جب اس موقع پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کو مدینہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو وہ غلگین ہوئے کہ میں عورتوں اور بچوں میں پڑا رہوں اور فضیلت جہاد سے محروم رہوں۔ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کی دل جوئی کی اور یہ الفاظ فرمائے کہ اس پیچھے رہ جانے میں تیرا رتبہ کم نہ ہوگا، جیسا کہ حضرت ہارونؑ پیچھے رہ گئے تھے۔ اس روایت میں نہ خلافت کا کوئی ذکر ہے اور نہ خلافت بلا فصل سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ حالانکہ خود شیعہ کتب سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی اور خلیفہ حضرت یوشعؑ تھے نہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام۔

۲۔ مولوی اسماعیل بے چارے کو جب خلافت بلا فصل کے ثبوت میں کوئی آیت نہیں ملتی تو کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہے؟ اور اب عاجز آکر درود پڑھنا اور سکھانا شروع کر دیا۔ یہ تو مناظرہ ہے کوئی مجلس خوانی نہیں ہے۔ درود میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ خلیفہ بلا فصل تھے اور یہ کہاں لکھا ہے کہ خلیفہ وہی ہوتا ہے جس پر درود

پڑھا جائے۔ تشبیہ جو کہ حضرت ابراہیمؑ کی آل سے دی گئی ہے تو اگر
آل ابراہیمؑ سے پوری تشبیہ مراد ہے تو ابراہیمؑ علیہ السلام کی اولاد میں جو
خلفاء ہوئے ہیں وہ نبی تھے، مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل
میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ مولوی اسماعیل بے چارے سے کوئی پوچھے تو سی
کہ آپ جو یہ درد پڑھانے اور کھانے میں لگ گئے ہیں یہ کوئی
حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کے لیے آیت قرآنی ہے یا کوئی حدیث
متواتر اہل سنت ہے؟ خدا جانے آپ کو مناظر کس نے بنایا۔

۴ مولوی اسماعیل بے چارے نے جو لمبی چوڑی آیات پڑھ کر حضرت
انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کیا ہے اس سے خلافت بلا فصل کی طرف
سب سے کوئی اشارہ تک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے
خلفاء ہیں اور ان کی خلافت سے نبوت مراد ہے۔ اور ہماری بحث
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؑ کی خلافت بلا
فصل کے متعلق ہے جو قطعاً رسول اور نبی نہیں ہیں۔ لہذا رسالت و
نبوت کی آیات کو خلافت کے لیے کیے دلیل بنایا جاسکتا ہے۔؟
حضرات! مولوی اسماعیل کو کیسے کہ وقت ضائع نہ کرے۔ موضوع
کے اندر رہ کر خلافت بلا فصل کو نص قرآن و حدیث متواتر اہل
سنت سے ثابت کرے۔ جب قرآن ہمارے لیے آیا اور سابقہ
خلفاء کے نام لے کر ان کو بیان کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے خلیفہ بلا فصل
کی خلافت جو کہ نبوت و رسالت کی طرح اصول دین میں سے ہو اور

اس کا منکر کافر و مرتد ہو اس کا ذرہ بھر واضح الفاظ میں کسی ایک آیت میں بھی نام نہ ہو یہ انتہائی تعجب کی بات ہے۔

علاوہ ازیں ان آیات میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے آباء و انخوان کا جو تذکرہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب ہدایت یافتہ موحّد تھے اور شرک سے ہمیشہ پاک و منزہ ہے۔ خلافت کی کوئی معمولی سی بات بھی ان آیات میں نہیں ہے۔ شاید مولوی اسماعیل بے چارے کے پاس جب کوئی دلیل نہیں تو محض سامعین اور عوام کو مغالطہ دینا چاہتا ہے کہ میں ہست لمبی چوڑی آیات پڑھ کر خلافت بلا فصل کو ثابت کر رہا ہوں۔

۴۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسینؑ کے لیے دعا فرمائی تو مولوی اسماعیل صاحب کے میں پوچھتا ہوں کہ اس دعا فرمانے کو حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل سے کیا ربط ہے۔ ؟ دعا حضرت حسن و حسینؑ کے لیے فرمائی تو خلیفہ بلا فصل حضرت علیؑ کیسے بن گئے ؟ مولوی صاحب ! ایسی بے ربط باتیں خلافت بلا فصل کی طرح ثابت کر سکتی ہیں ؟ یہ تو حضرت حسن و حسینؑ کے فضائل و مناقب کی باتیں ہیں جن کو حضرت علیؑ المرتضیٰؑ کی خلافت بلا فصل سے کوئی تعلق نہیں۔

باقی مولوی اسماعیل صاحب کے اس عالی شان ارشاد اور انوکھے ارشاد لال پر بھی غور کیجیے کہ اس لیے تو حضرتؑ کے صاحبزادے فوت

ہو گئے کہ اگر وہ فوت نہ ہوتے تو حضرت حسن و حسین امام نہ ہوتے تو
 اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کی وفات سے امامت
 حضرت حسن و حسین کو ملی۔ مگر اس سے حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل
 کیسے ثابت ہو گئی۔ شاید یہ کوئی مجتہد نہ باریکی ہے جو کسی کی سمجھ میں آنے
 کے قابل نہیں۔

مناظر شیعہ

حضرات! دیکھنا یہ ہے کہ جناب علیؓ کو خلافت قرآن سے
 ملتی ہے یا نہیں؟ اگر علی اہل بیت میں داخل ہے تو خلافت علی کا
 حق ہے۔ اور اگر اہل بیت میں سے نہیں تو خلافت جناب علی کا حق
 نہیں۔ میں نے اٹھا میں انبیاء کرام کا نام قرآن مجید سے ثابت کیا
 کہ ان کی ذریت اور آل میں نبوت کو رکھا گیا ہے تو خلافت بھی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت اور آل میں باقی انبیاء علیہم السلام کی
 طرح جاری ہوگی۔ اور حضرت ابراہیمؑ کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنا امام
 چنا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی ذریت کے لیے امامت
 کی دعائ مانگی تو صرف حضرت علیؓ ہی آل سے ہیں۔ لہذا خلافت ان کا حق
 ہے۔ کیونکہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور حسن و حسینؓ کو ایک چادر میں اپنے
 ساتھ لپیٹ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ

اَهْلُ بَيْتِي فَطَهَّرَهُمْ يَہ میرے اہل بیت ہیں ان کو پاک فرما اور
 بوقت حکم مباہلہ بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی چار حضرات کو
 اپنے ساتھ ملا کر مباہلہ کے لیے تشریف لائے۔ تو یہی چار حضرات
 آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انفس و ابناء و نساء بن سکتے ہیں
 آپ نے اور کسی کو شامل نہیں فرمایا تو بس خلافت بھی انہی کا حق تھا
 کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کا اور پھر حسن کا اور
 پھر حسین کا۔ یہی ہمارا مقصود و مدعا ہے۔

مناظر اہل سنت

۱۔ مولوی اسماعیل صاحب! یہ آپ کی مجتہدانہ من گھڑت بات
 ہیں یا قرآن مجید کا کوئی اصول ہے؟ یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ
 خلیفہ بلا فصل ہیں۔ اٹھائیں انبیاء علیہم السلام کا جن آیات میں ذکر
 ہے ان آیات میں حضرت علیؑ کی خلافت کا نام کہاں ہے؟ آپ
 مجھے یہ سیکھ لیجئے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہوتے ہیں اور حضرت علیؑ جناب
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں تو ان دونوں خلافتوں کا
 آپس میں بہت فرق ہے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا غلط ہے اور
 یہ تو آپ کو بھی مسلم ہے کہ حضرت علیؑ نبی نہیں تھے۔
 ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کے لیے جس

امامت کی دعائانگی وہ امامت نبوت ہے۔ آپ کا اور ہمارا مناظرہ نبوت کے متعلق نہیں خلافت کے متعلق ہے۔ اور اگر بالفرض آپ اس سے خلافت ہی مراد لیں تو پھر کیا حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو خلافت ملنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے خلافت مل جائیگی۔ جب کہ آپ کی معتبر کتاب نہج البلاغہ ص ۸۵ کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتواں دادا جناب صدیقؓ کا دادا تھا۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھواں دادا جناب عمر فاروقؓ کا دادا تھا۔ اور حضرت رسول اللہ کا چوتھا دادا جناب عثمانؓ کا دادا تھا۔

۳۔ آیت تطہیر کا سیاق و سباق حضرت نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے خطاب سے گھرا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا بھی ازواج مطہرات کے لیے نازل ہوئی ہے۔ دیکھیے قرآن۔ بُيُوتِكُنَّ - تَبَرَّجْنَ - اَقِمْنَ - اِتَيْنَ - اَطْعَنَ - وَاذْكُرْنَ - بُيُوتِكُنَّ یہ سب آگے پیچھے والے جمع مؤنث کے صیغے اور ضمیریں ہیں۔ اور درمیان میں ذکر تطہیر ہے جن میں تمام تر مخاطب ازواج مطہرات ہیں۔ تو تطہیر کو ازواج مطہرات سے کاٹ کر دوسری طرف لے جانا ظلم اور تحریفِ قرآن ہے۔ باقی عَنْكُمْ اور يُطَهِّرْكُمْ میں ضمیر کُم کا لانا ایسا ہے جیسا کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے لیے قرآن مجید میں اَتَجَبِّدُنَ مِنْ
 اَهْلِ الْبَيْتِ رَحِمَتْ اللّٰهُ وَبَرَكَ اَسْمُہَا عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ میں
 ہے۔ اور جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو فرمایا
 اِذْ قَالَ لِاَهْلِہٖ اُمِّکُمْ... سَاتِیْکُمْ... لَعَلَّکُمْ
 تَضَلُّوْنَ۔

البتہ ہمارا بھی یہ ایمان ہے کہ جب یہ آیت تطہیر نازل ہوئی تو
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ اور حضرت
 حسن و حسینؓ اور بعض روایات میں حضرت علیؓ کا نام بھی ہے، ان
 حضرات کو اپنی چادر میں لے کر فرمایا اَللّٰھُمَّ هُوَ لَا اَهْلَ بَیْتِیْ
 فَطَهِّرْهُمْ لَیَّ اللّٰہِ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ پس ان کو پاک
 کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے یہ حضرات بھی تطہیر میں
 داخل ہیں۔ اگر آیت تطہیر ان کے لیے نازل ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کو ان کے لیے دعا مانگنے کی حاجت نہ ہوتی۔ جب حضرت ام سلمہؓ
 نے چادر میں داخل ہونے کی درخواست کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا اَنْتِ عَلٰی خَیْرِ۔ خیر اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کے معنی یہ
 ہیں کہ تو بہت اچھے حال پر ہے۔ یعنی تمہارے حق میں تو یہ آیت
 تطہیر نازل ہوئی ہے اب میں ان کو بھی شامل کرتا ہوں جو پہلے
 شامل نہ تھے۔ کیونکہ اگر شامل ہوتے تو دعا کی ضرورت ہی نہ
 تھی۔ بہر حال حضرت علیؓ کا تطہیر میں یا اہل بیت میں شامل ہونا

حضرت علیؑ کے فضائل کو تو ثابت کر دیتا ہے جس میں ہم کو کوئی اختلاف نہیں، اور نہ حضرت علیؑ کی خلافت میں اختلاف ہے۔ اختلاف تو صرف خلافت بلا فصل میں ہے جس کی آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

باقی رہا مباہلہ ! تو یاد رکھیے مباہلہ واقع نہیں ہوا۔ اگر مباہلہ واقع ہوتا تب حقیقت کھلتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کو شامل کرتے ہیں اور کس کو شامل نہیں کرتے۔ خود مقابل فریق (نصرانیوں) کا باہم مشورہ یہی ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ نہ کریں۔ اس لیے کوئی نصرانی اپنے بیوی بچے اور عزیز واقارب ساتھ نہیں لایا۔ صرف چند آدمی صلح اور معاہدہ و جزیہ کی بات چیت کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرانیوں کی آمد کی خبر ملی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صداقت کا اظہار کرنے کے لیے فوری طور پر چند عزیز حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسن و حسینؑ اور حضرت علیؑ کو ساتھ لے کر تشریف لائے تاکہ نصرانیوں کے سامنے واضح ہو جائے کہ ہماری طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ سے منحرف نہیں ہوئے۔ اور تفسیر روح المعانی میں ہے :-

جَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِوَلَدِهِ وَ عُمَرُ بِوَلَدِهِ وَ عُثْمَانُ بِوَلَدِهِ يَعْنِي
حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے بال بچوں کو اور عمر فاروقؓ اپنے بال بچوں کو

اور عثمان غنیؓ اپنے بال بچوں کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لیے آگئے۔ اہل سنت اور شیعہ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ مسجد نبوی مہاجرینؓ انصار سے بھر گئی۔

ان امور سے قطع نظر جو کہ دعوتِ مباہلہ میں حضرت علیؓ کی شرکت سے آپؐ کی فضیلت اور منقبت تو ثابت ہو سکتی ہے جس سے اہل سنت کو کوئی انکار نہیں۔ کیونکہ حضرت علیؓ ہمارے پیر، مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اختلاف صرف خلافت بلا فصل میں ہے جس کی کوئی دلیل اب تک پیش نہیں کی گئی۔ آپؐ خلافت بلا فصل کی کوئی دلیل پیش کیجیے ورنہ اپنی شکست کا اعلان کیجیے۔

مناظر شیعہ

مولوی عبدالستار بار بار مطالبہ کر رہا ہے کہ حضرت علیؓ کا نام قرآن مجید سے ثابت کیجیے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-
وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا اور ہم نے ان انبیاء علیہم السلام کے لیے حضرت علیؓ کو زبانِ صدق بنا دیا۔ ہمارے امیر المؤمنین حضرت علیؓ علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کی لسانِ صدق ہیں۔
سورہ شعراء میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا منقول ہے کہ آپؐ نے دعا مانگی وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ، کہ اے میرے مولیٰ! میرے لیے پچھلے لوگوں میں لسانِ صدق رکھیے۔ جب پہلی آیت

ثابت ہوا کہ اس ان صدق حضرت علی ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعائیں حضرت علی مراد ہیں۔ اہل سنت کی کتاب تفسیر بیضاوی شریف میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعائیں کہ لے اللہ! میری اولاد میں صادق پیدا کر جو میری آل سے ہو دین کو زندہ کرے۔

دیکھیے حضرات! ان آیات سے حضرت علی کا نام ثابت ہو گیا ہے۔

۳۔ ثناء قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ حضرت علی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہے۔ دیکھیے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار حضرت علی علیہ السلام ہے تو خلیفہ بلا فصل بھی وہی ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِمَّا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ مُّسٰكِنُونَ تمہارا ولی اور متولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ ایمان دار ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ اس حال میں دیتے ہیں جب کہ نماز میں رکوع کر رہے ہوتے ہیں۔ اس آیت میں ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا والی اور متولی وہ ہوگا جو رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت علی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک سائل آیا تو اپنے اپنی انگشتی حالت رکوع میں اس کو دے دی۔ جیسا کہ اہل سنت کی تفسیر مدارک میں منقول و موجود ہے

مناظر اہل سنت

حضرات! ذرا انصاف تو فرمائیے آیت وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا کو خلافت بلا فصل سے کیا تعلق ہے؟ بے چارے مولوی اسماعیل کو تو خود ان کے اپنے مذہب کے ہی تمام علماء و مجتہدین جھوٹا ثابت کر رہے ہیں۔ دیکھیے ترجمہ مقبول ص ۶۱ پر اس آیت کے معنی یوں لکھتے ہیں:- ”اور ہم نے ان سب کے لیے ذکرِ خیر بلند مرتبہ کا مقرر کیا۔“ اور دوسرا ترجمہ شیعہ فرمان علی صاحب کا دیکھیے ص ۴۹ پر ہے:- ”اور ہم نے ان کے لیے اعلیٰ درجہ کا ذکرِ خیر دنیا میں بھی قرار دیا۔“ تو غور کیجیے اگر اس آیت میں لفظ علیؑ سے حضرت علیؑ مراد ہوتے تو شیعہ مفسر علیؑ کے لفظ کا ترجمہ اور معنی اعلیٰ درجہ کا ذکرِ خیر وغیرہ نہ کرتے بلکہ حضرت علیؑ کا نام لکھتے۔ کیونکہ اسمِ علم کے ترجمہ میں وہی نام لکھا جاتا ہے اس کا ترجمہ نہیں لکھا جاتا۔ جیسے کہ محمد رسول اللہ کے ترجمہ میں محمد کے معنی نہیں لکھے جاتے بلکہ جوں کا توں نام لکھا جاتا ہے کہ محمد خدا کے رسول ہیں۔

۲۔ بفرض محال اگر یہاں علیؑ سے مراد حضرت علیؑ ہی ہوں تو اس آیت کو خلافت بلا فصل سے کیا تعلق ہوگا۔ اس سے بس زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ حضرت علیؑ لسانِ صدق ہیں جس سے ان کی فضیلت ثابت ہوگی اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب بے چارے کو خلافت بلا فصل کی کوئی نص تو مل نہیں سکتی، اس لیے کبھی آپ لِسَانَ صِدْقِ عَلَیْہَا پڑھ دیتے ہیں اور کبھی دَرِ اَنتِہِ فِی اِقْرَآلِ کِتَابِ لَدَیْنَا لَعَلَّی حَکِیْمٌ پڑھ کر اپنے دل کو بہلا لیتے ہیں۔ ورنہ ان آیات کو خلافت بلا فصل سے کیا تعلق ہے؟ خود ان کے شیعہ مفسر مقبول احمد اپنے ترجمہ کے صفحہ ۹۷ پر اس آیت کے معنی یوں لکھتے ہیں:-

”اور بے شک وہ قرآن مجید ہمارے پاس ام الکتاب میں عالی شان اور حکمت والا ہے“ اور دوسرا شیعہ فرمان علی اپنے ترجمہ صفحہ پہ لکھتا ہے: ”اور بے شک یہ قرآن اصلی کتاب لوح محفوظ میں بھی جو ہمارے پاس ہے لکھی ہوئی ہے اور یقیناً بڑے رتبہ کی اور پر حکمت ہے۔“ حضرات شیعہ مفسرین کے ترجمہ کے مطابق ان آیات کو حضرت علی کی خلافت بلا فصل یا ان کی ذات سے کیا تعلق ہے؟ مولوی اسماعیل کو کہو کہ وقت ضائع نہ کرے۔

۳۔ مولوی اسماعیل صاحب نے جو یہ آیت پڑھی ہے وَاجْعَلْ لِّی لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْنِ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اے اللہ! مجھ میرا بول سچا پچھلوں میں“ یعنی ایسے اعمال مرضیہ اور آثارِ حسنہ کی توفیق دے کہ پیچھے آنے والی نسلیں ہمیشہ میرا ذکرِ خیر کریں اور میرے راستے کی طرف چلنے پر راغب ہوں۔ اور بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ آخر زمانے میں میرے گھرانے سے

نبی ہو۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں قبول عام عطا فرمایا، اور ان کی نسل سے خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جنہوں نے ملت ابراہیمی کی تجدید کی اور فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ آج بھی ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر اہل ملل کی زبان پر جاری ہے اور امت محمدیہ تو ہر نماز میں گماصلیٰ علیٰ ابراہیم اور گما بارکت علیٰ ابراہیم پڑھتی ہے۔

اور خود شیعہ مفسر مولوی فرمان علی صاحب نے اپنے ترجمہ کے صفحہ ۵۹ پر اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ ”اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر قائم کر۔“

غور کیجئے اس آیت کو تو حضرت علیؑ کی ذات سے بھی کوئی تعلق نہیں، چہ جائیکہ اس سے خلافت بلا فصل ثابت ہو۔

۴۔ شفاء قاضی عیاض کے حوالے سے جو حضرت علیؑ کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہونا بیان کیا ہے کیا اس سے خلافت بلا فصل ثابت ہو جاتی ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں

هُوَ الَّذِي آتَاكَ نَصْرَهُ وَبِالْمُؤْمِنِينَ اللہ تعالیٰ نے آپ کی

امداد و تائید فرمائی اپنی مدد سے اور ایمان داروں سے۔ نیز مہاجرین کے حق میں فرمایا گیا ہے کہ يُصْهِرُ ذَوَا اللّٰهِ وَرَسُوْلَکَ (سورہ حشر) ”مہاجرین اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ تو کیا تمام فقرہ

مہاجرین کے لیے خلافت بلا فصل ثابت ہو جائے گی؟ مولوی اسماعیل صاحب! کوئی خلافت بلا فصل کی دلیل پیش کیجیے۔

۵۔ حضرات! آیت اِمَّا وَلِیُّكُمْ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِیْنَ

کے معنی یہ ہیں ”تمہارا رفیق تو وہی اللہ ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایمان والے ہیں جو کہ قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں“ غور کیجیے، اس آیت کے اندر نہ تو حضرت علیؑ کا نام مذکور ہے اور نہ خلافت کا کوئی ذکر موجود ہے تو اس آیت سے حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کیسے ثابت ہو گئی؟ اگر مولوی اسماعیل صاحب کہیں کہ ولیؑ کے معنی یہاں خلیفہ بلا فصل ہے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کا ولیؑ ہونا بھی خلیفہ بلا فصل کے معنی میں ہوگا اور آیت میں الَّذِیْنَ۔ اٰمَنُوْا۔ یٰقِیْمُوْنَ۔ یُوْتُوْنَ۔ هُمْ رٰکِعُوْنَ تمام جمع مذکر کے الفاظ ہیں، جن سے ایک شخص کیسے مراد ہو سکتا ہے؟ تو اس نص قرآنی سے تو قطعاً خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہو سکتی۔

۶۔ باقی رہا حالت رکوع میں سائل کو انگشتی دینے کا قصہ۔

تو میں مولوی اسماعیل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ اہل سنت کے نزدیک روایت متواترہ ہے؟ اس روایت کا متواتر ہونا تو بجائے خود رہا خبر واحد صحیح کا درجہ بھی نہیں رکھتی بلکہ پرلے درجے کی ضعیف اور موضوع کہی گئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر مدارک میں قبل کے

لفظ سے نقل کی گئی ہے جو کہ اس روایت کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔

۷۔ سائل کو انگشتی دینے والی روایت صرف ثعلبی سے ہے جس کو حاطب اللیل کا لقب دیتے ہیں۔ جو رطب و یابس میں یعنی صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کرتا۔ اور سلسلہ تفسیر میں اس کی روایا کلبی سے ہوتی ہیں۔ اور کلبی کے متعلق قاضی شمس الدین خلیفہ نے لکھا ہے کہ کلبی عبد اللہ بن سبا یہودی کے ساتھیوں میں سے تھا جو کہتا تھا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے اور وہ دنیا میں پھر آئیں گے۔ نیز اس روایت کا اصل راوی جو ثعلبی ہے، اس ثعلبی کی بعض روایات کا سلسلہ محمد بن مروان اسدی الصفری پر ختم ہوتا ہے جس کا سلسلہ کذب اور وضع کی ایک کڑی بتایا جاتا ہے اور جو کٹر افضی تھا۔ تو ایسی موضوع، ضعیف و بے بنیاد روایت سے شیعوں کے عقائد کا اصولی مسئلہ کیسے ثابت ہوگا۔ حالانکہ عقائد اور اصول کے ثبوت کے لیے خبر واحد جو کہ ضعیف بھی نہ ہو کافی نہیں ہو سکتی بلکہ متواتر روایات کے بغیر عقائد و اصول ثابت نہیں ہو سکتے۔ مولوی اسماعیل صاحب! حسب شرائط مناظرہ حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل نص قرآن یا حدیث متواتر اہل سنت سے ثابت کیجیے۔ اگر جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہرگز نہ کرتے۔

اجتاج طبری ص ۳۶ پر ہے ثبوتنا ولید ابی بکر فبا بعد پھر حضرت
علیؑ نے ابو بکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔ یہ بیعت پیری
مریدی والی نہ تھی بلکہ خلافت منظور کرنے کی بیعت تھی۔

۸۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا اِنَّ
آیت سے پہلے اور اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو
جو حکم دے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ تم کس سے دوستی اور محبت
رکھو، اور کس سے دوستی و محبت نہ رکھو۔ جس میں یہ فرمایا
گیا ہے کہ تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ اور ان لوگوں کو
دوست نہ بناؤ جو اہل کتاب میں سے تمہارے دین کو ہنسی
کھیل ٹھیراتے ہیں۔ بلکہ تمہارا دوست و رفیق صرف اللہ ہے
اور اس کا رسول ہے اور مہاجرین و انصار ایمان دار ہیں جو نماز
قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رکوع
اور عاجزی کرتے رہتے ہیں۔ اور نماز کی فضیلت اور تعریف یہ
یہ ہے کہ وہ ہر اس فعل سے پاک ہو جو نماز سے تعلق نہیں رکھتا
خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر۔ فرق اتنا ہے کہ کثیر مفسد نماز ہے اور قلیل
مفسد نہیں۔ اب حضرت علیؑ کے متعلق یہ خیال کرنا کہ انہوں نے
حالت نماز میں زکوٰۃ دی عقلاً و درایۃً صحیح نہیں ہو سکتا۔ اولاً
اس لیے کہ یہاں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ ہے۔ اور قرآن مجید میں
نماز کے ساتھ جہاں جہاں زکوٰۃ کا ذکر ہے وہاں فرض زکوٰۃ مراد ہے

اور شیعہ سنی کا اس بات پر اتحاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت علیؑ کو بھی مالکِ نصاب نہیں بنے کہ ان پر زکوٰۃ فرض ہوئی ہو۔ ثانیاً نماز کی حالت میں سائل کا سوال کرنا اور جناب علیؑ کا حالت نماز میں رکوع کے اندر انگشتری اتار کر دینا حضرت علیؑ کے نماز میں خشوع کرنے کے خلاف ہے۔ کیونکہ انگشتری اتارنے اور دینے میں عمل کثیر پایا جاتا ہے جو کہ مفسد نماز ہے۔

۹۔ اس آیت میں اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ کے بعد جو آیت ہے اس میں فرمایا گیا ہے..... فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ کہ یہی اللہ تعالیٰ کی جماعت غالب ہوگی۔ تو شیعہ حضرات اپنے عقائد کے مطابق اس آیت سے حضرت علیؑ کو کیسے مراد لے سکتے ہیں جب کہ ان کے نزدیک حضرت علیؑ تمام عمر مغلوب رہے حتیٰ کہ ان کی گردن میں رسی ڈال کر ان سے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر بیست کرائی گئی اور وہ حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے جا کر نماز میں بھی پڑھا کرتے تھے اور تعریفیں بھی کیا کرتے تھے۔

مناظر شیعہ

حضرات! آیت وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا میں اگر عِدِّیَّ سے حضرت علیؑ کی ذات مراد ہو تو کون سی نحوی غلطی ہوگی؟

۲۔ اہل سنت کی معتبر تفسیر بیضاوی جلد دوم کے ص ۱۱۱ پر آیت

وَابْجَعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ کے متعلق لکھا ہوا ہے
 صادقاً من ذریعتی عجد اصل دینی یعنی میری اولاد سے ایک
 صادق مقرر کیجئے جو میرے اصل دین کی تجدید کرے۔ تو ان دونوں
 آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب
 امیر المومنین کے لیے ہی دعا مانگی تھی جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے
 لسان صدق ہیں۔

۳۔ یہ دیکھو ہمارے مذہب کی تفسیر صافی کے ف ۲۳ پر ہے کہ
 لِسَانَ صِدْقٍ عَلَيَّ سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں۔
 ۴۔ تفسیر قمی میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں کہ لسان صدق
 سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں۔

۵۔ باقی مولوی عبدالستار نے جو حضرت علی کی گردن میں سی ڈالتے کا
 طعنہ دیا تو یہ ان کی بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے کہ کفار نے حضور کے
 گلے کو گھونٹا تھا۔ اگر علی کے گلے کو بھی رسی سے گھونٹا گیا تو کیا حرج
 ہے؟

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسماعیل صاحب بے چارے تو حضرت علیؑ
 کے نام کو قرآن سے ثابت کرنے کے چکر میں پھنس گئے ہیں۔ مولوی
 صاحب! بحث تو حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل پر ہے کوئی ایسی

آیت پیش کرد کہ جس میں توحید و رسالت کی طرح صاف صلاحت
لفظوں میں حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کا اعلان ہو۔ کھینچنا تانی
کو نادیا نت سے دور ہے۔ آپ کے تو ابھی سے ہوش اُٹ گئے ہیں۔
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

۱۔ مولوی اسماعیل صاحب بار بار کہتے ہیں کہ اگر لِسَانِ صِدِّقِ
عَلِیَّہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مراد لی جائے تو کون سی نخوی غلطی ہوگی؟
تو میں مولوی اسماعیل بے چارے سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی مہرزائی،
مولوی اسماعیل صاحب کو کہے کہ آیت مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّا لَآئِیْ مِنْ
بَعْدِی اَمَّا اَنْتَ اَحْمَدُ میں اُن کا مرزا مراد ہو تو کون سی نخوی غلطی
ہو جائے گی؟ تو پس کیا نخوی غلطی نہ ہونے سے قرآن کا شمع و
مقصد بھی ٹھیک رہ جائے گا؟ اسی طرح اگر کوئی خارجی مولوی اسماعیل کو
کہے کہ آیت وَیَزِیْدُہُمْ مِنْ فَضْلِہِ میں یزید بن معاویہ مراد ہے
تو کون سی نخوی غلطی ہوگی؟ یا مولوی اسماعیل صاحب سے میں پوچھتا
ہوں کہ اگر آیت اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدِّیْنِ لَکَ الْاَسْفَلِ مِنَ السَّابِی
میں منافقین سے مراد رافضی شیعہ ہوں تو اس میں کون سی نخوی
غلطی ہوگی۔ مولوی اسماعیل صاحب کے قانون کے مطابق جب
منافقین سے رافضی شیعہ مراد لینے میں کوئی نخوی غلطی نہیں ہوتی
تو رافضیوں تبرائیوں کا جہنمی ہونا نص قرآن سے ثابت ہو گیا۔ لہذا
ان کو اس قانون کی ایجاد مبارک ہو۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل و اصول کی

بات ہے کہ جس آیت میں کوئی نحوی غلطی لازم نہ آئے اس سے جو بھی
معنی و مقصد مراد لے لیا جائے وہ صحیح اور مطابق قرآن ہوگا۔

۲۔ مولوی اسماعیل صاحب نے جو بیضاوی شریف کا حوالہ نقل کیا ہے
اس میں حسبِ عادت اپنی دیانت کا دیوالہ نکال دیا اور پوری خیانت
کے عبارت کو ادھورا چھوڑ دیا، کیونکہ بیضاوی شریف جلد دوم
کے ص ۱۱۱ پر ہے۔

صادق من ذریعتی محمد اصل دینی وید عوالناس الی
ماکنت ادعوہ الیہ وہو محمد صلوات اللہ
علیہ۔

ترجمہ :- میری اولاد سے ایک صادق آئے جو میرے اصل
دین کی تجدید کرے اور لوگوں کو اس دین حق کی طرف دعوت دے
جس کی میں دعوت دیتا ہوں اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
دیکھیے حضرات، مولوی اسماعیل نے خیانت کر کے وہو محمد
صلوات اللہ علیہ کے الفاظ چھوڑ دیے تاکہ صادق من ذریعتی کا
مصدق بجائے محمد صلوات اللہ علیہ کے حضرت علیؑ کو دکھائے۔

۳۔ ۴۔ تفسیر صافی اور تفسیر قمی کے جو حوالے پیش کیے ہیں کہ
لِسَانِ صِدْقٍ عَلَیَّ سے مراد حضرت علیؑ ہیں تو یہ شرائط مناظرہ کے
بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو نص قرآن ہے اور نہ اہل سنت کی
متواتر حدیث ہے بلکہ یہ شیعہوں کی ایک من گھڑت بات ہے اور

یہ دونوں کتابیں بھی خود شیعوں کی ہیں۔ اور انہوں نے بھی آیت کے الفاظ کے ترجمہ کے اندر علیا کے لفظ کے معنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں کیا، جیسا کہ ہم شیعہ مذہب کے اردو تراجم سے بھی یہ بات واضح کر چکے ہیں۔

۵۔ میں مولوی اسماعیل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار کے تابع ہو گئے، اور ان کی کسی بات کو مان لیا اور کسی قسم کی دینی کمزوری کا اظہار کیا؟ جیسا کہ شیعوں نے حضرت علیؑ کے متعلق گھڑا ہے کہ ان کی گردن میں رسی ڈالی گئی اور ان سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت لی گئی اور ہاتھ پر ہاتھ رکھوایا گیا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کفار پر غالب کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے ہاتھوں ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ تو کیا شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰؑ کو اصحاب ثلاثہ پر غلبہ ہوا؟

مناظر شیعہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضور نے دعا مانگی رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدِّقٍ ... وَاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔

ترجمہ۔ اے میرے رب عطا کر دے مجھے ایک سلطان جو نصیر و مددگار ہو۔

اب میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں کہ سلطان نصیر کون ہے ؟

۲۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ تَابِعُ لَکُمْ فِیْکُمْ الثَّقَلَیْنِ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸) میں تم مسلمانوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ایک قرآن مجید اور دوسری اہل بیت۔ دیکھیے اہل بیت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے ؟

۳۔ تفسیر خازن میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے متعلق فرمایا :-

اِنَّ هَذَا اَخِیْ وَوَصِیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْکُمْ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاطِیْعُوْا۔

تحقیق یہ (حضرت علیؑ) میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم لوگوں میں، پس اس کا حکم سنو اور مانو۔

۴۔ نیز معالم التنزیل میں بھی بعینہ ہی الفاظ مذکورہ بالا ہیں۔ دیکھیے حضرات اکیسی واضح روایت سے حضرت علیؑ کا خلیفہ ہونا ثابت ہو گیا۔

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب ! "سلطان نصیر" کا مطلب مجھ سے کیا پوچھتے ہو ؟ اپنے مذہب کے ترجمہ مقبول احمد ص ۵۷۸ سے

پوچھ لیجیے جو کہ لکھتے ہیں: ”اور میرے لیے اپنی طرف سے مدد کرنے والا غلبہ مقرر فرمادیجیے۔“ اور اپنے فرمان علی صاحب شیعہ کے ترجمہ ص ۴۶۲ سے پوچھ لیجیے جو کہ لکھتے ہیں: ”اور مجھے خاص اپنی بارگاہ سے ایک حکومت عطا فرما جس سے ہر قسم کی دہنیچے۔“ تو اس آیت میں نہ تو حضرت علیؑ کا نام موجود ہے اور نہ کوئی خلافت بلا فصل کا ذکر ہے۔

اس آیت میں تو اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ایک عطا کھلائی گئی کہ کفار مکہ پر فتح و نصرت کے لیے یہ دعا پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے نصرت اور حکومت طلب کرو۔

۲۔ حضراتِ اہل بیتِ کرام کی محبت ہمارے ایمان کا جزو ہے۔

ہم اہل سنت ہیں شیعہ تو نہیں کہ بارہ اماموں کے علاوہ خاندانِ نبوتِ اہل بیت اور ازواجِ مطہرات، بناتِ طہیات پر کافر اور کذاب ہونے کے فتوے دیں اور امامِ حسنؑ کے بیٹے اور حضرت علیؑ و سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کے پوتے حضرت زید کو ”واصلِ جہنم“ کہیں۔ اور امام علی نقی کے بیٹے اور امام حسن عسکری کے بھائی حضرت جعفر کو کذاب و نہایت ہی جھوٹا، کافری دیں۔ ہمارے نزدیک تو اہل بیت کے چھوٹے بڑے، بارہ حضرات اور ان کی اولاد و عزیز و اقارب تمام کے تمام رہ نما اور مقتدا اور قابلِ تعظیم و محبت ہیں۔ باقی ثقلین سے مراد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ویسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت میں اہل بیت کی تعظیم و محبت

اور انصار کا احترام اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا گیا ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔ مولوی صاحب ! اس روایت کو حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کے سرموبھی تعلق نہیں ہے۔

۳، ۴۔ تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل کی روایت ایک ہی ہے۔ خازن میں اس کی سند مختصر ہے رضی محمد بن اسحاق عن علیؑ معالم التنزیل میں اس روایت کی پوری سند موجود ہے رضی محمد بن اسحاق عن عبد الغفار بن القاسم عن المنہال بن عمرو عن عبد اللہ بن الحارث بن عبد المطلب عن عبد اللہ بن عباس عن علی بن ابی طالب یہ اس روایت کی اصل اور پوری سند ہے۔ یہ روایت اہل سنت کے نزدیک قطعاً ناقابل اعتبار ہے۔ کیونکہ اس روایت کا راوی عبد الغفار ہے جو رافضی شیعہ ہے ائمہ حدیث نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ روایتیں اپنی طرف سے وضع کیا کرتا تھا۔ دیکھیے :-

۱۔ قانون الموضوعات ص ۲ پر علامہ الطاہر الفتنی الہندی نے لکھا ہے :- عبد الغفار بن القاسم متروک شیعہ یضع۔ عبد الغفار ابن القاسم اس قسم کا راوی ہے جس کی روایت چھوڑی جاتی ہے کیونکہ وہ شیعہ تھا اور روایتیں اپنی طرف سے وضع کرتا تھا۔

۲۔ کشف الاحوال فی نقد الرجال ص ۲ پر علامہ مولانا عبد الوہاب

مد اسی لکھتے ہیں عبد الغفار بن القاسم بن ابی مریم الانصاری لکونی
متروک یضع شیعی عبد الغفار متروک راوی ہے جو روایتیں وضع کرتا
اور بناتا اور شیعی تھا۔

۳۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ابن کثیر میں آیت **وَإِنْذِرْ
عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ** کے تحت جلد سوم صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲ پر اس روایت
اخی ووصی و خلیفتی کے متعلق لکھا ہے کہ اس روایت کا راوی صرف
عبد الغفار بن القاسم ہے تفرد بهذا السياق عبد الغفار بن
القاسم بن ابی مریم وهو متروک کذاب شیعی اتهمہ علی بن
المدینی وغیرہ بوضع الحدیث وضعف الامتہ جو کہ متروک
ہے۔ انتہائی کذاب اور جھوٹا ہے۔ شیعہ ہے۔ علی بن مدینی وغیرہ نے
اس کو وضع حدیث سے متهم کیا ہے۔ اور امہ حدیث نے اس کو
ضعیف لکھا ہے۔

۴۔ ملا علی قاری نے اپنی کتاب الموضوعات الکبیرہ مختبائی صفحہ ۹۴ پر
لکھا ہے کہ یہ روایت ان هذا اخی ووصی والخليفة من بعدی
موضوعات میں سے ہے۔

۵۔ لسان المیزان صفحہ ۴۲ جزو ۴ حرف العین میں عبد الغفار بن
القاسم کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں :-

هو افضی لیس بثقة ويقال من رؤس الشيعة کہ یہ
عبد الغفار افضی تھا۔ کوئی معتبر اور سچا راوی نہ تھا۔ اور اس کے متعلق

بیان کیا گیا ہے کہ بڑے شیعوں میں سے تھا۔

حضرات انعمہ کیجیے کہ بے چارہ مولوی اسماعیل کس قدر موضوع روایت پیش کرتا ہے۔ یہ اس کے شکست کھانے کی دلیل ہے۔ حالانکہ شرائط مناظرہ میں خلافت بلا فصل کی دلیل نص قرآن اور اہل سنت کی متواتر حدیث مقرر کی گئی ہے۔ اس روایت کا متواتر ہونا تو بجائے خود رہا یہ تو خبر واحد صحیح بھی نہیں بلکہ موضوع اور شیعوں کی من گھڑت ہے۔ علاوہ ازیں اگر بفرض محال اس روایت کے موضوع ہونے سے قطع نظر کر لی جائے تو اس میں خلافت بلا فصل کا ذکر کہاں ہے؟ اس قسم کے الفاظ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر صافی کے ص ۵۲۳ پر موجود ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت حفصہؓ کو فرمایا :-

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَلِي الْخِلَافَةَ مِنْ بَعْدِي ثَوْبَعْدَةَ الْبَوْلِ فَقَالَتْ
مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا قَالَ نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ۔

ترجمہ :- ضرور بالضرور میرے بعد خلافت کا والی ابوبکر ہوگا۔ اس کے بعد تیرا باپ (حضرت عشر) خلیفہ ہوگا۔ حضرت حفصہؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کو اس بات کی خبر کس نے دی ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔ تو اس روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوگا۔ اور خازن والی اس کمزور روایت سے معلوم ہوتا ہے

کہ خلیفہ میرے بعد علی ہے۔ اب دونوں روایتوں کی تطبیق اس طرح ہے کہ یہ دونوں حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ہوں۔ اگر حضرت علیؓ سے پہلے ابو بکرؓ و عثمانؓ و خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور پھر حضرت علیؓ خلیفہ ہوں تو بھی آپؐ کا یہ ارشاد سچا ہے کہ علی میرے بعد خلیفہ ہے۔ کیونکہ خازن کی روایت اور معالم التنزیل کی روایت میں میرے بعد خلیفہ بلا فصل کا کوئی لفظ نہیں ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب! حضرت علیؓ کے فضائل اور خلافت کے حق ہونے میں مناظرہ نہیں۔ حضرت علیؓ کی خلافت ہمارا ایمان ہے اور آپؐ کے فضائل ہمارا دین ہے۔ آپؐ کا اور ہمارا اختلاف خلافت بلا فصل میں ہے۔ لہذا آپؐ حسب شرائط نص قرآن اور حدیث متواتر اہل سنت سے کوئی ایک دلیل پیش کیجیے۔ لیکن دنیا بھر کے شیعہ مجتہد اس قسم کی کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے۔

مناظرہ شیعہ

۱۔ خصائص نساوی ص ۹ پر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ تو میرا خلیفہ ہے۔ دیکھیے جناب امیر المومنین حضرت علیؓ کی خلافت کا واضح الفاظ میں اعلان ہے۔

۲۔ خاصہ نساہی میں مکتبہ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان علیاً متقی و انا منه و هو ولی کل مؤمن من بعدی۔

تحقیق علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ (علی) ہر مؤمن کا میرے بعد ولی ہے۔

دیکھیے اس روایت سے بھی صاف جناب امیر المومنین کی خلافت ثابت ہو رہی ہے۔ اب تو مولوی عبد الستار کا مطالبہ پورا ہو گیا، بار بار کہتا ہے کہ حضرت علی کی خلافت ثابت کرو۔

۳۔ مولوی عبد الستار نے جو یہ کہا ہے کہ اگرچہ جگہ حضرت علی خلیفہ ہوں تو بھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ہو گئے اور یہ روایت سچی ہو گئی۔ تو ان کی یہ بات غلط ہے حالانکہ بعد اتصال کو چاہتا ہے جیسا کہ قرآن مجید ہے یَأْتِي مِنْ بَعْدِي أَسَدٌ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آئے اور کوئی نبی اور رسول نہیں آیا۔

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ابوداؤد طیالسی جلد اول ص ۲ پر ہے کہ حضرت علی نے فرمایا:۔ عَمَّنِي سَوَالُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيرِ سَدِ لَهَا خلفی مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر کے دن پگڑی بندھوائی جس کا شملہ میرے پیچھے تھا۔

حضرات! دیکھیے پگڑی تو حضرت علی کو بندھوائی گئی اور خلیفہ

اصحاب ثلاثہ ہو جائیں۔

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسماعیل نے جو خصائص نسائی ص ۹۱ الخ خلیفتی والی روایت پیش کی ہے اس روایت کی سند میں ایک اور ابونعیم بن ابی سعید ہے جس کا نام یحییٰ تھا۔ تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص ۲ پر ہے۔

۱۔ قال البخاری فیہ نظر امام بخاری نے فرمایا کہ اس ابونعیم یحییٰ میں اعتراض ہے۔

ب۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال مخطی۔

ابن حبان نے ابونعیم کو ثقہ روایوں میں ذکر کر کے اس کے متعلق کہا کہ یہ خطا کرتا ہے یعنی اس کی روایتوں میں خطا واقع ہوتی ہے۔

ج۔ ان ابن معین ضعف یحییٰ بن معین نے اس ابونعیم یحییٰ کو ضعیف بیان کیا ہے۔

د۔ وقال احمد بن حنبل حدیثاً منکراً اور امام احمد نے فرمایا کہ اس ابونعیم یحییٰ نے حدیث منکر یعنی صحیح احادیث کے خلاف حدیث روایت کی ہے جس سے اس کا ضعیف ہونا ثابت ہوتا ہے۔

نیز میزان الاعتدال للذہبی جلد ثالث ص ۲۹۲ پر اس ابونعیم کے متعلق لکھا ہے ومن منا کثیرہ عن عمر بن مہمون عن ابن عباس۔

اس ابوبلیج کی جو روایت خصائص نسائی میں انت خلیفتی والی ہے اس روایت کو ابوبلیج نے عمرو بن میمون عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے جو کہ اسی ابوبلیج کی منکر روایت ہے۔ یعنی اور ثقہ عادل اویوں کی احادیث کے خلاف ہے۔

لہذا ایسی منکر اور ضعیف روایت سے کیے خلافت بلا فصل ثابت ہو سکتی ہے؟ خبر واحد اگرچہ صحیح بھی ہو اور ضعیف و منکر بھی نہ ہو اس سے عقیدہ اور اصول دین ثابت نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ایسی کمزور روایت کے شیعہ کا اصولی مسئلہ خلافت بلا فصل ثابت ہو جائے۔ حسب شرائط کوئی حدیث متواتر پیش کیجئے۔

دوسرے اگر بالفرض یہ روایت صحیح بھی ہو تو حضرت علیؓ کی مطلق خلافت پر دلالت کرے گی جس میں ہمارا اور تمہارا کوئی اختلاف نہیں مگر خلافت بلا فصل جس میں بحث ہے وہ اس سے کیے ثابت ہو جائے گی؟

۲۔ خصائص نسائی ص ۲۳ سے جو روایت ہو ولی کل مومن من بعدی والی پیش کی گئی ہے اس روایت کے اسناد میں جعفر بن سلیمان راوی ہے جس کے متعلق تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۹۵ پر مرقوم ہے انما کان بتشیع وکان یحدث باحادیث فی فضل علی۔

کہ جعفر بن سلیمان شیعہ مذہب رکھتا تھا اور حضرت علیؓ کی فضیلت

۱۶۰
میں بہت سی احادیث بیان کرتا تھا۔

قال الدُّرِّيُّ كَانَ جَعْفَرًا إِذَا ذَكَرَ مَعَاوِيَةَ نَشْتَمَهُ -

علامہ دوری کہتے ہیں کہ یہ جعفر بن سلیمان جب امیر معاویہ کا ذکر کرتا تو ان کو گالیاں دیتا تھا۔

میزان الاعتدال جلد اول ص ۱۸۹ پر ہے کان یحیی بن سعید لا یکتب حدیثہ ویستضعفہ۔

یحیی بن سعید اس جعفر بن سلیمان کی حدیث نہیں لکھتے تھے اور اس کو ضعیف سمجھتے تھے۔

ب۔ قال یزید بن ربیع جعفر یشب الی المرفض۔ یزید ابن ربیع نے کہا کہ یہ جعفر رافضی بیان کیا جاتا ہے۔

ج۔ قال ابن عدی جعفر شیعہ۔ علامہ ابن عدی نے کہا ہے کہ جعفر بن سلیمان شیعہ ہے۔

حضرات! غور کیجئے مولوی اسماعیل کس قسم کی روایات پیش کر رہا ہے۔ جب کہ اس روایت کا راوی ہی ضعیف اور شیعہ رافضی ہے تو ایسی روایت ہمارے لیے کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے اور استدلال میں کیسے پیش کی جاسکتی ہے؟

اگر بالفرض اس روایت کے ضعف سے قطع نظر کر لی جائے تب بھی اس روایت کو خلافت بلا فصل سے کیا تعلق ہے۔ البتہ خارجیوں کی تردید کے لیے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ علی میرے بعد

ہر مومن کا دوست ہے۔ ولّٰی کے معنی دنیا کی کسی لغت کی کتاب میں خلیفہ بلا فصل نہیں ہیں۔

۳۔ مولوی اسماعیل کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بعد کے ہمیشہ اتصال چاہتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہیں تھا۔ غالباً بے چارہ اپنی کتابوں سے بھی واقف نہیں۔

دیکھیے یہ شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب جلد دوم ص ۱۴۶ پر لکھا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”عیسیٰ علیہ السلام شمعون را وصی خود گردانید۔ و شمعون یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام را و یحییٰ علیہ السلام منذر را و منذر سلیمہ را و سلیمہ برودہ را علیہم السلام و برودہ وصیت ہا و کتابہا را بن سلیم نمود۔“

دیکھیے اس روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کتنے نبی گزرے ہیں شمعون، یحییٰ، منذر، سلیمہ، برودہ۔ تو مولوی اسماعیل صاحب سے پوچھیے کہ اب بعدی کا اتصال کہاں گیا؟ نیز شیعہ کی کتاب درہ بخفیہ شرح نہج البلاغہ کے ض ۱۹ پر ہے فری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخبر ان بنی امیّۃ تملک الخلافتہ بعدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا کہ آپ نے

خبر دی تھی کہ ضرور بنی امیہ میرے بعد خلافت کے مالک ہوں گے۔

تو اب مولوی اسماعیل صاحب سے پوچھیے کہ بنی امیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصلاً خلافت کے مالک بنے؟ جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی امیہ کے درمیان کتنے خلفاء اور سونے ہیں۔ تو اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے درمیان اور خلفاء ہونے سے حضرت علیؓ کا من بعدی خلیفہ ہونا صحیح رہے گا۔

۴-۱۔ ابو داؤد طیالسی کی پگڑی بندھوانے والی روایت کے اسناد میں اشعث بن سعید راوی رافضی شیعہ ہے۔ تہذیب التہذیب میں مرقوم ہے واتفقوا علی ضعفہ تمام محدثین اشعث بن سعید کے ضعف پر متفق ہیں۔ تو ایسے ضعیف راوی کی روایت کیسے قابل اعتبار ہوگی۔

ب۔ مولوی اسماعیل صاحب غالباً حواس باختہ ہو چکے ہیں یہاں کہہ دوئی حضرت علیؓ کو پگڑی بندھوانے یا نہ بندھوانے کی بحث ہو رہی ہے جو آپؐ نے پگڑی بندھوانے کی روایت پیش کر دی۔ اگر پگڑی بندھوانے کی روایت صحیح مان لی جائے تو اس کو خلافت بلا فصل سے کیا تعلق ہوگا؟ دیکھیے مشکوٰۃ شریف کے ص ۲۷ پر ہے:-

عن عبد الرحمن بن عوف قال غمى رسول الله صلى الله

علیہ وسلم فسد لہا بین یدی ومن خلفی۔ سہراہ ابو داؤد۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پگڑی بندھوائی، جس کے کنارے یعنی شملے میرے آگے اور پیچھے دو لٹکا دیے۔

حضرات! مولوی اسماعیل صاحبؒ کے پوچھیے کہ کیا حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ کو پگڑی بندھوائے سے ان کی بھی خلافت بلا فصل ثابت ہو گئی؟

مناظر شیعہ

مومنین کرام! میں امیر المومنین علی علیہ السلام کی خلافت کے دلائل کی بوجھاڑ کر دوں گا جن کے جواب کی مولوی عبدالستارؒ میں طاقت ہی نہیں ہے۔

۱۔ فتاویٰ عبدالحی میں لیلۃ الجن کی روایت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وما اظن اجلی الا قد اقترب جو کچھ میرا خیال ہے وہ یہ ہے کہ میری رحلت کا وقت قریب آچکا ہے۔ تو ابن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا:-

یا رسول اللہ الا تستخلف ابابکر فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف

عَلَيْكَ قَالَ وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَوْ بَايَعْتُمُوهُ وَأَطَعْتُمُوهُ أَدْخَلَكُمْ
الْجَنَّةَ -

ترجمہ - یا رسول اللہ! آپ ابو بکر کو خلیفہ نہیں بناتے؟ پس
آپ نے منہ پھیر لیا۔ اسی طرح عمر کے متعلق۔ اور جب میں نے علی المرتضیٰ کے
متعلق کہا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم نے اس کی بیعت کر لی اور
اطاعت کر لی تو خدا تم کو جنت میں داخل کرے گا۔

دیکھیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر و عمر کا خلیفہ بنانا
پسند نہ فرمایا اور علی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اطاعت
کرنے پر بہشت کی خوش خبری سنائی۔ اس سے بڑھ کر خلافت بلا فصل کی
کیا دلیل ہوگی؟

۲۔ اہل سنت کی متعدد احادیث کی معتبر کتابوں میں موجود
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَن
كَانَتْ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ جس کا میں مولیٰ ہوں،
اس کا علی مولیٰ ہے۔ دیکھیے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سب کا مولیٰ فرمادیں اس کی خلافت بلا فصل میں کسی کو
شک ہو سکتا ہے؟ میں دیکھوں گا کہ مولوی عبدالستار ان
معتبر روایات اور واضح و صاف احادیث کا کیا جواب دے گا۔
قیامت تک جواب نہ دے سکے گا۔

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسماعیل نے جو روایت فتاویٰ عبدالحی کی نقل کی ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی یحییٰ بن یعلیٰ اسلمی ہے جس کے متعلق تہذیب التہذیب جز و گیارہ ص ۳۲ پر ہے قال ابن عدی کوفی من الشيعة علامہ ابن عدی نے فرمایا کہ یحییٰ بن یعلیٰ اسلمی کوفی شیعہ ہے۔ اور تقریب التہذیب کے ص ۵۵ پر ہے :-

یحییٰ بن یعلیٰ الاسلمی الکوفی شیعہ ضعیف من التاسعة۔
یحییٰ بن یعلیٰ اسلمی کوفی ہے جو شیعہ تھا۔ نہایت ضعیف راوی ہے جو نویں ¼ درجہ میں شمار کیا گیا ہے۔

نیز اسی روایت کی سند میں ایک دوسرا راوی ابو عبد اللہ جدلی ہے جس کے متعلق تقریب التہذیب کے ص ۵۹ پر ہے :-

رہی بالتشیع ابو عبد اللہ جدلی کو شیعہ بیان کیا گیا ہے۔
تہذیب التہذیب کے ص ۱۷ جز و ۱۲ پر ہے ابن سعد نے فرمایا :- و کان شديداً للشيعة کہ ابو عبد اللہ جدلی سخت شیعہ تھا۔ اور میزان الاعتدال للذہبی کے ص ۳۶ ج ۳ پر ہے :- ابو عبد اللہ الجدلی شیعہ بغیض۔ ابو عبد اللہ جدلی شیعہ تھا اور اصحاب کرام سے سخت بغض رکھتا تھا۔

طبقات الکبیر ج ۶ ص ۱۵۹ طبع جرمن پر علامہ ابن سعد لکھتے ہیں :-

اسمہ عبد بن عبد بن عبد اللہ بے تضعیف فی حدیثہ
وکان شدید التشیع۔

ترجمہ :- ابو عبد اللہ جد لی کا نام عبد بن عبد بن عبد اللہ ہے۔
حدیث کی روایت میں اس کو ضعیف سمجھا جاتا ہے اور یہ سخت قسم کا
شیعہ تھا۔

فتاویٰ عبد الحمی سے اس پیش کردہ روایت کے ہم معنی ایک
دوسری روایت بھی وہاں فتاویٰ میں ہے جس کی سند میں ایک
راوی مینا موجود ہے جس کے متعلق موضوعات شوکانی طبع لاہور کے
ص ۱۲۵ پر لکھا ہے :-

مینا مولیٰ عبد الرحمن بن عوف لیس بثقة قد اتهم
بوضعه۔

ترجمہ :- مینا جو عبد الرحمن بن عوف کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام)
سے ثقہ اور قابل اعتبار راوی نہیں ہے۔ خود حدیث وضع کرنے کے
ساتھ متہم ہے۔

عبد الرحمن سیوطی نے اللآلی المصنوعة فی احادیث الموضوعه
کے ص ۱۹۷ پر اس مینا کے متعلق لکھا ہے :-

وغال فی التشیع لیس بثقة یہ مینا غالی شیعہ تھا۔ ثقہ اور
قابل اعتبار نہیں ہے۔

تقریب التہذیب کے ص ۱۸۵ پر اس مینا بن ابی مینا الحجاز کے

متعلق ہے :-

رہی بالفرض وکذبہ ابو حاتم مینا کو رافضی بیان کیا گیا ہے
اور ابو حاتم نے اس کو جھوٹا راوی کہا ہے۔

تہذیب التہذیب کے ص ۳۹ پر اس مینا کے متعلق لکھا ہے :-

قال الجوزجانی انکوالاۃ حدیثہ لسوء مذہبہ
علامہ جوزجانی نے کہا کہ ائمہ حدیث نے اس مینا کی حدیث کا
انکار کیا بوجہ اس کے بد مذہب ہونے کے۔

اور ابو حاتم نے کہا (تہذیب التہذیب ص ۳۹) لا یعبأ بحدیثہ

کان یکذب قال ابن عدی انه یغلوا فی التشیع۔

اس مینا کی حدیث قابل اعتبار نہیں۔ یہ جھوٹ کہتا تھا۔ اور ابن

عدی نے فرمایا یہ مینا شیعہ ہونے میں غلو کرتا تھا۔

حضرات! یہ فتاویٰ عبدالحی کی روایتوں کا حال ہے کہ جس کے
روایت کرنے والے ہی شیعہ کذاب جھوٹے راوی ہوں۔ کیا ایسی روایت
سے ہمارے سامنے خلافت بلا فصل جیسا اصولی مسئلہ جس پر ایمان و کفر کا دارم دار
رکھا گیا ہے ثابت ہو سکتا ہے؟

علاوہ ازیں بالفرض محال اگر اس روایت کو مان بھی لیا جائے تو اس
روایت میں کہاں لکھا ہے کہ آل حضرت نے فرمایا ہو کہ حضرت علی رض
خلیفہ بلا فصل ہیں میں نے ان کو مقرر کر دیا ہے۔ عقائد ترغیبی کلمات
سے ثابت نہیں ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نبوت اور اطلاع

الہی سے یہ معلوم تھا کہ حضرت علیؓ کی خلافت میں فتنہ فساد اور اختلاف ہوگا۔ اس لیے آپؐ نے حضرت علیؓ کی اطاعت اور بیعت کی ترغیب دی۔ باقی اعلان اور تقریر خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور ارادہ پر چھوڑا اس لیے تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ و عثمانؓ و علیؓ کی خلافت کا اعلان کر کے اور عام صحابہ کرامؓ سے منوا کر نہیں گئے۔ اور یہی مشیتِ ایزدی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشیتِ ایزدی کے خلاف عبداللہ بن مسعودؓ کے کہنے پر کیسے تقریر اور اعلان فرماتے۔

۲۔ حضرات! مولوی اسماعیل کی دوسری مایہ ناز دلیل روایت من کنت مولاً فهذا علیؓ مولاً ہے۔ مولیٰ کے معنی خلیفہ بلا فصل نہیں آتے۔

(۱) قرآن مجید میں ہے فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَانَا وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے اور جبریل اور صالح مومنین مولیٰ ہیں۔ تو کیا اس کا یہی مطلب ہوگا کہ اللہ اور جبریل اور صالح مومنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل ہیں۔ باقی جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مولیٰ کہا ہے اسی مشکوٰۃ شریف کے ص ۲۹۳ پر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ابن حارثہؓ کو فرمایا اَنْتَ اَخُوْنَا وَهِيَ لَانَا تُوْهُمَارَا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔

تو کیا حضرت زید بن حارثہؓ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل تھے؟

۱۳۔ شیعہ حضرات! آپ جو ہمیشہ کہا کرتے ہیں مولانا نقیبت حسین صاحب، مولانا بشیر صاحب، مولانا محمد اسماعیل وغیرہ کیا یہ سب مولانا صاحبان بلا فصل خلیفہ ہیں؟ یہ وہی مولیٰ کا لفظ تو ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا اور آپ اپنے علماء کے متعلق کہا کرتے ہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب! حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا ہمارے مولے ہیں، مقتدا ہیں، پیشوا اور رہنما ہیں۔ آپ خلافت بلا فصل کی کوئی دلیل پیش کیجیے ورنہ اپنی شکست کا اعلان کیجیے۔ مولے کے لفظ کے معنی تو مطلق خلافت بھی نہیں ہو سکتے، چہ جائے کہ خلافت بلا فصل ہوں۔

مناظر شیعہ

حضرات مومنین کرام! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر کے موقع پر جب یہ آیت نازل ہوئی **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ** تو حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا **مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ** فہذا علیؓ مولاہ اور اس سے ان کی خلافت کا اعلان کیا۔ اور مولوی عبد الستار مجھے صبح سے بار بار کہہ رہا ہے کہ مجھے خلافت بلا فصل کا لفظ دکھاؤ

دیکھیے یہ اہل سنت کی معتبر کتاب "ابطال الباطل" ہے۔ اس میں لکھا ہے منکنت مولاہ فہذا علی مولاہ وهو خلیفتی بلا فصل جوں ہی شیعہ مولوی نے یہ روایت پیش کی تو صدر اہل سنت مولانا اشرفیہ خاں صاحب اور علامہ تونسوی مدظلہ مناظر اہل سنت نے فرمایا یہ کتاب ہمیں دکھائیے، کہاں ہیں یہ الفاظ؟ تو فوراً بے چارے مولوی اسماعیل نے اس کتاب کو پھینک دیا اور اپنی کتابوں میں خلط ملط کر دیا اس پر سارے شیعہ عوام و خواص گھبرا گئے کہ شاید ہمارے مناظر نے جھوٹ بولا ہے۔ ادھر علامہ تونسوی مناظر اہل سنت نے کھڑک کر فرمایا میں چھوڑنے والا نہیں ہوں جلدی کتاب دکھاؤ۔ اس پر سارے شیعہ مولوی اسٹیج پر کھڑے ہو گئے اور کتاب تلاش کرنے لگے۔ صدر اہل شیعہ مولوی امیر محمد قریشی نے فرمایا اہل سنت حضرات صبر کریں کتاب تلاش کی جا رہی ہے۔ علامہ تونسوی صاحب نے فرمایا جب وہ کتاب مولوی اسماعیل صاحب کے ہاتھ میں تھی اور وہ اس کا حوالہ پڑھ کر ثبوت پیش کر رہے تھے تو اب وہ یکایک کہاں غائب ہو گئی ہے کہ تلاش کی جا رہی ہے؟ جب ادھر علامہ تونسوی کی طرف سے زور دیا گیا تو مجبوراً کتاب نکالی گئی اور مولوی اسماعیل نے نہایت شرم سار ہو کر اقرار کیا کہ یہ الفاظ میں نے اپنی طرف سے کھے تھے کتاب میں نہیں ہیں۔ اس پر شیعہ مناظر کی دیانت و علمیت کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ یہ منظر بھی قابل دید تھا۔ اہل سنت کے

چہرے خوشی سے ہشاش بشاش تھے اور بے جا رہے شیعوں کے کچھ لوگ تو اسی وقت مناظرہ سے اٹھ کر چلے گئے اور باقی دل میں یہ محسوس کر رہے تھے کہ ہم نے مولوی اسماعیل کو بلا کر اپنے مذہب کو رُسوا کیا۔

اس کے بعد مولوی اسماعیل صاحب نے حسب ذیل تقریر کی :-
 دیکھیے اہل سنت کی معتبر کتاب میں موجود ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آج سے تو ہمارا مولیٰ ہے۔ دیکھیے اہل سنت کے پیشوا حضرت عمرؓ تو مولیٰ مان رہے ہیں مگر مولوی عبدالستار حضرت علیؓ کو مولیٰ ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ بار بار انکار کرتا ہے۔ تو جس معنی سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے مولیٰ ہیں اسی معنی سے حضرت علیؓ بھی مومنین کے مولیٰ ہیں۔ لہذا یہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کی کیسی واضح دلیل ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر اس خلافت کا اعلان فرمادیا جیسا کہ بیان کر چکا ہوں۔

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر حضرت علیؓ کی خلافت کا اعلان کیا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ دنیا کے کئی گٹر۔ تمباکو وغیرہ کا اعلان تو شہر میں ہو

اور حضرت علی المرتضیٰؑ کی خلافت کا اعلان نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ بیت اللہ میں نہ مسجد نبوی میں اور نہ عرفات میں جہاں ہزاروں کا مجمع تھا۔ بجائے ان مقامات کے ایک جنگل کے تالاب پر اعلان کرنے کی نوبت کیوں آئی؟ نماز دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے کئی سو مقامات پر قرآن مجید میں واضح الفاظ میں اس کی فرضیت کا اعلان ہے۔ حضرت علیؑ کی خلافت کا مسئلہ جب اصول دین میں سے ہے قرآن میں اس کا کہیں ذکر تک نہیں اور نہ احادیث میں۔ اور اگر ہے تو شیعہ کے نزدیک ایک ایسی روایت میں جو کہ جنگل میں بیان کی گئی اور وہاں بھی واضح الفاظ میں اعلان نہیں کیا گیا اور مولیٰ کا لفظ کہا گیا جس کے معنی خلیفہ بلا فصل دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ اور میں مولیٰ کے معنی قرآن مجید اور احادیث شریف سے پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ خلیفہ بلا فصل ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ میرے پاس دست کی جامع کتاب المنجد ہے جس کے ص ۱۲۱ پر مولیٰ کے یہ معانی مذکور ہیں دوست، پڑوسی، چچا زاد بھائی، غلام، داماد وغیرہ جن میں خلیفہ بلا فصل کا نام و نشان بھی نہیں۔

باقی مولوی اسماعیل کا یہ کہنا کہ جس معنی سے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ ہیں اسی معنی سے حضرت علی مولیٰ ہیں تو یہاں اس روایت میں مولیٰ کے معنی دوست کے ہیں جس پر اسی روایت کے اگلے الفاظ خود دال ہیں اَللّٰهُمَّ وَالِ مَرْوَاکَہُ وَعَادِ مَنْ عَادَ اَے اللہ!

تو دوست رکھ اس کو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے۔ یہ الفاظ ظاہر اور بین قرینہ ہیں کہ اس روایت میں مولیٰ کے معنی دوست ہیں جس کی بنا پر روایت کے معنی یہ ہیں :-
 "جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔" اس سے اُس شخص کو تنبیہ مقصود تھی جس کی حضرت علیؓ سے کچھ رنجش تھی اس رنجش کا آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جنگل میں علم ہوا جس کا فیصلہ اس جنگل میں ہی فرما دیا۔ ورنہ اگر خلافت کا اعلان مقصود ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے میدان میں جہاں ہزاروں کا مجمع تھا اس میں ضرور اعلان فرماتے۔ اس کے بعد اگر مولوی اسماعیل صاحب خواہ مخواہ بضد ہوں کہ یہ ضرور حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کا اعلان تھا، تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ اعلان غدیر خم کے جنگل تالاب پر کیوں ہوا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں کیوں یہ اعلان نہ کیا؟ باقی حضرت عسکریؑ نے حضرت علیؓ کو اپنا دوست کہا اور سمجھا یہی ہمارا بھی ایمان ہے کہ جناب علیؓ ہمارے مولیٰ و محبوب ہیں۔

مناظر شیعہ

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب پوچھتے ہیں کہ خلافت علیؓ کا اعلان غدیر خم پر کیوں ہوا؟ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں سے راستے

جدا ہونے والے تھے۔ اس لیے وہاں غدیر خم پر اعلان فرما کر حضرت علی کی خلافت بلا فصل کو ثابت فرمایا۔ اور اہل سنت کی معتبر کتاب میں ثابت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر ہی یہ الفاظ فرمائے منکنت مولاه فهذا علی مولاه۔ جس طرح آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مولائے کل ہیں اسی طرح حضرت امیر المؤمنین سنی علیہ السلام بھی مولائے کل ہیں، تو مولائے کل کی موجودگی میں دوسرے کی امامت و خلافت کیسے جائز ہو سکتی ہے۔

مناظر اہل سنت

- حضرات! مولوی اسماعیل صاحب اب تو حقائق و واقعات کے خلاف کچھ بہکی بہکی باتیں بیان کرنے لگے ہیں۔ یہ تو کہتے ہیں کہ وہاں مجمع زیادہ تھا اور مختلف راستے پھوٹتے تھے اس لیے وہاں اعلان کیا۔ حالانکہ ان کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی کے ص ۲۲ پر یوں لکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے عرفات کے میدان میں حج کے روز آکر اللہ کا حکم پہنچایا کہ لوگوں سے حضرت علی کی خلافت پر بیعت لے لو، اور حضرت علی کی خلافت و امامت کا اعلان کر دو۔ کیوں کہ اب آپ کی رحلت کا وقت قریب ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹال دیا اور تعمیل نہ کی

اور وہاں سے واپس مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو راستے میں جب مسجد خیف پہنچے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور پھر نبی علیہ السلام کو حکم دیا کہ جناب علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ مگر پھر بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹال دیا اور حکم کی تعمیل نہ کی اور آپ وہاں سے چلتے چلتے کراۓ غیم کے مقام پر جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے پہنچے تو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل نازل ہوئے اور تیسری بار پھر وہی حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے کہ جناب علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی قوم سے ڈر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری حفاظت کی ذمہ داری کی کوئی آیت لاؤ، تب یہ حکم لوگوں میں پہنچاؤں گا۔ جبریل علیہ السلام واپس ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ کر سارا ماجرا عرض کیا۔ اور ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے غدیر خم پر پہنچے کہ حجۃ کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو یہاں جبریل علیہ السلام غدیر خم پر چوٹھی بار آئے۔ تو اس دفعہ آنے کے متعلق احتجاج طبری ص ۲۴ پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں:-

اتاه جبریل علی خمس ساعات مضت من النهار بالزجر والانتہاس۔

ترجمہ۔ تو اس روز جب کہ دن کی پانچ گھڑیاں گزر رہی تھیں

جبریل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے پاس سخت زجر و توبیخ لے کر اترے۔

اور زجر و توبیخ کے ساتھ کہا کہ اللہ تعالیٰ کا تجھے حکم ہے کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان کر دے۔ میں تجھے لوگوں سے محفوظ رکھوں گا۔ اگر تو نے اب بھی علی کی خلافت کا اعلان نہ کیا تو تو نے رسالت کے فرائض انجام نہ دیے۔ تو پھر اس زجر و توبیخ کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر یہ الفاظ کہے من کنت مولاً فهذا علی مولاً جو کہ خلافت مطلق کے معنی بھی نہیں دے سکتے یہ جابیکہ خلافت بلا فصل پر دلالت کریں۔

تو حضرات اب غور کیجیے کہ مولوی اسماعیل صاحب تو کہتے ہیں کہ غدیر خم پر اعلان اس لیے کیا گیا کہ یہاں سے راستے پھوٹتے تھے اور ان کی کتاب میں یہ کہتی ہیں کہ اعلان تو وہاں عرفات کے میدان میں کرنا تھا لیکن نبی علیہ السلام نے اپنی قوم کے ڈر سے وہاں اعلان نہ کیا، بلکہ غدیر خم پر بھی زجر و توبیخ کے بعد مجبور ہو کر گول مول الفاظ میں اعلان کیا کہ جس کے معنی خلافت بلا فصل سوائے شیعہ حضرات کے کسی نے بھی نہیں سمجھے۔

حضرات! ۵

خدا سے کس کو جائز اس طرح رد و بدل ہوگا
تمہیں انصاف کے کہد یہ عقدہ کیسے حل ہوگا

شیعہ حضرات نے جناب علیؑ کی خلافت کے لیے تو یہ کہانی گھڑ لی لیکن ان بے چاروں کو یہ خیال نہ رہا کہ اس کہانی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا زور پڑے گی۔

۲۔ علاوہ انہیں مولوی اسماعیل کی یہ بات بھی تعجب سے خالی نہیں کہ غدیر خم پر مجمع منتشر ہونا تھا اور وہاں سے راستے پھوٹتے تھے۔ یہ کتنی غلط بات ہے۔ کیونکہ غدیر خم مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ تو جو لوگ یمن اور عراق، بحرین، عدن اور غدیر خم سے جنوب کو پہننے والے تھے وہ سب غدیر خم پر کیسے موجود تھے کہ وہاں اعلان سُن لیتے۔ حالانکہ تمام لوگوں کا مجمع تو عرفات یا مکہ معظمہ میں تھا اور مختلف علاقوں کے لوگ شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً وہاں سے جاتے تھے لہذا یہ اعلان بھی وہاں کرنا تھا نہ کہ غدیر خم پر۔

۳۔ مولوی اسماعیل صاحب! تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو دیکھیے حضرت علی المرتضیٰؑ کو جب امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے خلیفہ ہونے کے لیے کہا تو حضرت علی المرتضیٰؑ نے اس وقت ان لوگوں کو فرمایا:-

دَعُونِي وَالتَّمَسُّوْا غَيْرِيْ۔ (تم لوگ مجھے امیر و خلیفہ بنانے سے چھوڑ دو، کوئی اور بنا لو)
اور اس کے بعد فرمایا:-

وَ اِنْ شَرَكْتُمْوْنِيْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ وَّلَعَلِّيْ اَسْمَعُكُمْ وَاَنْتُمْ

أَطُوعَكُمْ مِلَّةً وَلَيْتُمُوهُ أَفْرَكُمُ. وَأَنَا لَكُمْ وَزِيرًا خَيْرٌ لَّكُمْ
مِثِّي أَمِيرًا۔

اور آخر تم مجھ کو (امیر بنانے سے)، چھوڑ دو تو میں تم میں سے
ایک کی مثل رہوں گا، اور جس کو تم اپنا امیر بناؤ شاید
میں تم سے زیادہ اس کی اطاعت و فرماں برداری کروں گا۔ اور
(یاد رکھو) میرا وزیر ہونا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے میرے امیر و
خلیفہ ہونے سے۔

غور کیجیے! اگر حضرت علی رضی من اللہ عنہ اور خدا و رسول
کی طرف سے مقرر و منتخب شدہ خلیفہ بلا فصل ہوتے تو
لوگوں کو یہ کیوں فرماتے کہ مجھے خلیفہ نہ بناؤ کسی اور کو
بناؤ۔

حضرات! آپ اس بات کو بخوبی دیکھ چکے ہیں کہ مولوی
سمعیل حسب شرائط حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل پر کوئی ایک
دلیل بھی نص قرآن مجید اور حدیث متواتر اہل سنت سے پیش
نہیں کر سکا اور نہ کر سکتا ہے۔

مناظر شیعہ (آخری تقریر)

حضرات مومنین کرام! میں نے تمام انبیاء علیہم السلام کی
خلافت قرآن مجید سے ثابت کی کہ خلافت منصوص من اللہ تبارک و تعالیٰ

اور حضرت علی المرتضیٰ کا خلیفہ بلا فصل ہونا اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کیا اور سُلْطَنًا نَصِیْرًا بھی حضرت علی کی خلافت بلا فصل کو ثابت کرتی ہے اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا میں بھی صاف طور پر حضرت علی کا نام موجود ہے۔ اور مولوی عبد الستار جو اس بات پر زور دے رہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر و تونج کی گئی، تو یہ کوئی عرج کی بات نہیں۔

جب یہ بات مولوی اسمعیل صاحب نے کہی تو بے چارے شیعوں کی گھر دہلیں مارے شرم کے جھک گئیں اور ان کے چہرے مرجھا گئے۔

اور مولوی اسمعیل بے چارہ غصہ میں کتابوں کو ادھر ادھر مار رہا تھا اور مناظر اہل سنت اور مسلمانان اہل سنت کے چہرے فسح و کام رانی سے چمک رہے تھے۔

Www.Ahlehaq.Com

Www.Ahlehaq.Com/forum

مناظرہ موضوع چیلر

خلافت خلفاء راشدین

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان فی النورین

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

از قرآن مجید حدیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم از کتب شیعہ

مدعی، اہل سنت ————— معترض، اہل شیعہ

مناظر اعظم تنظیم اہل سنت، پاکستان

علامہ لانا محمد عبد الستار صاحب تونسوی ظلہ

۱۔ بعد الحمد للہ الصلوٰۃ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں :-
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ
الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي

لَا يَشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ ۝

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں اور عمل صالح کرنے والوں سے
وعدہ کیا ہے کہ تم میں سے ضرور میں زمین میں خلیفہ بناؤں گا، جیسے کہ تم
سے پہلے لوگوں میں خلیفہ اور بادشاہ بنائے تھے اور ضروران کے اس مذہب
کو جو ان کے لیے پسند کیا ہے متمکن اور مضبوط کر دوں گا اور ان کے خوف و
خطر کو امن و امان سے بدل دوں گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو
میرے ساتھ شریک نہ کریں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے گا
وہ فاسق ہے۔

حضرات! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے جس کے
لیے یہ امور صراحتہ آیت میں بیان فرمائیے ہیں :-
۱۔ خلافت مومنین کو دی جائے گی، جن کے اعمال صالح
ہوں گے۔

۲۔ مِنْكُمْ کالْفِظِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے بعد صراحتہ ذکر فرما کر مخاطبین
اولین صحابہ کرام سے یہ وعدہ خلافت فرمایا گیا ہے۔
۳۔ اس آیت میں تمام صیغے جمع کے ہیں جو کم از کم تین افراد کو ضرور
چاہتے ہیں۔

۴۔ لَيُمْكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمْ یعنی ضرور ان کی خلافت زمین میں
ہوگی اور ان کے دین و مذہب کو تمکین و مضبوطی اور قوت

حاصل ہوگی۔

۵۔ وَلَيَسْبَدَنَّ لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْنِي اِنْ خُلَفَاءُ كَوْخُوفٍ وَخَطَرُ كَيْ بَعْدِ اَمْنٍ وَّاطْمِئْنَانٍ عطا کر دیا جائے گا۔

میں پورے اعلان کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس آیت کے مصداق خلفاء راشدین ہی ہیں، اور یہ آیت ان ہی خلفاء راشدین کی خلافت پر پوری پوری صادق آتی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرات خلفاء راشدین اس آیت کا مصداق نہیں تو وہ آیت کے مذکورہ بالا تمام امورِ منصوصہ کو مد نظر رکھ کر بتائے کہ وہ کون سے خلفاء ہیں جو کہ نزولِ آیت کے وقت مخاطب اور موجود بھی ہوں اور کم از کم تین بھی ہوں اور ان کو تمکین فی الارض بھی حاصل ہو اور ان کے دین کے طریقے کا بھی بول بالا ہو۔ اور ان کے خوف و خطر امن و اطمینان سے بدل دیے گئے ہوں۔ اور میں تو پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس آیت کے مصداق خلفاء راشدین ہی ہیں۔ اگر خلفاء راشدین مراد نہیں تو پھر اس وعدہ کی سچائی کے لیے آیت کے مصداق کون ہیں؟

۲۔ اِحقاق الحق صلا پر ہے کہ امام جعفر صادق نے جناب ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق فرمایا:۔

ہما اما مان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیہما رحمة اللہ یوم القیمة۔

ترجمہ۔ وہ دونوں حضرات امام تھے جو عادل و منصف تھے ہمیشہ حق پر رہے اور حق پر فوت ہوئے پس ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو قیامت کے دن۔

دیکھیے حضرات! جناب جعفر صادق نے حضرت ابوبکر رض و عمرؓ کی امامت خلافت کو کیسے عمدہ الفاظ میں ذکر کیا کہ وہ دونوں امام عادل و منصف تھے اور مرتے دم تک حق پر رہے۔

۳۔ شیعہ کی معتبر تفسیر صافی ص ۵۲۳ پر ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ محترمہ بی بی حفصہؓ کو فرمایا :-

ان ابا بکر یلی الخلافت من بعدکم ثم بعدہ ابوک
ترجمہ۔ تحقیق ابوبکر صدیق میرے بعد خلافت کا والی ہوگا اور اس کے بعد تیرا باپ (حضرت عمرؓ) خلیفہ ہوگا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کو یہ خوشخبری اس وقت سنائی جب کہ وہ مغموم بیٹھی تھیں۔

۴۔ احتجاج طبرسی ص ۵ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے جناب ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی شہرت ناول ید الی بکر فبا بعد پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

۵۔ احتجاج طبرسی ص ۵ پر ہے کہ حضرت اُسامہؓ نے جناب علی المرتضیٰؓ سے پوچھا هل با یعتد کیا آپ نے (حضرت) ابوبکر کی

بیعت کر لی ہے؟ فقال نعم یا اسامہؓ تو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ ہاں اے اسامہ میں نے بیعت کر لی ہے۔
حضرات! غور کیجیے۔ اگر جناب ابو بکر صدیقؓ کی خلافت حق نہ ہوتی تو جناب علی المرتضیٰؓ کبھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے۔

مناظر شیعہ

حضرات مومنین کرام (۱) میں مولوی عبدالستار صاحب کے پوچھتا ہوں کہ حضرات خلفاء کی خلافت نص سے ہے یا اجماع سے؟ در اوضاحت سے بیان کیجیے۔

(۲) تمہارے خلفاء کی خلافت کے منکر کافر ہیں یا نہیں۔ اگر اس خلافت کے منکر کافر نہیں تو اس آیت کے ماتحت وہ خلیفہ نہیں۔ لہذا مولوی عبدالستار صاحب اس کی تشریح کریں کہ وہ کس طرح آیت کے مصداق ہیں؟

(۳) مولوی عبدالستار صاحب منکر کے لفظ سے استدلال کرتے ہیں کہ حاضرین اور صحابہ جو مخاطبینِ اولین ہیں ان میں سے تین کا ہونا ضروری ہے۔ تو میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم میں یا کتب علیکم الصیام وغیرہ میں جو جمع مخاطب کے صیغے ہیں ان میں صرف حاضرین کو خطاب ہے باقی امت پر

اولی الامر کی اطاعت یا روزے فرض نہیں ہیں ؟

(۴) مولوی عبدالستار نے حضرت امام جعفر صادق کا جو یہ ارشاد ہا امامان عادلا زقا سطات پڑھا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ابو بکر و عمر امام اہل نما کے تھے اور عادل کے معنی یہ ہیں کہ وہ دونوں حق سے پھر گئے اور وہ دونوں ظالم تھے۔ اور کان علی الحق کا مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں زور و زبردستی سے حق پر چڑھ گئے اور اسی حالت پر فوت ہوئے اور فعلیہما رحمة اللہ یوم القیامت سے یہ مراد ہے کہ قیامت کے دن ان دونوں پر جناب رحمة للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑھ جائیں گے اور ان سے اہل بیت علیہم السلام کا حق وصول کریں گے۔

۵۔ اور تفسیر صافی سے جو روایت مولوی عبدالستار صاحب نے نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ خبر خلافت کی اطلاع کسی کو نہ دینا۔ مگر حضرت حفصہ نے خیانت کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کر دیا۔ دیکھیے حضرات مومنین کرام مولوی عبدالستار نے یہ حصہ روایت کا آپ کے سامنے بیان نہیں کیا۔

علاوہ ازیں اہل سنت کی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۹ ص ۲۵۳ پر ہے کہ حفصہ کی ہر روایت کی سند میں ضعف ہے۔ لہذا تفسیر صافی کی یہ روایت بھی حضرت حفصہ سے ہے جو

ضعیف ہے۔ لہذا قابل اعتبار نہیں۔

مناظر اہل سنت

حضرات! خلافت خلفاء راشدین قرآن مجید میں منصوص بالعلم نہیں بلکہ منصوص بالصفات اور موعود بالایمان ہے جس کا منظر اور ظاہری سبب اجماع ہے۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین میں سے کسی کا نام لے کر خاص طور پر اس کی خلافت کا اعلان تو قرآن مجید میں نہیں کیا گیا نہ جناب ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ کا اور نہ حضرت عثمان غنیؓ اور علی المرتضیٰؓ کا۔ بلکہ صرف صفت ایمان و اعمال صالحہ پر خلافت کو حاضرین پر منصوص و موعود رکھا گیا ہے جس کو اجماع نے ظاہر کر دیا ہے۔ لہذا خلافت منصوص و موعود بالصفات ہے۔

۲۔ اگر خلافت منصوص بالعلم ہوتی تو اس کا منکر کافر ہوتا۔ چونکہ یہ خلافت منصوص بالصفات ہے لہذا اس کا منکر فاسق ہے۔

جس کو قرآن مجید کی اس آیت استخلاف میں واضح کر کے بیان کر دیا گیا ہے

اور جس نے اس وعدہ کے بعد ناشکری کی وہ فاسق ہیں۔ لہذا خلافت کا منکر فاسق ہوگا۔

۳۔ کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ اَوْ رَاوُلِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

وغیرہ میں ان تمام امور کے مخاطب اول صحابہ تھے۔ باقی امت ان تمام امور میں ان کے ساتھ شریک ہے۔ کیا مولوی اسماعیل صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ میں جو روزے کی فرضیت کا حکم ہے وہ صحابہ کرام پر نہ تھا اور باقی امت پر ہو گیا ہے۔ تو جیسے اولاً روزہ صحابہ کرام پر فرض تھا اور تبعاً باقی امت پر ہوا تو اسی طرح آیت وَعَدَا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ میں بھی پہلے خلفاء صحابہ کرام میں سے ہوں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ صحابہ کرام میں سے تو کوئی اس وعدے کا مصداق نہ ہو اور باقی امت مصداق ٹھیرے۔ لہذا مولوی اسماعیل صاحب ثابت کریں کہ خلفاء راشدین کے علاوہ اس آیت کے مصداق مخاطبین اولین میں سے کون ہیں؟ آپ کو ادھر ادھر بھاگنے نہیں دیا جائیگا میں تو تیری رگیں خوب جانتا پہچانتا ہوں۔ ذرا سوچ سمجھ کر بتائیے۔

۴۔ حضرات! مولوی اسماعیل نے ہمارا امان عا دلائل کا جو ترجمہ کیا ہے وہ انتہائی تعجب خیز ہے۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ آپ میرے مناظرہ کے لیے کوئی اہل علم مجتہد لکھنؤ وغیرہ سے لائیں گے، مگر آپ تو ایسے علم سے کوئے کو لائے ہیں جو ذرا بھی عربی عبارت کے معنی و مطلب نہیں سمجھ سکتا۔ دیکھیے عادل کے معنی

ظالم کے کرتا ہے اور حق پر ہونے کا مطلب زور و زبردستی سے حق پر چڑھ جانا بیان کرتا ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ پر خدا کی رحمت ہونے کا مطلب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چڑھ جانے کا کرتا ہے۔

آپ لوگ یہ جو کہتے ہو کہ ہمارے باپ دادا، استاد، پیرو مرشد پر خدا کی رحمت ہو کیا اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ ان پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑھ جائیں۔ اور تم جو کہتے ہو کہ فلاں عادل ہے اور فلاں حق پر ہے تو کیا اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ ظالم ہے اور دوسروں کے حق پر چڑھ جاتا ہے۔

آپ کے مناظر نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے قول ارشاد کا ترجمہ کرنے میں اسی قسم کا ظلم کیا ہے جو شاید کسی جاہل ذاکر نے اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلِئْتُكُمْ وَكِتُبُكُمْ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ کے معنی کرنے میں ظلم کیا تھا کہ (العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد اَمَنْتُ بِاللّٰهِ مان لے تو آیا بلا (بلی کا نرا) وَمَلِئْتُكُمْ اور ملائی کھا گیا وَكِتُبُكُمْ اور اس پر کتے چھوڑ دیے گئے وَرُسُلِهِ اور اس کو رسیوں میں باندھا گیا وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور وہی اس بلے کا آخری دن تھا کہ مار دیا گیا۔

۵۔ مولوی اسماعیل صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ تفسیر صافی والی روایت میں پہلے یہ الفاظ ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی حفصہؓ کو خبرِ منافقت کی اطلاع نہ دینے کا حکم دیا تھا اور حضرت حفصہؓ نے

خیانت کر کے خبر دے دی۔ تو اس بات کے بیان کرنے سے مولوی اسماعیل صاحب کو کیا فائدہ ہے؟ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ محترمہ کو خوش کرنے کے لیے جو خبر خلافت ابی بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے متعلق بیان کی وہ صحیح تھی یا غلط؟ مولوی اسماعیل صاحب! ادھر ادھر بھاگنے کی کوشش مت کیجیے اصل بات کا جواب دیجیے۔

باقی مولوی صاحب کا یہ ارشاد فرمانا کہ بی بی حفصہؓ کی ہر روایت کمزور ہے لہذا یہ روایت قابل اعتبار نہیں یہ بالکل فضول اور مہمل بات ہے۔ کیوں کہ شیعہ علماء نے یہ روایت جناب امام محمد باقرؑ وغیرہ ائمہ معصومین سے نقل کی ہے۔ کوئی انہوں نے یہ روایت بی بی حفصہؓ سے تو نقل نہیں کی۔ دوسرے مولوی اسماعیل صاحب نے جو حوالہ نسخ الباری سے نقل کیا ہے کہ بی بی حفصہؓ کی ہر روایت ضعیف ہے تو کیا صاحب فتح الباری نے شیعہ کتابوں کے راویوں کے متعلق یہ اصول بیان کیا ہے؟ اس نے اگر بالفرض کوئی بات لکھی ہے تو وہ اپنے مذہب کی کتابوں کے دو راویوں کی روایت کے متعلق لکھی ہے۔ اور میں نے جو یہ روایت پیش کی ہے یہ شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر صافی سے نقل کر کے پیش کی ہے۔ صاحب فتح الباری کو شیعہ کتابوں کے راویوں سے کوئی بحث ہی نہیں۔ البتہ مولوی اسماعیل کو چاہیے تھا کہ وہ اپنی کتابوں سے اس روایت کا ضعف ثابت

کرتے۔ اور اگر مولوی اسماعیل صاحب اپنے مذہب شیعہ کا بطلان
وضیف اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کرنا جائز سمجھتے ہیں
تو پھر اہل سنت کی کتابوں کے لحاظ سے تو ان کا تمام مذہب ہی
باطل و ناحق ہے۔

۶۔ حضرات! میں نے جناب صدیق اکبرؓ کی خلافت کے
برحق ہونے کے ثبوت میں حضرت علی المرتضیٰؓ کا بیعت کرنا شیعہ
کتاب احتجاج طبرسی کے ص ۵۴ اور ص ۵۶ سے ثابت کیا ہے اور
مولوی اسماعیل نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرات! آپ ان تمام امور پر غور کیجیے کہ اگر حضرت ابوبکرؓ
وعمرؓ کی خلافت ناسخ ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بجائے خوش خبری سننے کے تردید فرماتے کیونکہ نبی علیہ السلام
ہر فتنے اور ہر باطل کی تردید کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ
لَا تَقْرُبُوا الزِّنَا۔ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَغَيْرِ
وغيرہ۔ جب نبی علیہ السلام کو علم تھا کہ یہ لوگ خلافت غصب کریں گے
اور ظلم کریں گے تو نبی علیہ السلام ضرور ان کی تردید فرماتے اور ان کو مینہ
سے باہر نکالتے اور ان سے بڑا و کلام و سلام چھوڑ کر قطع تعلقات
کر لیتے اور سفر و حضر اور صلح و جنگ کا سا بھی اور وزیر و مشیر نہ بناتے
کیونکہ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ منافقوں کی مسجد میں نماز
نہ پڑھو اور منافقوں کا جنازہ بھی نہ پڑھو اور ان کی قبر کے پاس

بھی نہ ٹھیرو۔ توجب منافقوں سے زندگی اور موت و قبر بہ حال میں
بائیکاٹ و قطع تعلق کرنے کا حکم تھا تو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا اصحابِ ثلاثہ خلفاء راشدینؓ سے محبت، برادری کا تعلق اور
سفر و حضر میں مصاحب اور وزیر و مشیر بنانا اور اس کے ساتھ
اپنے بعد ان کی خلافت کی خبر دینا صاف بتاتا ہے کہ یہ حضرت
مومنین کامل اور خلفاء برحق ہیں۔

اور مولوی اسماعیل نے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ کَامَصْدِق
اب تک نہیں بتایا اور نہ قیامت تک بتا سکتا ہے اور نہ خلفاء راشدینؓ
کے سوا کوئی مصداق بن سکتا ہے۔

مناظرِ شیعہ

حضرات! میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول ہما
امامنا زعاد کلن الخ کا ترجمہ خود امام کے قول سے پیش کیا ہے کیونکہ خود
امام نے یہی مراد بیان کی ہے۔

۲۔ مولوی عبدالستار بار بار مجھ سے آیتِ استخلاف کا مصداق
پوچھتا ہے کہ وہ کم از کم تین حضرات کون ہیں جو مومنین صالح بھی ہوں
اور اُس زمانے میں بھی ہوں اور اس آیت کا مصداق بنیں، تو
ہماری کتاب اصول کافی ص ۱۵ پر ہے کہ بارہ امام خلیفہ بنیں گے اور
آیتِ استخلاف کا مصداق ہمارے نزدیک حضرت علی اور

اور حضرت حسن علیہم السلام تین خلیفہ ہیں۔ اب تو آیت کا مصداق پورا بتا دیا۔ کیونکہ یہ تینوں حضرات اُس زمانے میں بھی تھے اور مومنین صالح بھی تھے اور تین کا عدد بھی پورا ہو گیا۔

۳۔ سورہ محمد میں ہے فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ اِنَّ اللَّهَ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ منافقو! تم بادشاہ بنو گے، تم پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ تو جب قرآن کی رو سے منافق بادشاہ بن سکتے ہیں اور اس آیت میں مخاطب حاضرین ہی ہیں تو معلوم ہوا کہ اُن حاضرین میں سے بعض منافق بھی بادشاہ بن جائیں گے، تو حاضرین میں سے اور کوئی بادشاہ نہیں بنا تو یہی اصحابِ ثلاثہ ہی بادشاہ بنے تو وہی اس آیت کے مصداق تھے اور منافق ہی تھے۔

۳۔ مولوی عبدالستار نے کہا کہ اصحابِ ثلاثہ کی خلافت کا منکر فاسق ہے اور مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ کے یہی معنی کیے ہیں۔ مگر ان کی بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۱ پر ہے: خالف علي والزبير جناب علی اور زبیر نے ابوبکر کی خلافت کی مخالفت کی۔

تو مولوی عبدالستار صاحب! یا تو ابوبکر کی خلافت کو چھوڑ دیا علی اور زبیر کو فاسق کہو۔

۵۔ سیرت حلبیہ کے ص ۳۶۱ پر ہے کہ حضرت حسن و حسین نے ابوبکر کو

کہا کہ ہمارے نانا کے منبر پر سے اُتر جاؤ۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ ابو بکر کی خلافت حق نہ تھی۔

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسماعیل کا یہ کہنا کہ میں نے روایت ہما افاضان عادلان الخ کے وہی معنی کیے ہیں جو حضرت امام جعفر صادق نے کیے ہیں، تو یہ بھی ان شیعوں کا حضرات ائمہ پر افتراء اور بہتان ہے کیا حضرات ائمہ کرام ایسے جاہلانہ اور ٹیڑھے معنے کر سکتے ہیں؟ العیاذ باللہ۔

۲۔ مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ آیت استخلاف کا مصداق حضرت علی اور حضرت حسن و حسین علیہم السلام یہ تین حضرات ہیں۔ مولوی اسماعیل بے چارے نے تو شاید اپنے مذہب کی کتابیں بھی نہیں دیکھیں۔ تفسیر صافی کے ص ۱۲ پر ہے نزلت فی القائم من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ آیت استخلاف حضرت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اور اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ بھی اس آیت کے مصداق نہیں بن سکتے۔ کیونکہ ان کے زمانے میں تمکین فی الارض اور دین کو پوری قوت و مضبوطی حاصل نہیں ہوئی۔ نیز ترجمہ مقبول کے ص ۱۲ پر ہے اور خاص کر جناب امیر المومنین کے زمانے میں تو

بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے۔ مولوی اسماعیل صاحب! کوئی مجلس پڑھ رہے ہو جو کہتے ہو کہ حضرت علی کے حق میں یہ آیت آئی ہے حالانکہ تمہارے عقیدہ کے مطابق تو ہر گز ان کے عہد میں دین کو مضبوطی حاصل نہیں ہوئی بلکہ مسلمان بھی مرتد ہو گئے۔ تمہاری کتابیں تو کہتی ہیں کہ حضرت علیؑ تو اس آیت کے قطعاً مصداق نہیں۔ اور تمہارے عقیدہ کے مطابق حضرت حسنؑ کیسے مصداق بن سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی خلافت تو ہر گز نہیں رہی۔ بلکہ آپ کی کتابوں میں ہے کہ امام حسنؑ کو جناب معاویہؓ امیر شام کے ہاتھ پر بیعت کرنی پڑی جیسا کہ تمہاری معتبر کتاب رجال کشی کے صفحہ پر ہے کہ حضرت امام حسنؑ نے امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

باقی ہے حضرت امام حسینؑ تو ان کو کب خلافت فی الارض ملی اور کیسے تمکین فی الارض حاصل ہوئی کہ اس آیت کا وہ مصداق بن سکیں۔ اور تمہارے عقائد کے لحاظ سے تو ان تینوں حضرات کی زندگیوں میں وَلَہٗ بِدَیْنِہُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِہُمْ اَمْنًا کی صفت بالکل حاصل نہیں ہے۔ بلکہ یہ تینوں حضرات خوف و خطر کی زندگی بسر کر کے دنیا سے

۳۔ مولوی اسماعیل صاحب سورہ محمد کی آیت فَہَلْ یَسْتَحِیْہُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآن نے منافقوں کو فرما دیا ہے کہ تم ادا نہ کرو گے اور تم پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

یہ بات قطعاً غلط ہے اور قرآن پر بہتان ہے۔ خدا جانے اس بے چارے کو قرآن میں ان کا لفظ نظر نہیں آتا، یا اس کے معنی اور ترجمہ نہیں آتا، یا خواہ مخواہ قصداً قرآن پر بہتان لگا کر اپنی عیس کو حلال کر رہا ہے۔ آیت کے معنی تو یہ ہیں :-

”پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو فتنہ و فساد کرو گے ملک میں اور قطع کرو گے اپنی قرابتیں۔“ الخ

تو اس آیت میں یہ کہاں سے کہ اے منافقو! تم بادشاہ بنو گے۔ بلکہ یہاں تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تمہارا حال ایسا ہوگا۔ اس جگہ حکومت ملنے کا وعدہ کہاں ہے؟ کیا مولوی اسماعیل صاحب آیت وَلَئِنْ أَتَبَعْتَ أَهْوَا ثَهْوَرِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ کے عیاذ باللہ یہ معنی کریں گے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”تو لوگوں کی خواہشات کے پیچھے لگے گا اور ظالم ہو جائے گا۔“

۴۔ مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت علی و زبیر نے ابو بکر صدیق کی مخالفت کی، لہذا وہ بھی فاسق ہوں گے۔

مولوی اسماعیل صاحب! غور کرو یہ المنجد لغت کی کتاب کا منہ ہے جس پر لکھا ہے :- خالف بمعنی تخلف۔ خالف

تخلف کے معنی سے آتا ہے اور تخلف کے معنی دیر اور تاخیر کر کے آنا ہوا کرتا ہے۔ تو بخاری شریف کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور بیڑ اس جماعت میں نہیں تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر پہلے پہلے بیعت کی تھی بلکہ بعد میں بیعت کرنے والوں میں شامل ہوئے تو پھر وہ فاسق کیسے ہوئے؟ یہاں مخالفت کے معنی نہیں کہ ان پر فسق کا فتویٰ لگ سکے۔

خود شیعہ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی کے ص ۵۴ اور ص ۵۶ پر ثابت ہے اور اہل سنت کی معتبر کتابوں میں بھی ثابت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے جناب ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تو اب بیعت ثابت ہونے کے بعد کیسے فسق کا فتویٰ مولوی اسمعیل صاحب لگاتے ہیں۔

نیز شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی جلد سوم ص ۱۱۵ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر مجبور ہو کر بیعت کی۔ ادھر تو شیعہ حضرات اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی مشکل کشائی اور امداد کی جیسا کہ تاریخ الائمہ کے ص ۵۲ پر ہے۔

رسولوں کی ہوئی حاجت وائی	علیؓ نے نوح کی، کی ناخدائی
نہ کرتا مگر علیؓ مشکل کشائی	نہ پاتا چاہ سے یوسف ہائی
علیؓ کا معجزہ اک اک ہے ناؤ	علیؓ کی ذات سے ہر شے پہ قادر

اور ادھر لکھتے ہیں کہ ابو بکر و عمر سے ڈر کر مجبور ہو کر بیعت کی۔ میں لوی سمعیل سے پوچھتا ہوں کہ جب تمہارے نزدیک علی تمام انبیاء علیہم السلام کا مشکل کشا اور علی کل شئیء قدیر تھا اور جس کے بیٹے حضرت حسین نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا مگر یزید فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تو اس اللہ حضرت حسین کے والد بزرگوار نے ابو بکر کے ہاتھ پر کیوں بیعت کر لی؟

۵۔ حضرت حسن و حسین کا یہ کہنا کہ ہمارے نانا کے منبر پر سے اتر جاؤ کسی معتبر و مستند کتاب میں نہیں ہے اور اس کے راویوں پر پورا وثوق و اعتبار نہیں۔ بالفرض و المحال اگر ایسی روایت کو مان بھی لیا جائے تو حضرت حسن و حسین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت چھوٹے چھوٹے کم سن بچے تھے اور سات سال کی عمر میں تھے تو طفولیت اور بچپن کی وجہ سے اپنے نانا کے منبر پر جہاں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہ بیٹھتا تھا آج جناب صدیق اکبرؓ کو بیٹھا دیکھ کر کہا کہ یہ تو ہمارے نانا کا منبر ہے تو کیوں بیٹھا ہے؟ کیوں کہ بچوں کی یہ عادت فطری ہے کہ جب کسی کو اپنے کسی بزرگ اور محبوب کی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں یا اس کی کوئی چیز استعمال کرنے دیکھتے ہیں اگرچہ وہ استعمال کرنا اس بزرگ کی مرضی اور اجازت سے ہی کیوں نہ ہو اس سے جھگڑنے اور کہتے ہیں کہ اس جگہ سے اٹھ جاؤ یا یہ چیز ہمارے

بزرگ کی چھوڑ دو۔ ان کی ان باتوں سے استدلال نہیں کیا جاسکتا حضرت
حسن و حسینؑ اگرچہ مراتب ایمانی اور کمال روحانی میں عام مخلوق سے ممتاز ہیں
مگر احکام بشری اور خواص صغریٰ اور خواص طفولیت ان میں بھی
پائے جاتے تھے۔

نیز حضرت ابوبکر صدیقؓ منبر نبویؐ پر خود بخود یا محض لوگوں کے کہنے سے
تو نہ بیٹھے تھے بلکہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ مرتبہ بخشا
تھا۔ جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ درہ بحفیہ کے ص ۲۲۵ پر
ہے :-

فلما اشتد به المرض امر ابا بکر ان يصلي بالناس وان
ابا بکر صلى بالناس بعد ذلك يومين -

ترجمہ :- پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ
نے ابوبکر کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہیں اور جناب ابوبکر
صدیقؓ اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمام لوگوں کو
دو دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات ہو گئی۔

تو جناب ابوبکر صدیقؓ کو یہ امامت اور منبر و مصلے کی نیابت خود
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما گئے اور جناب امیر المومنین
حضرت علی المرتضیٰؓ بھی جناب ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے
رہے جیسا کہ احتجاج طبرسی کے ص ۶۲ پر اور غزوات حیدری ص ۶۲ پر اور

ضمیمہ مقبول ترجمہ کے ص ۴۱۵ پر ثابت ہے کہ حضرت علی مسجد نبوی میں آنکر
 حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت
 حسن و حسینؓ کے الفاظ جو اس روایت میں ہیں وہ خود صاف دلالت
 کرتے ہیں کہ ان حضرات کی یہ بات محض بطور طفولیت اور بچپن کے تھی
 کہ پہلے اس منبر پر ہمارے نانا بیٹھتے تھے اب صدیق اکبر کیوں بیٹھے ہیں؟
 ورنہ اگر وہ یہ بات حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے ناحق ہونے کے
 لیے کرتے تو یوں کہتے کہ ہمارے والد بزرگوار حضرت علیؓ کے منبر سے اُتر آؤ
 اس پر تم کیوں بیٹھے ہو؟ کیونکہ خلافت ان کا حق ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں
 کہ اگر بالفرض اُس وقت منبر نبوی پر حضرت علیؓ بھی بیٹھے ہوتے تو ان
 کو بھی حضرات حسنینؓ اسی طرح کہتے کہ تم کیوں ہمارے نانا کے منبر پر بیٹھے ہو؟
 اس بات سے خلافت کے حق یا ناحق ہونے کا کون سا ثبوت ہو جاتا
 ہے؟

مناظر شیعہ

۱۔ سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم شریف جلد ثانی ص ۹۱ پر ہے کہ حضرت
 علیؓ نے ابو بکر و عمر دونوں کو کاذب، آثم، غادر، خائن کہا۔ تو جن کو جناب
 امیر المومنین علی المرتضیٰ اس قسم کا سمجھیں ان کی خلافت کیسے حق
 ہو سکتی ہے؟

۲۔ عقد الفرید کے ص ۶۱ پر ہے کہ عمر حضرت فاطمہ کا گھر جلانے کے لیے

آئے۔ کیونکہ حضرت فاطمہ کے گھر میں مشورے ہوتے تھے تو عمر نے کہا میں تمہارے گھر کو جلا دوں گا۔ اور الفاروق کے حکم پر ہے کہ عمر نے جناب فاطمہ علیہا السلام کو کہا کہ تیرا گھر جلا دوں گا۔

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی جلد دوم ص ۱۲۹ پر ہے کہ امام و امراء جب تک نمازیں پڑھتے رہیں اور علانیہ کفر ظاہر نہ کریں ان سے جنگ نہ کرو۔ اصحاب ثلاثہ چونکہ اس قسم کے تھے۔ اس لیے حضرت علی ان سے آمد و رفت اور تعلقات رکھتے تھے، اور ان سے جنگ نہ کی۔

مناظر اہل سنت

مولوی اسماعیل صاحب نے اپنی تک آیت استخلاص کا کوئی صحیح مصداق نہیں بتلایا۔ کیونکہ خلفاء راشدین کے سوا کوئی اس آیت کا مصداق حاضرین میں سے ہی نہیں سکتا۔ نیز حضرت علیؑ نے جناب ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں، اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

(۱) مولوی اسماعیل نے یہ بات بالکل غلط کہی ہے کہ حضرت علیؑ نے جناب ابوبکرؓ و عشر کو کاذب، غادر، خائن، آثم وغیرہ کہا۔ صحیح مسلم شریف میں کسی جگہ یہ نہیں ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو ایسا کہا۔ بلکہ یہ الفاظ تو خود حضرت عمرؓ نے اُس وقت

کہے جب کہ اس سے پہلے جناب عمرؓ نے فے کی زمین حضرت علیؓ و
 حضرت عباسؓ کے سپرد کر دی تھی اور ان کا آپس میں کچھ جھگڑا ہو گیا
 تو حضرت عباسؓ جناب علیؓ کو دوسری دفعہ پھر حضرت عمرؓ کے دربار
 میں لائے۔ جس پر حضرت عمرؓ نے ان دونوں حضرات کو مخاطب کر کے
 حضرت عباسؓ کو تنبیہ کرنے کے لیے فرمایا کہ تم جو اس وقت دوسری
 دفعہ میرے پاس آئے ہو حالانکہ اس فے کا فیصلہ پہلے جناب ابو بکر
 صدیقؓ بھی کر چکے ہیں اور میں بھی کر چکا ہوں۔ کیا تم نے ہمارے فیصلوں
 کو غلط سمجھا ہے کہ اب پھر تیسری بار آگئے ہو۔ کیا تمہارے نزدیک
 ابو بکر صدیقؓ کا فیصلہ اور میرا پہلا فیصلہ بے انصافی اور خیانت اور
 گناہ پر مبنی تھا، اور تم ہم کو کاذب، آثم، غادر و خائن سمجھتے ہو؟
 تو حضرت عمرؓ کا یہ کلام یا تو بطور استفہام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے کہ انہوں نے رات کے وقت
 ستارہ کو دیکھ کر فرمایا ہذا ربی کیا یہ میرا رب ہے؟ تو جس طرح
 اس کلام میں استفہام ہے مگر حرف استفہام مذکور نہیں۔ اسی طرح
 حضرت عمرؓ کے ان الفاظ میں بھی استفہام مقصود ہے اگرچہ حرف
 استفہام مذکور نہیں۔ اور یا حضرت عمرؓ کا کلام بطور تنبیہ ہے کہ بار
 بار جو تم ہمارے پاس فے کے فیصلہ کے واسطے آتے ہو تو تم ہم کو
 گویا کاذب، غادر، آثم، خائن سمجھتے ہو۔ جس میں صرف حضرت عباسؓ
 کو تنبیہ کر دینا مقصود تھا جو کہ حضرت علیؓ کو مجبور کر کے لائے تھے اس

روایتِ مسلم میں کسی جگہ یہ ثابت نہیں کہ حضرت علیؑ نے کبھی کسی وقت حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کاذب و آثم یا غادر و خائن کہا ہو۔

حضرت عیسیٰ نے حضرت علیؑ اور حضرت عباسؑ کی طرف اپنے متعلق کاذب، آثم، غادر، ذان کے الفاظ کی نسبت اُسی طرح دی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق ان کی ظاہری حالت کو مدِ نظر رکھ کر فرمایا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ تَوْبَةً يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے یہ خیال کیا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) اس پر ہرگز قادر نہیں ہیں۔ تو غور کیجئے نبیؐ جی کبھی یہ خیال کر سکتا ہے کہ خدا اس پر قادر نہیں ہے۔

اگر ایک عام شخص بھی اس قسم کا خیال کرے کہ خدا اس پر قادر نہیں ہے تو وہ بھی کہا ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک نبیؐ ایسا خیال کرے۔

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مِادِ یہ نہیں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام فی الواقع اللہ تعالیٰ کو قادر نہ سمجھتے تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ظاہری عمل اور عملی اقدام کو مدِ نظر رکھ کر تنبیہ فرما رہے ہیں کہ گویا انہوں نے جو یہ عمل کیا۔ اس قسم کا خیال جیسے کسی کے دل میں آگیا ہو۔ ورنہ حقیقتاً ان کے دل میں یہ خیال تو ہرگز نہ آسکتا تھا۔ تو حضرت عمرؓ بھی اسی طرح حضرت عباسؑ و علیؑ کو فرما رہے ہیں کہ گویا تمہارا بار بار فئے کے لیے آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ صدیق اکبرؓ اور میں نے جو پہلے

فیصلے دیے ہیں اُن میں ہم کا ذب، آثم، غادر و خائن تھے۔ ورنہ فی الواقع نہ حضرت علیؓ و عباسؓ نے ایسا کہا اور نہ ایسا سمجھا۔ یہ صرف ان دونوں حضرات خصوصاً حضرت عباسؓ کو تنبیہ تھی جو کہ واضح فیصلوں کے بعد پھر فیصلہ کے لیے حضرت علیؓ کو دربار میں لائے تھے ورنہ اگر حضرت علیؓ جناب صدیق اکبرؓ کو کا ذب و خائن سمجھتے تو کبھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے اور نہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے اور نہ حضرت عمرؓ کے متعلق اپنا یہ عندیہ اور عقیدہ ظاہر فرماتے جو کہ شیعہ کی کتاب نہج البلاغہ جلد دوم ص ۲۴ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا جب کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے غزوہ روم میں خود بنفس نفیس شریک ہونے کے لیے مشورہ طلب کیا تو جناب علیؓ علیہ السلام نے فرمایا:-

وقد توکل الله اهل هذا الدين باعزاز الحوزة وستر العورة والذي نصرهم وهم قليل لا ينتصرون ومنعهم وهم قليل لا يمتنعون حي لا يموت. انك متى تسر الى هذا العدو وب نفسك فتلقهم فتكذب لا تكن للمسلمين كنافث دون اقصى بلادهم فليس بعدك مرجع يرجعون اليه فابعث اليهم رجلاً محرباً واحفز معه اهل البلاد والصيحة فان اظهر الله لك ما تحب ان تكن الاخرى كنت رجلاً للناس ومثابة للمسلمين۔

ترجمہ :- بہ تحقیق اللہ اس دین والوں کے لیے ذمہ دار ہے ان کی جماعت کو عزت دینے اور ان کی کمزوریوں کو چھپانے کا۔ اور جس نے ان کو اس حال میں مدد دی جب کہ وہ کم تھے فتح نہیں پاسکتے تھے اور اس حال میں ان کو محفوظ رکھا کہ وہ کم تھے اور محفوظ نہیں رہ سکتے تھے وہ اللہ اب بھی زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ بہ تحقیق جس وقت آپ اس دشمن کے سامنے جائیں گے اور خود ان سے مقابلہ کریں گے تو اگر کہیں آپ شہید ہو گئے تو پھر مسلمانوں کو کوئی جائے پناہ ان کے آخری شہر تک کہیں نہ ملے گی۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کی طرف مسلمان رجوع کریں۔ لہذا آپ کسی شخص تجربہ کار کو ان کی طرف روانہ کیجیے اور اس کے ساتھ آزموہ کار اور خیر خواہ لوگوں کو بھیجیے تاکہ اگر ان کو اللہ تعالیٰ غلبہ دے تو یہی آپ کا مقصود ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ کوئی دوسری صورت ہوئی تو آپ مسلمانوں کے لیے جائے پناہ اور ان کے مرجع موجود رہیں گے۔

حضرات! غور کیجیے، حضرت علیؑ اگر حضرت عمرؓ کو کاذب، غادر اور خائن سمجھتے تو روکنے کی بجائے میدان جنگ میں جانے کی ترغیب دیتے اور ان کی شہادت کو مسلمانوں کے لیے راحت سمجھتے۔ مگر اس کے برعکس حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ کو (ا) مسلمانوں کا مرجع اور ملجا و ماویٰ بتایا۔

(ب) نیز حضرت عمرؓ کو بے مثل و بے نظیر خلیفہ جانتے تھے اور

ان کا اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ کے بعد مسلمانوں کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

۲۔ عقد الفرید اور الفاروق سے جو کہانی بی بی فاطمہؑ کے گھر جلانے کی مولوی اسماعیل نے بیان کی ہے یہ سراپا موضوع اور غلط روایت ہے۔ اہل سنت کی کسی معتبر و مستند کتاب میں یہ روایت صحیح نہیں ملتی، جہاں بھی یہ لکھی ہوئی ہے شیعہ کی روایت لکھی ہوئی ہے۔ اور خود شیعوں نے بھی اس روایت کو کمزور و ضعیف لکھا ہے۔ علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد دوم جزو ستم ص ۲۶۶ پر لکھتے ہیں:-

وَأَمَّا مَا ذَكَرَهُ مِنَ الْهَجْوِ عَلَى دَارِ فَاطِمَةَ وَجَمْعِ الْحَطَبِ لِتَحْرِيقِهَا فَهُوَ خَبَرٌ وَاحِدٌ غَيْرُ مُوْتَوَقَّعٍ وَلَا مَعُولٍ عَلَيْهِ فِي حَقِّ الصَّحَابَةِ بَلْ وَلَا فِي حَقِّ أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِمَّنْ ظَهَرَتْ

عَدَالَتُهُ۔

”بہر حال یہ جو روایت ذکر کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہؑ کے گھر پر انبوه کر کے حملہ کیا اور لکڑیاں جمع کی گئیں تاکہ اس گھر کو جلایا جائے تو یہ خبر واحد ہے جو معتبر نہیں ہے اور نہ اس خبر پر کوئی اعتماد و اعتبار ہے صحابہ کرامؓ کے حق میں بلکہ کسی عام مسلمان کے حق میں بھی ایسی روایت قابل اعتبار نہیں ہو سکتی جس کی عدالت اور نیکی ظاہر ہو۔“

نیز الفاروق کے یہ الفاظ قابل غور ہیں:- ”اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت میں ہم اپنا اعتبار ظاہر نہیں کر سکتے۔“ ص ۵۴

الفاروق کے یہ الفاظ صاف طور پر دلالت کرتے ہیں اور شرح
 نہج البلاغہ ابن ابی الحدید سے بھی یہی ثابت ہے کہ یہ روایت بالکل
 غیر معتبر ہے اس کی سند کا کوئی اعتبار نہیں۔

علاوہ ازیں اگر بالفرض والمحال یہ روایت مان لی جائے تو اس
 روایت میں نہ بی بی فاطمہؓ کا جلانا مقصود ہے اور نہ اُس مکان کا جلانا
 مقصود ہے جس میں جناب شہیدؒ رہتے تھے، بلکہ ایک اور
 مکان کو جلانے کی دھمکی دی گئی تھی جو کہ حضرت شہیدؒ کا تھا اور اس
 میں بعض لوگ جمع ہو کر ایسے مشوئے کرتے تھے جو اسلامی مفاد اور
 وحدتِ قومی اور تنظیمِ ملی کے خلاف تھے۔ اور خاتونِ جنتؑ نے خود
 بھی اُن لوگوں کو وہاں جمع ہونے سے منع کر دیا تھا، جیسا کہ حق الیقین
 جلد اول کے صفحہ ۱۴ پر ہے کہ خاتونِ جنتؑ نے ان لوگوں کو فرمایا
 کہ ”شما دیگر بایں خانہ میایبید“ تم لوگ پھر اس مکان میں مت
 آنا۔

دیکھیے اگر حضرت عمرؓ کا فرمان غلط تھا تو جناب شہیدؒ نے
 ان کی تائید کر کے ان لوگوں کو منع کیوں کیا؟ جناب خاتونِ جنتؑ
 کیوں نہ تائید فرماتیں جب کہ ایک دینی مفاد تھا۔ اور حضرت عمرؓ کو
 جناب خاتونِ جنتؑ سے نہایت احترام و عقیدت مندی تھی جیسا
 کہ اسی حق الیقین کے صفحہ ۱۴ پر موجود ہے کہ حضرت عمرؓ نے جناب
 شہیدؒ کو کہا:-

اے دخترِ رسولِ خدا! اصرے نزدِ ما از خلق محبوب تر نیست از پدر تو، و بعد از پدر تو اصرے نزدِ ما محبوب تر نیست از تو۔ بخدا سوگند کہ ایں مانع من نیست از اں کہ اگر ایں جماعت در خانه تو جمعیت کنند آتش بزم و خانہ ات را برایشاں بسوزانم۔

ترجمہ :- اے رسولِ خدا کی بیٹی! کوئی شخص ہمارے نزدیک آپ کے والد سے زیادہ محبوب نہیں اور آپ کے والد بزرگوار کے بعد کوئی شخص آپ سے زیادہ محبوب ہم کو نہیں ہے۔ اور خدا کی قسم تمہارا یہ احترام و محبت مجھ کو اس بات سے نہیں روک سکتا کہ اگر یہ لوگ تمہارے گھر میں جمع ہوتے رہے تو ان لوگوں پر تمہارے گھر کو جلا دوں گا۔

تو دیکھیے یہ روایت خود شیعہ کی ہے۔ اس میں حضرت عائشہؓ نے حضرت خاتونِ جنت کے ساتھ کس قدر عقیدت و احترام کا اظہار و اقرار کیا ہے اور اس میں الفاظ بھی یہی ہیں کہ اُن لوگوں پر گھر کو جلا دوں گا۔ آخر وہ سب لوگ جنابِ سیدہ کے محرم تو نہ تھے کہ حضرت سیدہ ان کے ساتھ ہوتی تھیں، بلکہ جنابِ سیدہ دوسرے مکان اور کمرے میں ہوتی تھیں۔ تو نہ حضرت سیدہ کے جلانے کا کوئی لفظ ہے اور نہ حضرت سیدہ کے رہنے کے مکان کو جلانے کا کوئی لفظ ہے بلکہ دوسرے لوگوں کے جمع ہونے والے مکان و کمرے کو جلا دینے کی دھمکی ہے جس کی خود جنابِ سیدہ نے تابید فرما کر ان لوگوں کو وہاں جمع ہونے سے روک دیا۔

۳۔ مولوی اسماعیل صاحب نے جو صحیح مسلم سے روایت کر کے جواب دیا ہے کہ امارہ و ائمہ جب تک نمازیں پڑھتے رہیں اور علانیہ کفر نہ کریں ان سے نہ لڑو اس لیے حضرت علی المرتضیٰ نے اصحاب سے تعلقات رکھے اور جنگ نہ کی۔

تو صحیح مسلم اہل سنت کی کتاب ہے۔ تو گویا مولوی اسماعیل کے نزدیک جناب علی المرتضیٰؑ اہل سنت کا مذہب رکھتے تھے اور اہل سنت کے مذہب کے مطابق جو احادیث و روایات ہیں انہی پر عمل فرمایا کرتے تھے۔ مگر میں مولوی اسماعیل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ شیعہ عقائد کے لحاظ سے جب ابو بکرؓ و عمرؓ بلکہ تمام صحابہ مرتد و منافق تھے تو جناب علیؑ نے ان سے جہاد کیوں نہ کیا اور ان سے تعلقات کیوں رکھے اور ان سے بیعت و نمازیں ان کے ساتھ کیوں ادا کیں؟

دیکھیے شیعہ مذہب کی معتبر کتاب تفسیر صافی کے ص ۲۳۲ پر ہے:-
جَاهِدَ عَلِيٌّ الْمُنَافِقِينَ کہ جناب علیؑ نے منافقین سے جہاد کیا۔ تو اگر حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ منافق و ظالم ہوتے تو جناب علیؑ ان سے بھی جہاد کرتے۔

مناظر شیعہ

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب روایت اصراق خانہ

فاطمہ کے متعلق کہتے ہیں کہ سیدہ دوسرے گھر میں تھیں اور سید اس گھر میں نہ تھیں جہاں کہ وہ لوگ جمع ہوتے تھے۔

۱۔ مومنین کرام! مولوی عبدالستار کی یہ بات غلط ہے کیونکہ وہ کوئی بے گانے لوگ تو نہ جمع ہوتے تھے بلکہ وہ تو جناب علیؑ اور عباسؑ زبیرؓ تھے جن سے سیدہ کا پردہ نہ تھا۔ لہذا یہ لوگ اسی مکان میں جمع ہوتے تھے جہاں سیدہ رہتی تھیں اور اسی کے جلانے کو کہا گیا تھا۔

۲۔ درمنثور جلد پنجم کے ص ۱ پر موجود ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے منبر پر بندہ ناچیں گے۔ مولوی عبدالستار صاحب بتائیں کہ اس روایت کا مصداق کون ہیں؟

۳۔ اہل سنت کی کتاب فتح الباری شرح صحیح کے ص ۵۵ پر ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے یزید سے ایک لاکھ درہم لیا۔ لہذا یزید اہل سنت و الجماعۃ کا امام ہے۔

مولوی اسماعیل کے ان الفاظ پر مہر حق نواز صاحب سرپرست شیعہ اور مہر حاجی شوق محمد صاحب سرپرست اہل سنت دونوں نے مولوی اسماعیل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بحث تو اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت پر ہو رہی ہے۔ تم نے یزید کی امامت کی بحث کس لیے چھیڑ دی ہے۔ یہ بات خلاف موضوع ہے اور شرائط مناظرہ کے بھی قطعی خلاف ہے۔ اور الحاج مہر شوق محمد نے فرمایا کہ تمہارے

پاس اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت کو رد کرنے کے لیے تو کوئی دلیل ہے نہیں اس لیے یزید کے امام ہونے کی بحث شروع کر دی۔
 اس وقت علامہ تونسوی مظلہؒ نے فرمایا کہ یہ اصل موضوع سے بھاگتا ہے تو اس کو بھاگنے دو۔ جس طرف یہ جائے گا میں اس کا پیچھا کروں گا۔
 چوں کہ مولوی اسمعیل بے چارے کو اور تو کچھ آتا نہیں تھا، پھر شروع کر دیا کہ یزید نے اہل بیت علیہم السلام کے بچوں کے دُر اتار لیے اور ان کا پانی بند کر دیا۔ ایسا ظالم اہل سنت کا امام ہے۔ یہی مولوی اسمعیل کے آخری الفاظ تھے۔

مناظر اہل سنت

حضرات! مولوی اسمعیل بے چارہ کہتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے گھر میں کوئی بے گانہ لوگ جمع نہ ہوتے تھے بلکہ وہ تو حضرت علیؓ، عباسؓ و زبیرؓ تھے جن سے پردہ نہ تھا۔

۱۔ مولوی اسمعیل کی یہ بات بالکل غلط ہے کہ صرف بی بی من حضرت جناب سیدہ کے گھر جمع ہوتے تھے، کیونکہ ان کی معتبر کتاب حق البقین کے صفحہ ۱۴ پر ہے کہ زبیرؓ، مقدادؓ اور صحابہ کی ایک جماعت وہاں آکر مشورہ کرتے تھے۔ تو ہم مولوی اسمعیل صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ تمام حضرات زبیرؓ و مقدادؓ وغیرہ صحابہؓ کی جماعت

سب کے سب حضرت سیدہ کے محارم تھے۔ جن سے جناب سیدہ کا پردہ نہ تھا اور یہ سب اسی کمرہ میں ہوتے تھے جس میں جناب سیدہ ہوتی تھیں۔

ب۔ حق الیقین ص ۱۴ پر جناب سیدہ کے یہ الفاظ موجود ہیں :-
شما دیگر بایں خانہ میابید۔ ایشان رفتند با ابو بکر بیعت کردند۔
ترجمہ۔ تم پھر اس گھر میں نہ آنا۔ تو جناب سیدہ کے فرمان پر یہ سب لوگ چلے گئے اور ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرات! سوچنے کی چیز ہے کہ جناب سیدہ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو بھی ان لوگوں کے ساتھ فرما دیا کہ پھر اس گھر میں نہ آنا کیا اس میں حضرت علیؓ کو روکا گیا تھا کہ اس گھر میں نہ آنا۔ کیسی مہمل باتیں مولوی اسماعیل بیان کرتا ہے۔ اس روایت سے صاف ظاہر و ثابت ہے کہ وہ لوگ غیر محرم اور بے گانہ تھے، جو کسی دوسرے مکان میں جو کہ جناب سیدہ کی ملکیت تھا جمع ہوتے تھے۔ خاتون جنت نے اپنی اس جگہ آنے سے روک دیا جس کے بعد وہ چلے گئے اور حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اگر ہماری یہ بات مولوی اسماعیل یا کوئی دوسرا مجتہد شیعہ غلط سمجھے تو ہم اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بیان کرے کہ وہ کون لوگ تھے جن کو خاتون جنت نے روک دیا اور انہوں نے صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر جا کر بیعت کر لی۔

۲۔ مولوی اسماعیل صاحب نے درمنثور کی روایت پیش کی ہے۔
 اولاً تو میں یہ کہتا ہوں کہ درمنثور جیسی ضعیف کتاب کی روایات
 کس طرح معتبر اور قابل قبول ہو سکتی ہیں؟ ثانیاً اگر بالفرض حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہو کہ میرے منبر پر بندہ ناچیں گے تو اس سے
 یہ کیسے یقین ہو کہ اس میں فلاں فلاں اشخاص مراد ہیں۔ بہر حال یہ
 ایک مجاز ہے جس کی کوئی تاویل موزوں کرنی ہوگی۔ تو وہ اہل سنت
 کے نزدیک امر بخرید و حجاج وغیرہ جیسے اشخاص مراد ہوں گے۔
 یا ممکن ہے کہ مولوی اسماعیل جیسے لوگوں کے ایجنٹ پر ناچنے کو دینے
 کی طرف اشارہ ہو۔ یہ تو کسی طرح بھی اس روایت کا مطلب
 نہیں ہو سکتا کہ شیعہ اس سے خلفاء راشدین مراد لے لیں اور خارجی
 اس سے حضرت علیؓ اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام مراد لے لیں
 العیاذ باللہ۔

۳۔ حضرات! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء
 راشدین کے عہد مبارک سے صحابہ کرام اور اہل بیت علیہم السلام
 کے وظائف مقرر تھے اور تمام اہل بیت علیہم السلام اور اہل بدر و
 اہل اُحد و اہل بیعت اُولیٰ وغیرہ وغیرہ جناب ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و
 علیؓ تمام خلفاء راشدین کے زمانے میں اپنے وظائف مقررہ لیتے
 رہے۔ حتیٰ کہ امام حسنؓ و امام حسینؓ، عبداللہ بن جعفر طیارؓ حضرت
 امیر معاویہؓ سے بھی عطایار و وظائف لیتے رہے جو کہ ہر ماہ کی پہلی

تاریخ کو ان کو مل جاتے تھے۔

جیسا کہ خود شیعہ کی معتبر کتاب جلاء العیون کے صفحہ ۱۱۵ پر ہے :-
 از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ روزے
 حضرت امام حسن با حضرت امام حسین و عبداللہ بن جعفر فرمود کہ
 جائزہ ہائے معاویہ در روز اول ماہ بشما خواہد رسید۔ چوں روز
 اول ماہ شد چنانکہ فرمودہ بود اموال معاویہ رسید۔ جناب امام
 حسن قرض بسیارے داشت از آنچه او فرستادہ بود برائے آل
 حضرت، قرض ہائے خود را ادا کرد و باقی را میان اہل بیت و
 شیعیان خود قسمت نمود۔ و جناب امام حسین قرض خود را ادا کرد
 و آنچه ماند بے قسمت کرد یک حصہ را با اہل بیت و شیعیان خود داد
 و دو حصہ را برائے عیال خود فرستاد۔

ترجمہ :- امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ
 ایک روز امام حسن نے امام حسین اور عبداللہ بن جعفر کو فرمایا کہ
 امیر معاویہ کا مقرر کردہ عطیہ و وظیفہ تمہارے پس مہینہ کی پہلی
 تاریخ کو پہنچے گا۔ جب مہینہ کی پہلی تاریخ آئی جس طرح کہ امام حسن نے فرمایا
 تھا، امیر معاویہ کا مال (عطیہ) پہنچا۔ جناب امام حسن شہر بہت
 قرضے تھے۔ جو کچھ امیر معاویہ نے حضرت امام حسن کے لیے بھیجا تھا،
 اس میں سے قرضے ادا کیے اور باقی ماندہ مال اپنے اہل بیت اور
 اپنے شیعوں میں بانٹ دیا اور جناب امام حسین نے بھی اپنے

قرضے ادا کیے اور جو باقی بچا.... اس کو تین حصہ کیا۔ ایک تہائی حصہ اہل بیت اور اپنے شیعوں کو دیا اور دو تہائی حصہ اپنے گھر والوں اہل و عیال کے واسطے بھیجا۔

نیز اسی جلا العیون کے ۲۱۶ پر کہ یزید نے امام زین العابدین کو دو سو دینار سنہری دیے تو حضرت امام زین العابدین نے یزید سے لے لیے۔

دو سو دینار طلا باں حضرت داد، حضرت اک زرار گرفت۔ دو سو سنہری دینار یزید نے حضرت امام زین العابدین کو دیے اور امام نے وہ زرار لے لیا۔

حضرات! غور کیجیے خود ان روایات شیعہ سے بھی ثابت ہے کہ حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے جناب امیر معاویہؓ سے بے انداز مال لے کر اپنے اہل و عیال اور شیعوں پر خرچ فرمایا اور اسی طرح امام زین العابدینؑ نے یزید سے دو سو دینار لے کر خرچ کیے پس اگر انہی وظائف مقررہ سابقہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت معاویہؓ سے کچھ مال لیا تو کون سا جرم کیا؟ اگر یہ جرم ہے تو اس میں اہل بیت کے ائمہ بھی شریک ہیں نعوذ باللہ۔

باقی رہا شیعہ مناظر کا حضرت ابن عمرؓ پر یہ الزام کہ انہوں نے یزید سے ایک لاکھ درہم لیے سر اسر بہتان ہے۔ کتاب فتح الباری

۵۵ میں تو امیر معاویہؓ سے لینا مذکور ہے لیکن مناظر شیعہ یزید کا نام لے رہے ہیں، یہ غلط ہے۔ باقی اگر کسی سے مال لینے سے اس کا امام مان لینا لازم آتا ہے تو شیعہ کتب کے میں ابھی ثابت کر چکا ہوں کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے امیر معاویہؓ سے اور جناب امام زین العابدینؑ نے یزید سے مال لیا۔ پھر اس سے تو امیر معاویہؓ اور یزید کا شیعوں کا امام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرات! مولوی اسماعیل اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت راشدہ کے دلائل سے لاجواب مبہوت ہو کر اب یزید کو اہل سنت کا امام بنانے اور بتانے لگا ہے گویا کہ مولوی اسماعیل اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت راشدہ کو حق مان چکا ہے۔ اور کیوں نہ مانتا جب کہ جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؑ کا فرمان شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی کے جزو ۳ پر مرقوم ہے :-

ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم واز المصاب بہما
لجرح فی الاسلام لشدید یرحمہما اللہ وجزاہما باحسن
ما عملتا۔

ترجمہ :- اور قسم مجھے اپنی جان کن کہ یہ تحقیق ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا مقام اسلام میں بڑا ہے اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا۔ ان دونوں پر رحمت نازل کرے اور ان کو ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے۔

مولوی اسماعیل صاحب! حسب فرمان جناب علی المرتضیٰ حضرات
خلفاء ثلاثہ کو مان لیں اور یزید کے متعلق یہ نحوث نہ لکھائیں کہ یہ اہل سنت
کا امام و پیشوا ہے۔ یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ دیکھیے اہل سنت
کی عقائد کی کتاب نبراس (شرح عقائد نسفی) کے ص ۵۵۳ پر لکھا
ہے :-

واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ واجازہ
ورضی بہ۔

ترجمہ :- اور ہماری علماء ان لوگوں پر لعنت کرنے کے جواز پر متفق
ہیں جنہوں نے امام حسینؑ کو قتل کیا یا امام حسینؑ کے قتل کا حکم دیا، یا امام
حسینؑ کے قتل کی اجازت دی اور ان کے قتل پر راضی و خوش
ہوئے۔

اور اس کے بعد اسی نبراس کے ص ۵۵۴ پر ہے :-
لعنة الله عليه وعلى اعوانه وانصاره۔

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے معاونین
اور مددگاروں پر جنہوں نے امام حسینؑ کو شہید کرنے میں اس کی
امداد کی۔

دیکھیے مولوی اسماعیل صاحب! اگر یزید اہل سنت کا امام ہوتا
تو ہم اس کے متعلق یوں کیوں لکھتے۔ جہاں اہل سنت کی کسی کتاب
میں یزید کے متعلق کچھ لکھا ہوا ہے وہاں اس کے یاد شاہ وقت

ہونے کے متعلق لکھا ہوا ہے۔ یہ کہیں نہیں ہے کہ یزید اہل سنت کا امام و پیشوا اور مقتدا تھا۔ اگر خدا ایک بار یزید پر لعنت کرے تو ہم اہل سنت اس پر لاکھ بار لعنت کریں گے۔

مولوی اسماعیل صاحب! آپ اپنے شیعہ مذہب کا فکری کچھ اور ایسے ہم شیعہ مذہب کی کتابوں سے پوچھیں کہ یزید کس کا امام ہے؟ دیکھیے فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۱۰ پر ہے کہ امام زین العابدینؑ نے یزید سے کہا:-

قد اقرئت لك بما سئلت انا عبد مكره لك
ترجمہ:- تحقیق میں تیری ہر اس بات کو مانتا ہوں جو تو چاہے اور سوال کرے۔ میں تو تیرا مجبور و ماتحت غلام ہوں۔

مولوی اسماعیل صاحب! بتائیے کہ امام زین العابدینؑ کو یزید کا غلام اور یزید کی ہر بات ماننے والا خواہ وہ یزید اپنی امامت منوائے یا حکومت و خلافت، تم شیعوں نے بنایا ہے یا اہل سنت نے؟ اور شیعوں کی معتبر کتاب تلخیص الثانی ص ۴۷۱ پر ہے جناب امام حسینؑ نے عمرو بن سعد کو فرمایا:-

اختاروا مني اما الرجوع الى المكان الذي اقبلت منه
او ان اضع يدي على يد يزيدي فهو ابن عمي ليري في
سرايي۔

تم میری طرف سے جو چیز چاہو اختیار کرو۔ یا تو مجھے اس مکان کی

طرف واپس جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں۔ یا مجھے یزید کے پاس لے چلو
میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا کیونکہ وہ یزید میرا چچا زاد بھائی ہے
تاکہ وہ میرے حق میں اپنی رائے دے۔

مولوی اسماعیل صاحب! دیکھیے امام حسینؑ کے ہاتھ کو یزید کے ہاتھ پر
تم رکھوا رہے ہو اور امام حسینؑ سے یزید کی بیعت تم تسلیم کر رہے ہو یا کہ
اہل سنت کمرہا رہے ہیں؟

جب حضرت علامہ تونسوی مدظلہ نے یہ حوالہ پیش کیا تو شیعہ علماء
اور عوام میں صاف ماتم کچھ گئی اور اس میں اپنی سخت شکست فاش
سمجھ کر نہایت ہی حواس باختہ اور سسنگوں ہو گئے کہ یا اللہ یہ کیا قیامت
برپا ہو گئی کہ ہمارے مناظر مولوی اسماعیل نے یزید کی بحث چھیڑ کر شیعہ
مذہب کو رسوا اور ذلیل کر دیا۔ ادھر علامہ محمد عبدالستار صاحب
مناظر اہل سنت شیر کی مانند گرج کر فرما رہے تھے کہ مولوی
اسماعیل صاحب! اب فرمائیے کہ یزید ہمارا امام ہے یا کہ تمہارا؟
جس پر تمام شیعہ حضرات مولوی اسماعیل کو سخت نفرت کی
نگاہ سے دیکھنے لگے کہ ہم نے مولوی اسماعیل کو حضرت علامہ تونسوی
کے مقابلے میں بلوا کر متواتر تینوں دن اپنے مذہب کو رسوا کیا۔
اور اب آخری وقت میں تو ذلت و خواری کی کوئی انتہا ہی
نہ رہی۔

مناظر اعظم اہل سنت علامہ تونسوی مدظلہ سے مطالبہ کیا گیا کہ

کتاب تلخیص شافی کا حوالہ دکھاؤ۔ علامہ تونسوی نے فرمایا کہ میں مولوی اسماعیل کی پرانی عادتوں سے واقف ہوں، یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا چنانچہ سرپرست اہل سنت اپنی ذمہ داری پر وہ کتاب تلخیص شیعہ مناظر کے پاس لے گئے۔ مگر اس وقت مولوی اسماعیل کی بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ حوالہ کو ادھر ادھر سے تو پڑھتا تھا مگر وہ خاص عبارت پڑھنے سے گریز کرتا تھا۔ ادھر علامہ تونسوی مدظلہ فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب ذرا ہوش سنبھال کر درمیان سے پڑھو۔ مولوی اسماعیل بے چارے کا چہرہ خوف زدہ تھا اور حواس باختہ تھے۔ اور اس کے چیلے شور مچا رہے تھے اور مولوی اسماعیل کی بدحواسی پر پر وہ ڈالنا چاہتے تھے، مگر تمام حاضرین شیعہ و اہل سنت پر شیعہ مناظر کی شکست فاش اور بدحواسی واضح ہو چکی تھی، اور کتاب پر شیعہ مولویوں کا جھگڑا ہو گیا تو علامہ تونسوی کو خطرہ ہوا کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے اس لیے آپ نے فوراً اپنی کتاب ان سے واپس منگالی۔ اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ دکھایا گیا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے شیعہ مولوی سید گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا تو کتاب پھاڑنے کے خوف سے علامہ تونسوی مدظلہ نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حلف دے کر حوالہ اس سے پڑھوایا تاکہ وہ صحیح صحیح پڑھ کر تمام لوگوں کو سنادے۔ اسی صورت سے مولوی ضمیر الحسن اور

مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یہ حوالہ پڑھوایا گیا۔
جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی اتنے بدحواس اور مبہوت تھے
کہ لاجواب اور شرمندہ ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ
تھے۔

مناظر اعظم اہل سنت علامہ تونسوی مدظلہ

کا

ابھی تک تین منٹ وقت باقی تھا کہ سرپرست شیعہ
مہر حق نواز صاحب نے علامہ تونسوی مدظلہ کے پاس آکر
نہایت ادب سے عرض کیا

کہ

اب آپ اپنی تقریر ختم کیجیے

اور

ہم کو زیادہ رُسو نہ کیجیے۔ شیعوں کے اصرار سے
معززین سرگانہ اہل سنت نے حضرت علامہ تونسوی کی
خدمت میں عرض کیا کہ حق واضح ہو چکا ہے
دعا خیر فرما کر ختم کیجیے

دعائے خیر کے بعد

مناظر اعظم اہل سنت
کی

خدمت میں جہاں اور حضرات نے فتح و کامیابی پر
مبارک باد اور ہدایا و تحائف پیش کیے
وہاں

مولانا محمد حسین صاحب نے

مناظر اعظم تنظیم اہل سنت

علاوہ تو نسوی مدظلہ

کے سر پر

سبز رنگ کی دستار بندھوائی،

اور

مناظر اعظم زندہ باد کے نعرے لگ گئے

تنظیم اہل سنت ————— مجلس تحفظ ختم نبوت

زندہ باد

زندہ باد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حلفیہ بیان سرگانہ برادری

۱۔ ہم بانیانِ مناظرہ باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ مناظرہ کی جو شرائط طے پائی تھیں، ان میں یہ بھی طے پایا تھا کہ جو فرقہ ان شرائطِ مناظرہ سے گریز کرے گا اس کی شکست تصور ہوگی۔

۲۔ مناظر اہل سنت حضرت علامہ عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے فراخ دلی سے شیعہ مناظر مولوی محمد اسماعیل صاحب کو اجازت دے دی (جب اُس نے اصل شرائطِ مناظرہ سے گریز کی راہ اختیار کی) کہ تم اپنا موضوع بدل کر جو چاہو رکھ لو، مجھے منظور ہے۔ اس کے بعد مولوی محمد اسماعیل صاحب کے کہنے پر مسئلہ مذک کی بجائے مسئلہ تحریفِ قرآن اہل سنت کے نزدیک عین دورانِ مناظرہ مقرر ہوا جس سے پہلے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ شیعہ مناظر اہل سنت کے مناظر کے مقابلہ میں بوجہ لاجواب ہونے کے فرار کی راہ اختیار کر رہا ہے۔

۳۔ مناظرہ کے دوران میں مولوی محمد اسماعیل صاحب مناظر شیعہ بار بار کہتے تھے مجھے شادی پر جانا ہے۔ اور مناظر اہل سنت حضرت تونسوی صاحب مدظلہ العالی بار بار فرماتے تھے کہ شادی وادی کی کوئی بات نہیں، جیت تک فیصلہ نہ ہو مجھے اور تجھے یہاں رہنا پڑے گا اور فیصلہ کر کے جانا ہوگا۔

۴۔ آخر میں خلافتِ اصحابِ ثلاثہ کے موضوع پر مناظرہ ہوا تھا کہ مولوی اسماعیل صاحب مناظر شیعہ نے خلافتِ یزید کی بحث چھیڑ دی جو کہ خلافِ بشرِ انطِ مناظرہ تھی۔

مناظر اہل سنت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے جب حوالہ تلخیص ثانی (شیعوں کی معتبر کتاب ص ۴۷) پیش کیا جو عربی میں ہے کہ امام حسینؑ نے عمر بن سعد کو فرمایا تم میری طرف سے جو چیز چاہو اختیار کرو۔ یا تو مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں، یا مجھے یزید کی طرف لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا وہ میرا چچا زاد بھائی ہے؟ تو شیعہ پریشان ہو گئے۔ مولوی اسماعیل صاحب نے حوالہ خود دیکھنے کے لیے کتاب طلب کی، کتاب دی گئی تو مولوی اسماعیل صاحب نے سرسری نگاہ ڈال کر اونچی آواز سے پڑھنا شروع کیا تو قصداً ان اضع یدی علی یزید کو نہ پڑھا، تو فوراً حضرت مولانا تونسوی نے ٹوکا اور کہا ان اضع یدی الخ کو کیوں کھا گیا ہے؟

اس پر میاں طالب حسین خاں صاحب بانی مناظرہ اہل طرف شیعہ حضرات نے فرمایا کہ یہاں سب پڑھے لکھے بیٹھے ہیں سچ جھوٹ نکل آتا ہے۔ چنانچہ حاجی محمد قاسم سرگاندہ مرحوم نے بڑھ کر کتاب مولوی اسماعیل صاحب کے لے کر سرپرستان مناظرہ کے سامنے رکھی، ابھی ہم دیکھ بھی نہ پائے تھے کہ خدا جانے مولوی اسماعیل شیعہ کو کیا سوجھی کہ جھٹ سٹیج پر سے جو ۲-۲ فٹ بلند تھا اتر کر ہمارے سامنے کھلی ہوئی کتاب پر زور کا تھپڑ مارا۔ کتاب پھٹنے سے تو بچ گئی لیکن شکن سے پڑ گئے تو فوراً ہم نے مولوی اسماعیل صاحب کو کتاب سے ہٹا کر سٹیج پر جانے کے لیے مجبور کیا کہ آپ کو یہاں آنے کا کوئی مطلب نہیں۔

مولوی اسماعیل کی اس حرکت کو سب حاضرین نے نفرت سے دیکھا، تو حضرت مولانا تونسوی صاحب مدظلہ نے کتاب واپس لے لی تاکہ کتاب

نہ پھاڑ دی جائے۔ مولوی امیر محمد صاحب شیعہ جو کہ منجانب شیعہ صد مناظرہ مقرر تھے، نے خود کتاب مذکور کا حوالہ پڑھا، دوسرے بعض شیعہ مجتہدوں کے اس حوالہ کو پڑھنے پر چند حضرات نے نعرہ لگا دیا جس پر ناراض ہو کر ہم نے ان کو روکا کہ ہم نے یہ مناظرہ حق سمجھنے سمجھانے کیلئے کیا ہے اور بس۔ مولوی اسماعیل صاحب شیعہ کا ایک رنگ آتا تھا ایک رنگ جاتا تھا۔ آغا مرحق نواز صاحب سکنہ دندی سرپرست شیعہ نے مولوی اسماعیل صاحب کے اشارہ پر مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ کے دو مین منٹ باقی رہنے کے باوجود مناظرہ بند کرنے کو کہا اور ہم نے بھی تونسوی صاحب کو مناظرہ ختم کرنے کی سفارش پیش کی کہ حق واضح ہو گیا ہے لہذا اب ختم کریں۔

شیعہ حضرات مولوی اسماعیل صاحب پر بہت ناراض تھے کہ خلافت یزید کی بحث چھیڑ کر ہمیں رسوا کر دیا۔ چونکہ شیعہ علماء اور شیعہ برادری سب ہمارے مہمان تھے ہم نے بخیر و خوبی سب کو رخصت کر دیا۔

تیسرے روز ایک اشتہار مولوی اسماعیل صاحب کی طرف سے نظر سے گزر جس میں جھوٹ کے انبار تھے۔ ایک مولوی کی من گھڑت (شیعہ ہو جانے کی) جھوٹی کہانی نیز مولوی عبدالستار صاحب کے متعلق کہ ۱۰ اگھنٹہ پہلے مناظرہ سے بھاگنا وغیرہ لکھا تھا۔ ہم نے سمجھا کہ تقیہ کا مسئلہ اسی لیے شیعہ حضرات نے اپنایا ہوا ہے کہ وقت ضرورت کام آئے۔

دستخط :- بانی دسرپرست مناظرہ منجانب اہل سنت :-

شوق محمد بقلم خود سیال سرگانہ

محمود الحسن سیال سرگانہ بقلم خود۔ محمد ظفر سرگانہ بقلم خود۔